

پاسبانِ حق

# مودی اندیش

مؤلفہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین مدظلہ صاحب

ایئر تحریک ختم اہلسنت الجماعت پاکستان

ناشر  
سُنی دارالاشاعت  
جامع مسجد نواب دین  
کرم آباد، وحدت روڈ لاہور  
۲ ملنے کا پتہ

دفتر تحریک خدام اہل سنت چکوال ضلع جہلم

پہاڑ شرم دو ہزار قیمت ۶۱ روپے

# عرض حال (ابع سوم)

مودودی مذہب طبع سوم ملت اسلامیہ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے اس میں ایک ضمیمہ کا اضافہ بھی ہے جس میں مودودی صاحب کے بعض اور نظریات بھی پیش کئے گئے ہیں مثلاً دلیل نبوت صحت قرآنی ہے اور معجزہ شوق انقر کا انکار وغیرہ اور چونکہ موجودہ ملکی انتخابات پاکستانی تاریخ میں ایک اہم حیثیت رکھتے ہیں اور سیاسی پارٹیوں نے اپنے اپنے منشور شائع کر دیئے ہیں۔ اس لئے موجودی جماعت کے منشور پر بھی حسب ضرورت تبصرہ کر دیا گیا ہے تاکہ نادانقت لوگ مودودی تحریک کی حقیقت سمجھ سکیں۔ جو سالہا سال سے حکومت المیہ اور اسلامی نظام حکومت کے نعرے لگا رہی ہے۔ اس ضمیمہ میں ایک نئے خطرناک نکتے کی بھی نشاندہی کر دی گئی ہے جو عوام کی غربت و تنگدستی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے "اسلامی سوشلزم" کے نعرہ کی بنا پر اسلامی اصول و عقائد کو متزلزل کر رہا ہے۔ ہمیں کسی کی ذات اور پارٹی سے کوئی عداوت نہیں ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمان ہر اس نکتے سے محفوظ رہیں۔ جو رحمت للعالمین۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی عظیم کسوٹی مآئنا علیہا وَاُھمَّای سے ہٹا کر جنم میں لے جائے اور اللہ تعالیٰ سب کمالات کو اپنی مہضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

خادمہ اہل السنۃ الاحقرہ مظہر حسین غفرلہ  
ملی جامع مسجد حیدرآل

# فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۹	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کے غلطیوں کو کرائی ہیں۔	۷	پیش لفظ
۲۱۷	انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے سزائیں بھی دی ہیں	۹	عرض حال
۳۲	حضرت آدم علیہ السلام پر تنقید	۱۱	ایک ضروری تصحیح
۳۵	حضرت یونسؑ نے فریضہ رسالت میں کوتاہیاں کیں	۱۳	مسٹر محمد رفیع کا مقدمہ خارج
۳۷	حضرت ابراہیمؑ کو توحید میں ایک مدت تک شک رہا	۱۸	اکثر علماء و جاہل اور گمراہ ہیں
۴۰	اسلام ایک تحریک اور انبیاء اس کے لیڈر ہیں۔	۲۰	انبیاء کرام کی تنقیص
۴۱	سرور انبیاء پر تنقید حال کے	۷۷	انبیاء اپنی کوشش سے خدا کو پہچانتے ہیں
۴۳	مرزا غلام احمد قادیانی اور رجال	۲۱	انبیاء کے نفس بھی شریر ہوتے ہیں
۴۴	سرور کائنات بھی پیدا ہوا تھا	۲۲	حضرت موسیٰؑ سے بہت بڑا گناہ
۴۵	موجودہ نہ تھے۔	۲۲	سرزد ہو گیا تھا۔
		۲۴	حضرت داؤد علیہ السلام کی تنقیص
		۷۷	حضرت داؤدؑ کے فعل میں خوبیاں
		۷۷	نفس کو دخل تھا۔
		۲۶	حضرت فوج میں جاہلیت کا جذبہ تھا
		۲۸	موردی صاحب خود پاک ہیں۔

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۶۹	مکتاب خلافت و ملکیت	۴۵	آفتابِ نبوت کے فیضان کا انکار
۷۰	خلیفہ ثالث حضور عثمان رضی اللہ عنہ	۴۶	قرآن سے حضرت عیسیٰ کے رنجِ جسمانی کا انکار
۷۴	اور مردودی	۴۸	احادیث کے متعلق مردودی نظریات
۷۹	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۵۰	مزاج شناس رسول
۸۰	مولانا اکبر شاہ خاں صاحب مجاہد آبادی	۵۲	حدیث کے متعلق قادیانی نظریات
۸۱	ایک مخالفہ	۵۳	مقام صحابہ پر مردودی صاحب کی نظریں
۸۲	تاریخی سلاطین	۵۴	مردودی نظریات اور شیعہ حدیث اجمالی کا انجم کی تحقیق
۸۳	ستمِ غریبی	۵۵	حضرت صدیق اکبرؓ پر تنقید
۸۴	حضرت عمرو بن العاصؓ	۶۰	حضرت فاروق اعظمؓ پر تنقید
۸۵	حضرت علی مرتضیٰؓ	۶۲	حضرت عثمانؓ کی توہین
۸۶	مسکب حق	۶۵	خلفائے راشدین کے نسب
۸۷	اجہات المونیہ	۶۶	قانونِ نبی بن سکھ -
۸۹	سید قطب مہری	۶۷	حضرت خالدؓ پر تنقید
۹۱	محمد دین اُمت پر تنقید	۶۸	حضرت سعد بن حبارہ انصاری کی توہین
۹۲	حضرت محمد العت ثانیؓ اور شاہ ولی اللہؒ کی تحقیق		
۹۳	تصرف کے خلاف		
۹۵	مولانا شاہ اہل شہید پر تنقید		

صفحہ	موضوعات	صفحہ	موضوعات
۱۲۰	امام الانبیاء پر ایک ناک لازم	۹۶	مردودی صاحب کی پاکدامنی
۱۲۱	توحید و رسالت کے مواد و سرچ	۹۷	مردودی صاحب کا علمی پند
۱۲۲	اصول میں تبدیلی	۹۸	مردودی مسلک
۱۲۳	خانہ کعبہ کے محول کی قرین	۹۹	کیا جامعیت اسلامی صحیح ہے
۱۲۴	محنت کی صلہ کا مسئلہ	۱۰۰	مردودی مسائل و احکام
۱۲۵	اسلامی مہل کی پائالی	۱۰۱	خطرہ کی حالت میں منہاج ہے
۱۲۶	مردودی جمہوریت	۱۰۲	حکم طلع میں محنت کی آزادی
۱۲۷	جمہوریت کی جمالی	۱۰۳	فقہائے اسلام کی قرین
۱۲۸	تقیبہ	۱۰۴	تقلید گناہ کے بھی شیعہ تر ہے
۱۲۹	مردویت کا برہمن کی نظر میں	۱۰۵	سجدہ تکوین کا ذکر جائز ہے
۱۳۰	حضرت تھانویؒ حضرت مثنیٰؒ کے ارشادات	۱۰۶	روزہ دار کیلئے طلوع فجر کے
۱۳۱	علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی رائے مجرانی	۱۰۷	بعد کھانا جائز ہے
۱۳۲	شیخ التفسیر حضرت لانا احمد علیؒ لاہوری کا ارشاد	۱۰۸	اسلامی فلم سازی
۱۳۳	حضرت مولانا قاری محمد عیوب صاحب حفظہ کا ارشاد	۱۰۹	فلم اور ایکٹریس
		۱۱۰	مردودی نظام اسلامی کی حقیقت
		۱۱۱	نہارہ روزہ فریگ کہہ سہیں
		۱۱۲	غیر مسلم سرکاری میں چوری و
		۱۱۳	نہارہ کی سزا قلم ہے

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۳۴	حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خشک کا ارشاد	۱۳۵	حضرت مولانا غیر محمد صاحب کا ارشاد
"	اکابر دیوبند کا میتقہ فیصلہ	"	حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی کا ارشاد
۱۳۸	مودودی اتحاد العلماء ♦ ♦ ♦	۱۳۶	حضرت شیخ الحدیث غورخشتی کا ارشاد

### فہرست ضخیمہ مودودی مذہب

۱۶۲	ایک شبہ کا ازالہ	۱۴۱	دلیل نبوت قرآن کا معجزہ ہے (مودودی)
۱۶۳	بھٹو کا اسلامی سوشلزم کا عظیم فتنہ	۱۴۲	مہجرہ شوق القم کا انکار
۱۶۸	خدا کا انسان کو بھی مالک بنایا ہے	۱۴۹	امام احمدی مرزائی کا فرہیں (مودودی)
۱۶۹	بھنگا اور نارج	۱۵۰	مودودی صاحب کے خط کا عکسی فوٹو
۱۷۰	حقیقت بے نقاب ہو گئی	۱۵۱	قادیانی پارٹی کیلئے چور دروازہ
"	منکرین ختم نبوت کے انتخابی اتحاد	۱۵۳	لاہوری مرزائیوں کا شکریہ
۱۷۱	مودودی سوشلزم اور مودودی اشتراکیت	۱۵۴	اسلامی غشوار اور مودودی غشورین فرق
۱۷۳	مودودی جماعت ہست یا وہ خطرناک رہتی ہے؟	۱۵۶	ایصال ثواب گنہگاروں کیلئے نہیں
۱۷۳	مکتبہ فی اور مودودی پر سکیڈر	۱۶۰	مودودی غشوار اور معاشی اصلاحات
۱۷۵	غلط دینی راز علامہ شبیر احمد عثمانی	۱۶۱	خطرناک تصادمی نظریہ
۱۷۶	دینی معاشیہ		

# پیش لفظ

”مودودی مذہب“ طبع دوم اہل اسلام کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے اس میں بعض عبارات میں معمولی ترمیم و اضافہ بھی ہے اور بعض عنوانات بھی بڑھا دیئے گئے ہیں۔ بالخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے باب میں مودودی صاحب کی جدید معرکہ الآراء کتاب ”خلافت و ملوکیت“ کے اقتباسات بھی درج کر دیئے ہیں جس میں انہوں نے مسلک اہل السنۃ الجماعت کے خلاف ہر حجتاً اہل تشیع کا کردار ادا کیا ہے اور قرآن عظیم اور احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریحات کو نظر انداز کیے محض تاریخی ناقابل اعتماد روایات کی بنیاد پر بعض جلیل القدر صحابہؓ کی ممتاز شخصیتوں کو مجروح کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کے متعلق وہ الفاظ لکھے ہیں جو اگر کوئی دوسرا شخص مودودی صاحب کے متعلق استعمال کرے تو ان کے متعین مشتعل ہو جائیں لیکن تعجب سے کہ خلافت صحابہ بعض صامت اور واضح عبارات کے باوجود مودودی صاحب کے عین اور متبعین پوری قوت سے ملک میں سی پی پی گنڈا کر رہے ہیں کہ ”خلافت و ملوکیت“ تو ایک بے مثال عقائد کتاب ہے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کسی پہلو سے بھی تو بہن نہیں پائی جاتی اور علماء محض ضد و عناد کی وجہ سے مودودی صاحب کی مخالفت کر رہے ہیں۔ لہذا ہم ہر باغیر اور انصاف پسند مسلمان کو دعوت دیتے ہیں کہ مودودی مذہب میں منقول عبارات کو بغور

پڑھنے کے بعد خود فیصلہ دیں کہ خلافتِ مملکت میں جو باتیں بعض صحابہ کرام بالخصوص حضرت امیرِ مہاجرین رضی اللہ عنہ کے بارے میں مودودی صاحب نے لکھی ہیں کیا وہ اپنے لیے یا اپنے کسی سیاسی اور مذہبی دھماکے لیے پسند کر سکتے ہیں؟ ہم بلا خوفِ لومۃ لا ثم یرض کرتے ہیں کہ جو بادشاہِ مسلمان بھی مذہبی اور سیاسی عصیت سے بالاتر ہو کر ہماری اس تالیف (مودودیؒ) کا مطالعہ کرے گا اور انبیائے عظام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق مودودی صاحب کی عبارتوں سے واقف ہو گا وہ انشاء اللہ تعالیٰ اس نتیجے پر پہنچے گا کہ اعتقادی اور مذہبی اعتبار سے مودودی جماعت ایک خطرناک فتنہ کی حیثیت رکھتی ہے جس کا انسداد کرنا ہر طالبِ حق کے لیے ضروری ہے۔<sup>۱</sup>

اے چشمِ اشکبارِ ذرا دیکھ تو سہی  
یہ گھر جو بہمدہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

۲۔ الاحقر

منظر حسین غفرلہ  
مدنی جامع مسجد حکیمال

۴۔ ذیقعدہ ۱۳۸۷ھ

۴۔ فروری ۱۹۶۷ء





# عرض حال

(طبع اول)

۱۔ جندی علیہ السلام کو اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ جماعت اسلامی کو حکومت نے خلاف قانون قرار دے دیا اور مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے کچھ افراد گرفتار کر لیے گئے ہیں۔ لیکن پیش نظر کتاب ”مودودی مذہب“ اس اعلان سے کئی دن پہلے ہی کتاب کے حوالے کی جا چکی تھی اور مودودی کی پٹی کا وجود بحیثیت جماعت باقی نہیں رہا مگر ان کے غلط نظریات تو دماغوں میں موجود ہیں اور ہمارا مقصد یہ کہ ان کے خلاف اسلام نظریات سے قوم کو آگاہ کرنا ہے اس لیے ذہنی اعتبار سے اس کتاب کی ضرورت ملحدانیت بہر حل باقی ہے۔ حتیٰ پسند مسلمانوں سے گزارش ہے کہ وہ بہ نظر تحقیق و انصاف اس کتاب کا مطالعہ کریں انشاء اللہ مودودی قحط کی غرابوں کا انکشاف ہو جائیگا۔

حضرت انبیاء اور تمام صحابہ کا مختصر سیاسی اور جماعتی مفاد پر مقدم ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا ابْتِلاَءٌ

ضروری اعلان { نا واقع لوگوں کے سامنے مودودی صاحب ان عوامیہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ مودودی صاحب کی کتابوں کی عبارتیں علماء صیح طور پر پیش نہیں کرتے۔ لہذا اس پر پوچھ گچھ کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس کتاب کا کوئی

حوالہ غلط ثابت کرے تو اس کو ۵۰ روپے فی حوالہ انعام دیا جائے گا۔  
صلائے عام ہے یا رانِ بکنتہ دلی کیلئے

(خوٹے) ہم نے اس کتاب میں صفحات کے نمبر مودودی تصانیف کے سابق  
ایڈیشنوں سے دیئے ہیں جو ہمارے پاس ہیں۔ لیکن ان کے جوائڈیشن نئے شائع  
ہوئے ہیں ان کے صفحات کے نمبروں میں تبدیلی ہو گئی ہے جس کی وجہ سے  
مودودی صاحبان ناواقف لوگوں کو یہ مغالطہ بے سکتے ہیں کہ اس صفحہ پر تو  
فلاں عبارت درج نہیں ہے حالانکہ اس کو حوالہ کی غلطی نہیں کہہ سکتے کیونکہ  
عبارات ثابت ہیں۔ نیز کتابت کی غلطی بھی انعام سے مستثنیٰ ہوگی ۛ

الاحقر

منظر حسین غفرلہ مدنی جامع مسجد چکوال

# ایک ضروری تصحیح

پیش نظر کتاب ”مودی مذہب“ کے صفحہ ۷۴ نمبر ۵، صفحہ ۴۸ نمبر ۶، صفحہ ۵۰ نمبر ۷ اور صفحہ ۵۳ نمبر ۱ میں خلفائے راشدین وغیرہ جلیل القدر صحابہ کبار رضی اللہ عنہم اجمعین پر تنقید کے سلسلہ میں جو عبارتیں درج کی گئی ہیں، وہ ماہنامہ ترجمان القرآن جلد ۱۲ عدد ۵۴ سالہ ۱۳۵۷ء میں موجود ہیں لیکن جماعت اسلامی کے امیر مودودی صاحب کی طرف جو ان عبارتوں کی نسبت کی گئی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ عبارتیں مولوی صدر الدین صاحب اصلاحی کے ایک مضمون کی ہیں نہ کہ مودودی صاحب کی۔ میرے پاس اصل رسالہ ترجمان القرآن موجود نہ تھا اور اس حوالہ میں میں نے ایک دوسری کتاب پر اعتماد کیا تھا۔ اس لیے اس انتساب میں غلطی ہو گئی۔ اس غلطی کی طرف مولا نا حافظ خالد محمود صاحب مولوی فاضل مقیم لاہور نے اپنے مکتوب میں مجھ کو توجہ دلائی۔ اس لیے میں نے ان عبارتوں کی بنا پر مودودی صاحب پر اعتراض کرنے سے رجوع کر لیا ہے جس کا اعلان بھی ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور اور دوسرے اخبارات میں ہو چکا ہے۔ لہذا یہ عبارتیں اس مسمت سے خارج سمجھی جائیں۔

۲۔ یہ عبارتیں مولوی صدر الدین صاحب اصلاحی نے اس زمانہ میں لکھیں

جبکہ ان کو مودودی صاحب کے اہل قلم ارکان میں ایک امتیازی مقام حاصل تھا۔ اور  
ترجمان القرآن میں شائع ہوئیں۔ جو خود مودودی صاحب کی اہمیت و نگہانی  
میں شائع ہوتا رہا ہے۔ اس وجہ سے بالواسطہ مودودی صاحب پر بھی یہ  
اعتراف وارد ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مودودی صاحب نے جو تنقید ان عبارتوں کو  
اپنے پرچہ میں شائع کر دیا اور اگر مودودی صاحب کو اصلاحی صاحب کی ان  
عبارتوں کے مضمون سے اتفاق بہت دیر پہلے ہوتا، اعتراض مودودی صاحب کا بالہ  
قائم رہے گا۔ واللہ اعلم

الاحقر

مظہر حسین غفرلہ مولف کتاب ہذا  
مدنی جامع مسجد چکوال

۱۹ محرم ۱۳۸۲ھ

# مستر محمد یوسف کا مقدمہ خارج ہو گیا

”مردودی مذہب“ صفحہ (۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲) کی چار عبارتیں بندہ نے پہلے مضمون نگار مولوی عبداللہ بن صاحب (اصلاحی ہندوستان) کے ”مردودی صاحب کی طوطی منسوب کی تھیں ان کی جلدی اصلاح کہتے ایک ضروری تصحیح کے عنوان سے ایک حق کتاب میں لکھا دیا گیا تھا لیکن باوجود اس کے ”مردودی جماعت“ کے ایک سرگرم کارکن ”مستر محمد یوسف صاحب“ نے اسے مقیم راولپنڈی نے مذکورہ عبارت کی بنا پر بندہ پر یہ نوٹس مجھ سے مبلغ دس روپے روپے انعام کا مطالبہ کیا۔ جس کے جواب میں بندہ نے ان کو اپنے تصحیح نامہ کی اطلاع دیتے ہوئے حقیقت حال واضح کر دی لیکن پھر بھی انہوں نے مصالحتی عدالت یونین کمیٹی ”ای“ راولپنڈی میں مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۶۴ء کو میرے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ چونکہ اس کمیٹی کے چیئرمین شیخ صفیر احمد تھے جو بچے ”مردودی“ ہیں۔ اس لیے ہم نے ڈپٹی کمشنر صاحب راولپنڈی کو انتقال مقدمہ کی درخواست دی جو منظور ہو گئی اور اسی کمیٹی میں مقدمہ کی سماعت چوہدری گلزار حسین صاحب چیئرمین کے سپرد ہوئی۔ اس مقدمہ میں چونکہ ہم نے مولانا حافظ خالد محمود صاحب کے خطوط اور دوسری دستخط پر ریس گجرات کا ریکارڈ پیش کر کے یہ ثابت کر دیا تھا کہ یکم جون ۱۹۶۴ء کو کتاب کے

ساتھ ”نصیح نامہ“ لکھا دیا تھا۔ جو ترجمان اسلام لاہور میں بھی شائع ہوا۔ اور مدعی محمد یوسف کا نوٹس اس کے بعد ۵ جون ۱۹۱۷ء کو ملا۔ اس بنا پر چوہدری گلزار حسین صاحب چٹبرمن نے یہ مقدمہ خالص کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کے آخر میں لکھا ہے کہ (۶) مدعا علیہ قاضی منظر حسین نے ان اعتراضات کے جواب میں کہا ہے کہ ”کتاب میں چسپاں ”ضروری نصیح“ کے الفاظ میں کاتب نے بجائے ”ہو رہا ہے“ کے ”ہو چکا ہے“ لکھ دیا اور اخبار ترجمان اسلام لاہور میں بھی کاتب کی غلطی سے بجائے ۱۹ محرم کے ۱۶ محرم الحرام درج ہوا ہے اور کتابت کی غلطی کا الزام صنف پر عائد نہیں ہوتا۔“

(۷) مدعا علیہ کے اس استدلال کو مصالحتی عدالت تسلیم کرتی ہے

دوسرے یہ کہ مدعا علیہ غلطی کو تسلیم کر کے اس سے رجوع کر چکا ہے۔

اس لیے مصالحتی عدالت مقدمہ بذکو خارج کرتی ہے۔ فریقین مقدمہ ہذا میں اپنے اپنے خرچہ کے خود ذمہ داریں ۛ

## بے اصول ذہنیت

مقدمہ خارج ہونے میں میری بین کامیابی تھی اور مدعی محمد یوسف کی واضح ناکامی۔ لیکن مودودی صاحبان نے ملک میں اپنی ہی کامیابی کا پروپیگنڈا کیا۔ حتیٰ کہ ”ایشیا“ اور ”آئین“ وغیرہ اخبارات میں بھی اس فیصلہ کو میرے خلاف ہی استعمال کیا گیا۔ اس سے ان لوگوں کی بے اصول ذہنیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ہاں فیصلہ میں ایک بات ان کی خوشی

کی تھی اور وہ یہ ہے کہ چٹیرین صاحب نے کتاب کے نام ”مودودی مذہب“ اور اس میں ”مودودی صاحبان“ کے الفاظ پر تنقید کی تھی۔ لیکن اس کا اصلی مقدمہ سے تو کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ہی کتاب پر تبصرہ کرنا ان کے ذمہ تھا۔ غالباً چوہدری گلزار حسین صاحب موصوف مودودی صاحب کی اس زبان سے واقف نہیں جو انہوں نے انبیائے عظام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف استعمال کی ہے۔ ورنہ وہ بندہ کے مذکورہ اصطلاح پر تنقید نہ کرتے۔

الاحقر

منظر حسین غفرلہ مولف ”مودودی مذہب“



# کتابت حدیث

از مولانا سید منت اللہ شاہ صاحب رحمانی

امیر شریعت بہار

حدیثوں کی ترتیب و تدوین کی تاریخ پر ایک مختصر  
مکمل

## جامع مقالہ

قیمت ————— ۵۰/۳ روپے

ناشر جامع مسجد نواب دین لاہور  
کرم آباد - وحدت روڈ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ  
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى آلِهِ الطَّيِّبِينَ أَصْحَابِهِ الْمَكْرُمِينَ أَجْمَعِينَ

برادرانِ اسلام! آج کل پاکستان میں مذہبی واقعات کی حیثیت سے  
 ”جماعت اسلامی“ عموماً زیر بحث بنی ہوئی ہے۔ علمائے اسلام کی اکثریت  
 جماعت اسلامی کے خلاف ہے اور اس کی وجہ اخیر جماعت اسلامی اور اسلامی  
 مودودی کے خود ساختہ خلافت عائد و نظریات ہیں۔ جن کی دین حق میں گنجائش  
 نہیں ہے۔ گو مودودی صاحب کے مستحقین عموماً نادان تھ گروگوں کو یہ یقین  
 دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ صرف چند مودوی خرافات ہیں لیکن یہ بعض ان  
 کا پردہ گھنڈا ہے جو حقیقت کے بالکل خلاف ہے۔ اس بات کے ثبوت کے  
 لیے کہ اکثر علماء مودودی صاحب کے خلاف ہیں خود مودودی صاحب کی  
 تحریر سے ہی ایک حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک سائل کے جواب  
 میں مودودی صاحب لکھتے ہیں :

”آپ کہہ سکتے ہیں کہ تم اپنی غلط باتوں اور تحریفات کا پردہ کیوں  
 نہیں چاک کرتے جو دعوت الی الخیر کی راہ میں رکاوٹ بن سکتی ہیں  
 میں عرض کروں گا کہ اگر کوئی ایک فتویٰ یا اشتہار ہوتا تو شاید میں  
 باورِ ناخوار سے اس کی غلطیوں کو بے نقاب کرنے کی کوشش بھی  
 کر گذرتا۔ اگرچہ ایسی چیزوں کی طرف توجہ کو نا میرے لیے سخت

کراہت کا موجب ہوتا ہے۔ لیکن یہاں تو پاکستان سے ہندوستان  
تک ہر طرف فتوؤں، پمفلٹوں، اشتہاروں اور مضامین کی ایک  
فصل لگ رہی ہے۔ جن میں کیونسٹ، سوشلسٹ، اجمہدیت  
بریلوی اور دیوبندی سب ہی اپنے اپنے ٹگوفے چھوڑ رہے ہیں  
اور آئے دن نئے نئے ٹگوفے چھوڑتے رہتے ہیں۔ اس فصل  
کو آخر کون کاٹ سکتا ہے؟ ریضاً رسائل مسائل حصہ دوم ص ۴۴، طبع دوم  
 (ترجمان القرآن مارج تا مئی ۱۹۷۸ء)

مندرجہ بالا عبارت سے جہاں یہ ثابت ہوا کہ  
 مختلف طبقوں اور جماعتوں کی طرف سے مودودی صاحب کی بہت مخالفت  
 کی گئی ہے وہاں مودودی صاحب نے اپنا یہ تصور بھی ظاہر کیا ہے کہ ایسی  
 چیزوں کی طرف توجہ کرنا بھی ان کے لیے سخت ناپسندیدہ بات ہے لیکن باوجود  
 اس کے انہوں نے کسی کو معاف نہیں کیا۔ بلکہ ہر طبقے کی تذلیل و تحقیر کرتے  
 رہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں :

”سیاسی لیڈر ہوں یا علماے دین و مفتیان شرع مبین دونوں قسم  
 کے رہنا اپنے نظریہ اور اپنی پالیسی کے لحاظ سے یکساں حکم کردہ راہ  
 ہیں دونوں راہ حق سے ہٹ کر تباہی کیوں میں بھٹک رہے ہیں۔“  
 (سیاسی شکش ج ۲ ص ۴۷) (سطح ۱۴ بارششم)

(ب) اسی جہالت ہم ایک نہایت قلیل جماعت کے سوا مشرق سے  
 مگر مغرب تک مسلمانوں میں عام دیکھ رہے ہیں۔ خواہ وہ ان پڑھ

عوام ہوں یا دستار بند علماء یا خرقہ پوش مشائخ یا کالجوں اور  
یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ حضرات۔ ان سب کے خیالات اہل  
طو طریقہ ایک دوسرے سے بدرجہا مختلف ہیں۔ مگر اسلام  
کی حقیقت اور اس کی رُوح سے ناواقف ہونے میں سب یکساں  
ہیں۔“ (تضبیحات ج ۱ ص ۳)

فرمائیے! مودودی صاحب نے سیاسی لیڈروں، علماء و مشائخ اور کالج لہذا  
یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ حضرات میں سے سب کو (سوائے قیل و گوگوں کے)  
اسلام کی حقیقت و رُوح سے ناواقف اور تاریکیوں میں بھٹکنے والا تو فرما دیا۔  
لیکن اس کے باوجود بھی آپ ان چیزوں کی طرف توجہ دینے کو سخت بُرا  
سمجھتے ہیں ۛ

قیاس کن ز گلستانِ من بہار مرا  
اور اگر مودودی صاحب صرف اپنے زمانہ کے علماء و مشائخ وغیرہ پر بے  
تواذ بات تھی۔ لیکن آپ نے اپنی تنقید سے نہ محمد بن و محمد بن اُمّت کو معاف کیا  
اور نہ صحابہ کرام اور انبیائے عظام کو۔ خصوصاً انبیائے کرام کو تنقید کا نشانہ  
بنانا تو مودودی صاحب کا وہ کارنامہ ہے کہ شاید اُمتِ محمدیہ میں کوئی ناسد  
ہی اس میں ان کا ہم پلہ ثابت ہو سکے۔ مودودی صاحب کے اکثر عقائد  
و نظریات چونکہ جمہور اہل السنّت و الجماعت کے خلاف ہیں اور علمائے حق سے  
ان کا اختلاف نہ صرف فردی بلکہ اصولی بھی ہے۔ اس لیے ضروری سمجھا۔ کہ  
مودودی صاحب کے عقائد ان ہی کی تصانیف سے صحیح حوالجات کے ساتھ

عامۃ المسلمین کے مدد میں کر دینے چاہئیں تاکہ ناقص مسلمان جماعت اسلامی کے ہم سے غم نہ کھاتے ہیں ان کو خلیفۃ مہمل کا علم ہو جائے۔ خصوصاً تعلیم یافتہ طبقے کے گزارش کر دیں کہ آپ حضرات بعض تحقیق حق کے لیے موعودی صاحب کی حمایت کو تقبیل دیں گماہ سے دیکھیں۔ انشاء اللہ حق مانع نہ ہو گا۔ وَاللّٰہُ یَعْدِیْ مِنْ یُّشَاطِلِیْ عَوَاطِلِ مُسْتَقْبِلِہٖ (فحاشا) جب موعود موعودی صاحب کی تحریکات پر حجت (رت) کے تحت فقرہ جو بھی کیا جائے گا انکار قیامت کا ازالہ آسان ہو جائے گا۔

## انبیائے کرام کی تنقیس موعودی صاحب کے قلم سے

۱۱) انبیاءِ اسی کو شیش سے اکو پہناتے ہیں | موعودی صاحب لکھتے ہیں:

”اس سے یہ بات بالکل مانع ہو جاتی ہے کہ وحی کے ذریعہ سے حقیقت کا براہ راست علم پانے سے پہلے انبیاءِ علیہم السلام شک ہے اور خودِ رشک کی نظری تا بیستوں کو صحیح طریقہ پر استعمال کر کے (کھانڈا) کی آیت میں بَیِّنۃٌ مِّنَ التَّوْحِیْدِ سے تعبیر کیا ہے) توحید و معاد کی حقیقتوں تک پہنچتے تھے اور ان کی یہ رسائی وہی نہیں کسی ہوتی تھی۔“ (رسائل و مسائل حقہ، ج ۲، طبع دوم)

(ت) یہاں مودودی صاحب نے منصبِ نبوت کے خلاف ہست خلافِ حقہ لکھا ہے۔ ظنیق ہے کہ انبیاء کرام کو جس طرح نبوتِ حق تعالیٰ کی طرف سے ایک دہریہ امتیاز ہے اس میں ان کو اپنی سرکش اور منہ کی حاجت نہیں ہوتی۔ اسی طرح ان کو اللہ تعالیٰ فطرتاً اپنی توحید پر یقین و اذعان عطا فرماتے ہیں وہ پہلا نشاۃ فطرتاً موحّد و موحد ہوتے ہیں۔ البتہ وہی سے شریعت کی تفصیلات معلوم ہوتی ہیں۔ جیسا کہ فرمایا: **اٰتَيْنَاكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَفَعَلْنَا بِكَ مَا نَشَاءُ** (سورۃ انفصاف ۱۰) ”یعنی ہم نے اُن انبیاء کو خود ہی چنا اور خود ہی ہم نے ان کو صراطِ مستقیم کی ہدایت دی اور یہ ظاہر ہے کہ صراطِ مستقیم کی بنیاد عقیدہ ہاری تعالیٰ ہی ہے۔“

## ۲۔ انبیاء کے نفسِ شریعہ ہوتے ہیں | ”اور تو اور بسا اوقات پیغمبروں تک کو اس نفس“

شریعت کی بھرنی کے خطرے میں آتے ہیں۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں ایک موقع پر تنبیہ کی گئی ہے کہ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فَاُفْضِلْتَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ (سورہ ص ۲) ”ہوائے نفس کی پیروی نہ کرنا ورنہ تمہیں اللہ کے راستے سے ہٹا دے گی۔“

انفعیات ج ۱ ص ۱۶۱ طبع پنج  
(ت) انبیاء کرام کے پاک نفسوں کو شریعت گناہ انتہائی وجہ کی تسخیر

ہے پیغمبر معصوم ہوتے ہیں ان کے نفوس خروخبات سے پاک ہوتے ہیں بلکہ وہ دوسروں کے نفسوں کو بھی پاک کرنے آتے ہیں۔ وَبِزَكَاةِهِمْ۔ اگر انبیاء سے کوئی لغزش ہوتی ہے تو اس کا منشا بھی رضائے الہی کا حصول ہوتا ہے نہ کہ شرارتِ نفس۔ آیت بالا کا حکم ایسا ہی ہے جیسا کہ امام و انبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا ہے۔ لَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُنْتَوِينَ (آپ شرم کرنے والوں میں سے نہ ہوں) کیا اس کا مطلب یہ ہو گا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم دین و وحی میں شرم کرنے والے تھے نعوذ باللہ !

### ۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا (۱) بنی

ہونے سے پہلے تو کسی بنی کو وہ عصمت حاصل نہیں ہوتی جو بنی ہونے کے بعد ہوا کرتی ہے۔ بنی ہونے سے پہلے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا۔ کہ انہوں نے ایک انسان کو قتل کر دیا۔ چنانچہ جب فرعون نے ان کو اس فعل پر ملامت کی تو انہوں نے بھرے دہار میں اس بات کا اقرار کیا کہ فَعَلْنَاهَا اِذَا وَاَفَاوَنَ الْفٰضِلِيْنَ الشُّعْرٰو ح ۲۲ یعنی یہ فعل مجھ سے اس وقت سرزد ہوا جب راہ ہدایت مجھ پر نہ کھلی تھی۔

درمائل و مسائل ج ۱ ص ۳ مطبوعہ بارودم ۱۹۵۲ء۔

درجہ ان القرآن می جون جولائی تا اکتوبر ۱۹۳۳ء (۱)

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہ ایک بہت بڑا بہتان ہے کہ ان سے بہت بڑا گناہ ہوا تھا۔ اگر بہت بڑا گناہ انبیاء سے ہو جائے تو وہ معصوم کیسے مانے جاسکتے

ہیں حقیقت یہ ہے کہ فرعون کی قوم کا ایک آدمی ایک اسرائیلی کو مار رہا تھا بظلم  
 نے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فریاد کی۔ آپ نے اس فرعون کو صوف ایک  
 مکہ ملا اور اس کی دیں جان نکل گئی۔ ظاہر ہے کہ آپ کا ارادہ قتل کرنے کا نہیں  
 تھا۔ آپ نے تو چھڑنے کے لیے صرف ایک مکہ مارا تھا۔ اور کسی مظلوم کی حمایت  
 میں ایک ظالم کا ذرہ کو گتہ مارنا کسی قانون میں سرے سے گناہ ہی نہیں۔ اس  
 کلام کو بہت بڑا گناہ کہنا حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی عصمت پر بہت بڑا حملہ ہے۔  
 آیت میں **وَ اَنَا مِنَ الصّٰلِحِیْنَ** کے الفاظ سے بڑا گناہ کیسے ثابت ہو سکتا  
 ہے۔ جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی ضال کا لفظ  
 قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے **وَوَحَّدَكَ ضَالًّا** فقہدی تو کیا مژدوی  
 صاحب امام الانبیاء کو بھی اس لفظ کی وجہ سے نفوذ با فقہ بڑا گناہ گیار کہہ  
 دیں گے۔ یہ قول محک پر بھی عربی زبان میں ضلالت کا لفظ استعمال کیا جا رہا  
 ہے (۴۱) ایہ بجلت ایلک رب لکرضی کے تحت حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 کے متعلق لکھ ہے: اس کی مثال اس جلد باز فاتح کی سی ہے جو اپنے اقتدار  
 کا استحکام کیے بغیر اس پر کرتا ہوا چلا جائے اور پیچھے جھل کی طرح مفتوحہ علاقہ  
 میں بغاوت پھیل جائے۔

اشارات از امین احسن اصلاحی (ب) اس کی دینی قوم کی گمراہی کی ساری  
 ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عجلت پسندی پر ڈالی۔  
 (ایضاً ترجمان القرآن و دعوت دین اور اس کا طریقہ کار از اصلاحی ص ۱۱)

یہ مضمون شائع

سارے ترجمہ القرآن میں مودودی صاحب کی ترتیب و تالیف کے تحت بلا تنقیہ و  
جرح شائع ہو چکا ہے جو اس امر کی دلیل ہے کہ ان کا بھی یہی نظریہ ہے۔ العیاذ باللہ۔  
۵۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی تنقیص | مگر اس کی اہمیت صرف

اس قدر تھی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے عہد کی  
اسرائیلی سوسائٹی کے عام رواج سے متاثر ہو کر اور یہا  
سے طلاق کی درخواست کی تھی۔“

(تغیبات حصہ دوم ص ۴۲) طبع دوم  
(ت) اس میں بھی حضرت داؤد علیہ السلام کی تنقیص پائی جاتی ہے کیونکہ  
پیغمبر کسی غلط سوسائٹی سے متاثر نہیں ہوتے بلکہ وہ تو دوسروں پر اثر انداز  
ہونے اور سوسائٹیاں بدلنے کے لیے بھیجے جاتے ہیں۔ اور انبیاء کرام  
کا ہر عمل نیک غیتی پر مبنی ہوتا ہے۔ البتہ ان کے بلند و بہتر مقام کے  
پیش نظر اللہ تعالیٰ مولیٰ جہول چوک پر بھی تنبیہ فرماتے ہیں۔  
(جنات البرائیات المخرین)

۶۔ حضرت داؤد کے فعل میں خواہش نفس کا دخل تھا | مودودی صاحب

نے حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق اپنی تفسیر میں آیت یَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ  
خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَلْيَقِمْ مِثْقَالَ نَاصِیَةِ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْمَوَی  
فِیْضًا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ کے تحت لکھا ہے کہ :



”یہ وہ تبنیہ ہے جو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کرنے اور جلدی دعوت کی بشارت دینے کے ساتھ حضرت داؤدؑ کو فرمائی۔ اس سے یہ بات خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے کہ جو فعل ان سے صادر ہوا تھا۔ اس کے اندر خواہش نفس کا کچھ دخل تھا۔ اس کا حاکمانہ اقتدار کے نامناسب استعمال سے بھی کوئی تعلق تھا اور وہ کوئی ایسا فعل تھا جو حق کے ساتھ حکومت کرنے والے کسی فرمانروا کو زیب نہ دیتا تھا۔“

(تفہیم القرآن جلد ۴۔ سورۃ ص ۳۲۶ طبع اول۔ اکتوبر ۱۹۶۶ء)

(ت) یہاں تنقید کے جو شخص میں مودودی صاحب نے حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق ایسے الفاظ کھڑے کیے گویا کہ وہ پاکستان کے کسی ڈکٹیٹر پر تنقید کر رہے ہیں۔ اصر یہ بالکل محض نہیں رکھا کہ وہ ایک مغیر معصوم علیہ السلام کے بارے میں کچھ لکھ رہے ہیں۔ آخر اہل الاعلیٰ صاحب کے پاس اس الزام کا کیا ثبوت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے وہ فعل خواہش نفس کی بنا پر کیا تھا۔ ان کو نیت کا حال کیسے معلوم ہوا۔ اگر وہ لانتنبہ العوی کے الفاظ قرآنی سے یہ استنباط کر رہے ہیں۔ تو یہ ان کی جمالت ہے۔ قرآن مجید میں نبی کریم رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کہے فرمایا گیا ہے لَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُنْتَرِبِينَ (آپ ٹھک کرنے والوں میں سے نہ ہوں) کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ نعوذ باللہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی خداوندی میں کوئی ٹھک لاحق ہو گیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے نفس پاک نہ تھے،

ہوتے ہیں۔ بلکہ ان کے فیضان سے دوسروں کے نفوس بھی پاک ہو جاتے ہیں۔  
 دُنِیٰزِکِیْہُمُ۔ انبیاء کرام کا ہر فعل رضائے الہی کے لیے ہوتا ہے۔ ان کی اہمیت  
 کا صحیح مطلب وہ ہے جو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ  
 نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے۔ کہ :

”اے داؤد! ہم نے تم کو زمین پر حاکم بنایا۔ سو جس طرح اب  
 حکم کرتے رہے ہو اسی طرح آئندہ بھی نفسانی خواہش کی  
 پیروی نہ کرنا کہ اگر ایسا کر دگے تو وہ خدا کے راستے سے تم کو  
 بھٹکا دے گی (اور) جو لوگ خدا کے راستے سے بھٹکتے ہیں ان کے  
 لیے سخت عذاب ہوگا۔ اس وجہ سے کہ وہ روز حساب کو بھولے  
 رہے (یہ بات اوروں کو سنا دی جو بھٹک رہے ہیں)

(تفسیر بیان القرآن سورۃ ص)

(۴) حضرت نوح علیہ السلام میں جاہلیت کا جذبہ تھا | اس کی آیت

إِنِّي أَمْلَأُ مَكْنُوتَ ابْنِ تَكْوَنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ کے تحت مودودی صاحب نے  
 حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ :

”بسا اوقات کسی نازک نفسیاتی موقع پر بھی بنی حبیبہ علیہ السلام

انسان بھی اپنی بشری کمزوریوں سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ حضرت نوح کی  
 اخلاقی رفعت کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ ابھی جان جان  
 بیٹا اکھول کے سامنے غرق ہوا ہے اور اس نظارے کی وجہ سے کو آ رہا ہے

لیکن جب اللہ تعالیٰ انہیں متنبہ فرماتا ہے کہ جس بیٹے نے حق کو چھوڑ کر باطل کا ساتھ دیا اس کو عض اس لیے اپنا سمجھنا کہ وہ تمہاری صلب سے پیدا ہوا ہے عض ایک جاہلیت کا جذبہ ہے۔ تو وہ فوراً اپنے دل کے زخم سے بے پروا ہو کر اس طرز فکر کی طرف پلٹ آتے ہیں جو اسلام کا مقتضی ہے۔“  
تفسیر تفسیر القرآن - سورۃ حمود ص ۳۳۲ - جلد ۲

(۱) یہاں مودودی صاحب نے تصریح کر دی کہ (۱)  
(۲) حضرت نوح علیہ السلام بشری کمزوریوں سے مغلوب ہو گئے تھے  
(۳) حضرت نوحؑ نے جاہلیت کے جذبہ کے تحت اپنے بیٹے کے لیے دعا کی تھی۔ حالانکہ نوح علیہ السلام نہ بشری کمزوریوں سے مغلوب ہوئے اور نہ ہی آپ کی دعا جاہلیت کے جذبہ پر مبنی تھی۔ مودودی صاحب بلا دلیل حضرت نوح علیہ السلام کی عصمت کو مجروح کر رہے ہیں۔  
جاہلیت کا جذبہ اس کو کہتے ہیں جو خلاف اسلام ہو۔ مودودی صاحب کی کتاب تجدید و احیائے دین و اور ان کی جماعت اسلامی کے دستور میں اس کی تصریح پائی جاتی ہے اور کوئی نبی بھی کوئی کام خلاف اسلام جذبہ کے تحت نہیں کرتا۔ وہ جو کچھ کرتے ہیں رضائے الہی کے تحت کہتے ہیں۔ اور اگر مودودی صاحب نے جاہلیت کا جذبہ آیت کے ان الفاظ ان شکون جن الجاہلین سے یہ سمجھا ہے تو یہ ان کی اپنی جہالت ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نادان لوگوں میں سے نہ ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ

سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ آپ کے گھر والوں کو عذاب سے کماؤں گا اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ گھر والے تھے۔ جو ایمان لائے تھے۔ لیکن حضرت نوح نے اپنے ایک کافر بیٹے سمیت سب کو اس میں شامل کر لیا۔ اسی لیے دعائیں یا الفاظ عرض کیے،

سَمِعْتُ اِنَّكَ اَنْجَاوْنِ اَهْلِيْ قُبَاتٍ وَغَدَاكَ الْخَقْ قَاتَتْ  
اَخْلَكَ الْخَاكُ جَدِيْنَ (اے میرے پروردگار۔ بے شک میرا بیٹا  
میرے گھر والوں میں سے ہے اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو  
سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے)

اس آیت سے صاف ثابت ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے لیے مغفرت کی دُعا اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے الفاظ کی بنا پر کی تھی۔ لیکن اس کے خلاف مودودی صاحب ایک معصوم منبر علیہ السلام نبیت پر حملہ کر کے یہ ہتان تراشی کر رہے ہیں کہ آپ نے یہ دعا جاہلیت کے جذبہ کے تحت کی تھی العیاذ باللہ

ع۔ اے ادب محترم گشت از فضل رب

حضرت نوح علیہ السلام کے مودودی صاحب پاک ہیں |  
ہاں میں تو ابوالاعلیٰ صاحب نے تصریح کر دی کہ آپ بشری کمزوریوں سے مغلوب ہو گئے تھے۔ اور دُعا بھی جاہلیت کے جذبہ کے تحت کی۔ لیکن اپنے تقدس کی  
یوں تصریح کرتے ہیں کہ :

”خدا کے فضل سے میں کوئی کام یا کوئی بات خدا سے  
 مغلوب ہو کر نہیں کیا اور کیا کرتا۔ ایک ایک لفظ میری  
 نے اپنی تقریر میں کہا ہے قول قول کر کہا ہے۔ اور یہ  
 جگتہ جو سنے کہا ہے کہ اس کا حساب چکے خدا کو  
 دینا ہے نہ کہ بندوں کو۔ چنانچہ میں اپنی جگہ بالکل  
 مطمئن ہوں کہ میں نے کوئی ایک لفظ بھی خلاف حق  
 نہیں کیا“

(مسائل و مسائل حصہ اول ص ۱۱۲ طبع دوم)

اب مودودی صاحبان محمدی فیصلہ فرمائیں کہ مودودی صاحب  
 کی ان تقریرات کی بنا پر تقدس و عصمت میں مودودی صاحب کا مقام  
 بڑا ہے یا حضرت داؤد اور حضرت نوح علیہم السلام کا ؟

(۸) اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے خود غلطیاں کرائی ہیں لیکن ان  
 حضرات

نے شاید اس امر پر غور نہیں کیا کہ عصمت وہ اصل انبیاء کے لوازم ذات سے  
 نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو منصب نبوت کی ذمہ داریاں صحیح طور  
 پر ادا کرنے کے لئے مصلحتاً خطاؤں اور لغزشوں سے محفوظ فرمایا ہے نہ

اللہ تعالیٰ کی حفاظت تھوڑی دیر کے بھی ان سے منفک ہو جائے۔ تو جس طرح عام انسانوں سے بھول چوک اور غلطی ہوتی ہے اسی طرح انبیاء سے ہو سکتی ہے۔ اور یہ ایک لطیف نکتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بالارادہ ہرنی سے کسی نہ کسی وقت اپنی حفاظت اٹھا کر ایک دو لغز نہیں ہو جانے دی ہیں۔ تاکہ لوگ انبیاء کو خدا نہ سمجھیں اور جان لیں کہ یہ بھی بشر ہیں۔“  
(تغیبات ج ۲ ص ۴۲) طبع دوم

(۱) یہاں مودودی صاحب نے حسب ذیل امور کی تصریح کر دی ہے۔  
(۱) اللہ تعالیٰ نے ہرنی سے بعض دفعہ اپنی حفاظت (عصمت) اٹھا لی ہے۔

(۲) عام انسانوں کی طرح انبیاء سے غلطیاں ہوتی ہیں۔  
(۳) اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادے سے کسی نہ کسی وقت ہرنی سے اپنی حفاظت اٹھا کر ان سے غلطیاں کرائی ہیں۔  
(۴) یہ غلطیاں انبیاء سے اس لیے کرائی گئی ہیں تاکہ لوگ ان کو خدا نہ سمجھیں۔

مودودی صاحب نے ان باتوں کو انبیاء کی طرف منسوب کر کے ان کی بھی توہین کی ہے اور نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی بھی۔ کیونکہ انبیاء کرام سے اگر کوئی لغزش ہوتی ہے تو وہ محض بھول چوک اور خطائے اجتہاد دی ہو کر تھی ہے جو عصمت کے خلاف نہیں ہوتی۔ اس وقت بھی انبیاء معصوم ہوتے ہیں۔ تعجب ہے کہ انبیاء کی لغزشوں کو اللہ تعالیٰ کے

ذمہ لگا کر تو مودودی صاحب نے خالق کائنات کو بھی نعوذ باللہ بہ و ملعن بنادیا۔ اور مودودی صاحب نے انبیاء سے غلطیاں کرانے کی جو یہ حکمت بیان کی ہے کہ لوگ ان کو خدا نہ سمجھیں تو یہ کتنی بڑی کم فہمی کی بات ہے کیونکہ انبیاء کرام کو خدا نہ سمجھنے کے لیے قرآن کا پیدا ہونا۔ کھانا پینا۔ اور اولاد رکھنا ہی کافی دلیل ہے۔ اس کے لیے کیا ضروری ہے کہ نعوذ باللہ ان سے غلطیاں ہی کرائی جائیں۔ علاوہ ازیں ہمارا سوال مودودی صاحب سے یہ ہے کہ کیا مسورہ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بھی آپ کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس محبوبِ اعظم سے بھی خود غلطیاں کرائی ہیں ؟ (ب) آپ کی نظر میں وہ غلطیاں کون کون سی ہیں ؟ اللہ تعالیٰ تم و ادب نصیب فرمائیں۔

(۹) انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے سزا میں بھی دی ہیں | چارم یہ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب

اور مقبول بارگاہ ہونے کے باوجود اور اس کی طرف سے بڑی بڑی حیرت انگیز طاقتیں پانے کے باوجود تھے تو بندے اور لشہری۔ الامیت ان میں سے کسی کو حاصل نہ تھی۔ رائے اور فیصلے کی غلطی بھی کرتے تھے۔ بیمار بھی ہوتے تھے۔ آزمائشوں میں بھی ڈالے جاتے تھے حتیٰ کہ قصور بھی ان سے ہو جاتے تھے اور انہیں سزا تک دی جاتی تھی۔“

(ترجمان القرآن ۱۵ مئی ۱۹۵۵ء)

(ق) بے شک انبیاء علیہم السلام سب اللہ کے بندے اور انسانِ بشر

ہیں لیکن وہ باوجود اس کے معصوم گناہوں سے پاک ابھی ہیں۔ ان سے جو بھول چک اور غلطی ہوتی ہے وہ حقیقتاً گناہ اور جرم کے درجہ پر نہیں ہوتی۔ لہذا مودودی صاحب کا یہ لکھنا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کو سزا دینے کی جاتی تھی بہت بڑی گستاخی ہے۔ کیونکہ راستے اور فیصلے کی غلطی قابلِ تنبیہ تو ہوتی ہے۔ قابلِ سزا نہیں ہوتی۔ انبیاء علیہم السلام پر جو مصیبتیں نازل ہوتی ہیں وہ جرم کی بنا پر نہیں بلکہ ان کی خلعتِ شان کے پیش نظر ان کے درجات اور زیادہ بلند کرنے کے لیے ہیں۔ کیا مودودی صاحب یہ بتا سکتے ہیں کہ امام الانبیاء و المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رائے کی غلطی پر کیا سزا ملی۔ العیاذ باللہ۔ انبیاء کرام کی معصوم شخصیتیں ہرم اور قابلِ سزا نہیں ہوتیں۔ وہ تو لوگوں کے جرائم کا ازالہ کرنے کے لیے آتے ہیں۔ واللہ العالی

(۱۰) حضرت آدمؑ پر تنقید | علاوہ ازیں اگر موقع دہل و ملایا تو و سابق کی مناسبت کو دیکھا جائے تو

صاف محسوس ہوتا ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کی پوزیشن صاف کرنے کے لیے یہ قصہ نہیں بیان کر رہا۔ بلکہ یہ بتانا چاہتا ہے کہ وہ بشری کمزوری کیا تھی جس کا صدور ان سے ہوا۔ اور جس کی بدولت موت دی نہیں بلکہ ان کی اولاد بھی اللہ تعالیٰ کی پیشگی تنبیہات کے باوجود اچھے دشمن کے پھندے میں پھنسی اور پھنسی جا رہی ہے۔

(ب) نیز آدم علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں ،



”مُدّاسِ حمد سے بہت متعلّق قرار ہونے سے پہلے امتحان لینا ضروری سمجھا گیا تاکہ امیدوار کی صلاحیتوں کا حال کھل جائے اور یہ ظاہر ہو جائے کہ اس کی کمزوریاں کیا ہیں اور خوبیاں کیا ہیں۔ چنانچہ امتحان لیا گیا اور جو بات کھلی وہ یہ بھی کہ یہ امیدوار تحریریں و اطّاع کے اثر میں آکر ہپسل جاتا۔ اطّاعت کے عزم پر مضبوطی سے قائم نہیں رہتا۔ اور اس کے علم پر لبیان غالب آ جاتا ہے۔ اس امتحان کے بعد آدم اور ان کی اولاد کو مستقل خلافت پر مامور کرنے کی بجائے آزمائشی خلافت دی گئی اور آزمائش کے لیے ایک مدت (اجل جس کا اختتام قیامت پر ہوگا) مقرر کر دی گئی۔ اس آزمائش کے دور میں اُمیدواروں کے لیے حیثیت کا سرکاری انتظام ختم کر دیا گیا۔ اب اپنی معاش کا انتظام انہیں خود کرنا ہے۔ البتہ زمین اور اس کی مخلوقات پر ان کے اختیارات برقرار ہیں۔“

(ایضاً ترجمان القرآن ۱۲۹: ۱۹۵۵ء)

(نت) یہاں دودودی صاحب نے آدم علیہ السلام کے لیے اُمیدوار کا لفظ استعمال کر کے بنیادی غلطی کی ہے (اور نعوذ باللہ نبوت کو بھی کوئی آجکل کا سیاسی منصب سمجھ لیا ہے) کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام خود اُمیدوارِ خلافت نہ تھے بلکہ ان کو پیدا ہی خلافت کے لیے کیا گیا تھا۔ انکی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ملائکہ پر اپنا ارادہ ظاہر کر دیا تھا۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ

فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں)۔ ایسی آپ نامزد خلیفہ تھے ۔

(ج) مودودی صاحب کا یہ لکھنا بھی غلط ہے کہ جنت میں خلافت کا امتحان لینے کے لیے رکھا گیا تھا۔ کیونکہ خلافت کی استعداد اللہ تعالیٰ نے خود ان میں رکھی اور ان کی خلافت وہی تھی نہ کسی۔ ادیہی زمین کی خلافت اصلی خلافت ہے جس کو مودودی صاحب آزمائشی خلافت کہتے ہیں جنت میں تو اس زمینی خلافت کا پھل ملے گا۔ کیونکہ آخرت کو قرآن نے یوم الدین (روزِ جزا) قرار دیا ہے۔ کیا مودودی صاحب کو یہ منظور نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی پوزیشن صاف ہو ؟

آیاتِ قرآنی سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم م کا قصہ بیان کرنے میں ان کی پوزیشن کی صفائی بھی منظور ہے۔ کیونکہ آپ سے کسی درخت کا پھل کھانے سے جو لغزش ہوئی ایک ناواقف اور ظاہر بین آدمی اس کو آدم علیہ السلام کا جرم اور گناہ سمجھ سکتا تھا۔ حق تعالیٰ نے اس قصہ کی تفصیل بتلا کر واضح کر دیا کہ یہ لغزش ان سے بالارادہ نہیں ہوئی۔ بلکہ ان کی نیت یقیناً پاکیزہ تھی۔ البتہ نسیان (بھول جانے) کی وجہ سے وہ درخت کا پھل کھا بیٹھے۔ جیسا کہ فرمایا :

فَنَسِيَ آدَمُ وَلَمْ يَجِدْ لَهُ عِزْمًا (پس آدم بھول گئے اور ہم نے ان کا ارادہ نہیں پایا) باقی رہا آپ کا استغفار فرمانا تو یہ مردِ کائنات محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے۔ تو کیا حضور کے استغفار

کا سبب بھی کوئی گناہ ہے، حقیقت یہ ہے کہ انبیاء سے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ لیکن اگر کوئی بھول چوک ہو جاتی ہے تو وہ اس کو اپنے بلند مقام نبوت کے پیش نظر بڑا سمجھتے ہیں اور حق تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرتے ہیں۔

## ۱۱) حضرت یونسؑ نے فریضہ رسالت میں کوتاہیاں کیں [قرآن

کے اشارات اور صحیفہ یونسؑ کی تفصیلات پر غور کرنے سے اتنی بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ حضرت یونسؑ سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہو گئی تھیں اور غالباً انہوں نے بے صبر ہو کر قبل از وقت اپنا مستقر بھی چھوڑ دیا تھا۔ اس لیے جب آثارِ عذاب دیکھ کر آئندہ یوں نے توبہ و استغفار کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا۔ . . . . . پس جب نبی ادائے رسالت میں کوتاہی کر گیا اور اللہ کے مقرر کردہ وقت سے پہلے بطور خود اپنی جگہ سے ہٹ گیا تو اللہ تعالیٰ کے انصاف نے اس قوم کو عذاب دیا مگر ارنہ کیا۔ کیونکہ اس پر اتامِ حجت کی قانونی شرائط پوری نہیں ہوئی تھیں۔ ۹

(تفہیم القرآن ج ۲ سورہ یونسؑ حاشیہ ص ۳۱۲، ۳۱۳)

(فت) مندرجہ عبارت میں مودودی صاحب نے حضرت یونسؑ علیہ السلام پر حسب ذیل تنقید کی ہے :

۱۔ حضرت یونسؑ علیہ السلام سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہوئیں۔

۱۔ آپ نے اپنا مستقر بے صبری کی وجہ سے چھوڑا تھا۔

۲۔ آپ قوم پر انعامِ محبت نہیں کر سکے۔

۳۔ آپ کے انعامِ محبت نہ کر سکنے کی وجہ سے قوم عذابِ خداوندی سے بچ گئی۔

آیاتِ بالا کی تفسیر میں مودودی صاحب نے ایک معصوم پیغمبر حضرت یونس علیہ السلام پر جو تنقیدات کی ہیں اس سے محبتِ انبیاء کا عقیدہ بالکل مجروح ہو جاتا ہے اور مقامِ نبوت کی کوئی مخصوص حیثیت باقی نہیں رہتی حقیقت یہ ہے کہ فریضہ رسالت کی کما حقہ ادائیگی کے لیے ہی انبیاء کو معصوم بنایا گیا ہے۔ اور فرائض رسالت میں حق تعالیٰ ان کی خاص نگرانی و حفاظت فرماتے ہیں حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کوتاہیاں کیں دراصل اللہ تعالیٰ کے انتخاب و اجتباء میں نقص نکالنا ہے۔ نیز حضرت یونس کے اپنا مستقر چھوڑنے کی وجہ اجتہاد ہی خطا نہ ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کی وجہ بے صبری اور عدم استقامت نہیں ہو سکتی۔ اَجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ کیونکہ انبیاء کرام صبر و استقامت کا انتہائی کامل نمونہ ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ کہنا بھی کہ حضرت یونس انعامِ محبت نہیں کر سکے حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے انتخاب پر تنقید کرنا ہے۔ کیونکہ انبیاء کرام کو بھیجے کی غرض ہی انعامِ محبت ہوتی ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ (پس سورۃ النساء ع ۲۳)۔ اور ہم نے تمام پیغمبر بشارت

دینے والے اور دُعا کرنے والے بنا کر بھیجے تاکہ پیغمبرؐ آنے کے بعد لوگوں کے لیے اللہ پر کوئی محبت نکالنے کی گنجائش باقی نہ رہے، لیکن افسوس کہ مودودی صاحب نے یہ گنجائش بحال ہی لی۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

(۱۲) حضرت ابراہیمؑ کو توحید میں ایک مدت تک شک رہا۔

سُورَةُ النِّعَامِ كِی آیَاتِ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى الْكُتُبَ ۖ قَالَ هَٰذَا رَبِّيَ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْإِفْلَاقَ ۚ (ترجمہ: چنانچہ جب رات اس پر طاری ہوئی تو اس نے ایک تار دیکھا کہا یہ میرا رب ہے مگر جب وہ ڈوب گیا تو بولا ڈوب جانے والوں کا تو میں گرویدہ نہیں ہوں) کی تفسیر میں مودودی صاحب کہتے ہیں :-

”یہاں حضرت ابراہیمؑ کے اس ابتدائی تفکر کی کیفیت بیان کی گئی ہے جو منصب نبوت پر سرفراز ہونے سے پہلے اُن کے لیے حقیقت تک پہنچنے کا ذریعہ بنا۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ ایک صبح الدماغ اور سلیم النظر انسان جس نے سراسر شرک کے ماحول میں آنکھیں کھولی تھیں اور جسے توحید کی تعلیم کہیں سے حاصل نہ ہو سکتی تھی۔ کس طرح آثارِ کائنات کا مشاہدہ کر کے اور ان پر غور و فکر اور ان سے صحیح اسناد الال کر کے ابرحق معلوم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔“

(تفہیم القرآن۔ سورۃ النعام ج ۱، ص ۵۳۷)

(ن) مودودی صاحب کا یہ عقیدہ بھی خلافِ حق ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے توحید کو اپنے غور و فکر سے سمجھا کیونکہ انبیاءِ علیہم السلام کے قلوب مطہرہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ توحید کا یقین خود ہی ان کو انشاء فرماتے ہیں۔ اسی میں وہ غور و فکر کے محتاج نہیں ہوتے۔

(ب) مودودی صاحب کے اس عقیدہ سے تو یہ لازم آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک موعظہ تک نعوز باللہ مومن و موعظہ نہ تھے۔ حالانکہ انبیاء پیدا نشا مومن و موعظہ ہوتے ہیں۔

(ج) سنا ہے چاندا در سوچ کو دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو خدا صریقی فرمایا کہ یہ میرا خدا ہے تو وہ اپنی تحقیق کیلئے نہیں تھا جیسا کہ مودودی صاحب نے لکھا ہے بلکہ قوم کو سمجھانے کے لیے آپ نے یہ طرز بیان اختیار کیا تھا کہ کیا تمہارے عقیدے میں یہ میرا رب ہے اور اس کی دلیل مابعد کی یہ آیت ہے :

ثَلَاثٌ جَعَلْنَاهَا آيَاتٍ لِّأُولِيْ اَلْبَاقِ عَالِمٌ غَلِيٌّ قَوْمِهِ (یعنی یہ ہماری طرف سے ایک حجت و دلیل تھی جو قوم کے مقابلہ میں ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو عطا کی تھی) اس سے معلوم ہوا کہ ان آیات میں قوم سے بحث کرنے کا تذکرہ ہے نہ حضرت ابراہیمؑ کی اپنی تحقیق کا کہ میرا رب کون ہے ؟

(۱۳) اسلام ایک تحریک اور انبیاء اس کے لیڈر ہیں (۱)

تحریک میں ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ تنہا لیڈر ہیں جن کی زندگی میں ہم

کو اس تحریک کی ابتدائی دعوت سے لے کر اسلامی اسٹیٹ کے قیام تک اور پھر قیام کے بعد اس اسٹیٹ کی شکل و دستور داخلی و خارجی پالیسی اور نظم و ملکت کے پہنچنے تک ایک ایک مرحلے اور ایک ایک پہلو کی پوری پوری تفصیلات اور نہایت مستند تفصیلات ملتی ہیں۔

(ب) اس دوران میں تحریک کے لیڈر نے اپنی شخصی زندگی سے اپنی تحریک کے اصول کا اور ہر اس چیز کا جس کے لیے یہ تحریک اٹھی تھی۔ پورا پورا مظاہرہ کیا۔

(ج) مگر جس لیڈر کو اللہ نے رہنمائی کے لیے مقرر کیا تھا۔ اس نے دنیا کے اور خود اپنے ملک کے ان بہت سے مسائل میں سے کسی ایک مسئلہ کی طرف بھی توجہ نہ دی بلکہ دعوت اس چیز کی طرف دی کہ خدا کے سوا تمام الٰہوں کو چھوڑ دو اور صرف اسی الٰہ کی بندگی قبول کرو۔

(اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے ص ۲۲، ۲۳، ۲۴)

(تبصیر ص ۱)

اسلام دین ہے۔ اس کو تحریک کہنا اس کی غلط نشان کو کم کرنا ہے۔ اسی طرح انبیاء کرام کو لیڈر کے لفظ سے تعبیر کرنا بھی مقام نبوت کو نیچے لانا ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں تحریک کا جو مفہوم مختلف تحریکوں

لے لیکن اب مودودی صاحب نے توحید کی دعوت کو چھوڑ کر ملک میں سب اولین مسئلہ جمہوریت کی طرف دعوت دینا بنا لیا ہے۔

کو دیکھ کر ذہن میں آتا ہے۔ عوام اسلام کے متعلق بھی یہی تصور قائم کریں گے اور لیڈروں کا جو نقشہ عوام کے سامنے ہے۔ انبیاء کرام کو لیڈر سمجھنے میں بھی یہی معمولی تصور ان کے دلوں میں قائم ہو سکتا ہے۔ حالانکہ شرعاً نبی و رسول کا جو مفہوم ہے وہ لیڈر کے لفظ سے ادا نہیں ہو سکتا۔ اور دین کی بحقیقت ہے وہ تحریک کے لفظ سے سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ مودودی صاحب کو ایک لیڈر اور مودودیت کو تحریک تو کہہ سکتے ہیں۔ لیکن مودودی صاحب کو نبی اور مودودیت کو دین نہیں کہہ سکتے۔

(۱۴) سربراہِ نبی ﷺ سلم پر تنقید | (۱۵) دجال کے متعلق جتنی

احادیث نبی ﷺ سلم علیہ وسلم سے مروی ہیں ان کے منہجوں پر مجموعی نظر ڈالنے سے یہ بات صاف واضح ہو جاتی ہے کہ حضور کو اللہ کی طرف سے اس معاملہ میں جو علم ملا تھا وہ صرف اس حد تک تھا کہ بڑا دجال ظاہر ہونے والا ہے۔ اس کی یہ اور یہ صفات ہوں گی۔ اور وہ ان خصوصیات کا حامل ہوگا۔ لیکن یہ آپ کو نہیں بتایا گیا کہ وہ کب ظاہر ہوگا۔ کہاں ظاہر ہوگا۔ اور یہ کہ آیا وہ آپ کے عہد میں پیدا ہو چکا ہے یا آپ کے بعد کسی بعید زمانہ میں پیدا ہونے والا ہے۔ ان امور کے متعلق جو مختلف باتیں حضور سے احادیث میں منقول ہیں۔ وہ دراصل آپ کے قیامت ہیں جن کے بارے میں آپ خود شک میں تھے۔“



ب۔ یہ نزدِ اول تو خود ظاہر کرتا ہے کہ یہ باتیں آپ نے صحیح معنی کی بنا پر نہیں فرمائی تھیں بلکہ اپنے گمان کی بنا پر فرمائی تھیں۔ اور آپ کا گمان وہ چیز نہیں جس کے صحیح نہ ثابت ہونے سے آپ کی نبوت پر کوئی حرج آتا ہو۔“

(ج) حضورؐ کو اپنے زمانے میں یہ اندیشہ تھا کہ شاید دجال آپ ہی کے عہد ہی میں ظاہر ہو جائے۔ یا آپ کے بعد کسی قریبی زمانہ میں ظاہر ہو۔ لیکن کیا سارے تیرہ سو برس کی تاریخ نے یہ ثابت نہیں کر دیا کہ حضورؐ کا یہ اندیشہ صحیح نہ تھا۔“

(ترجمان القرآن فردی ۱۹۴۶ء)

خوٹے : جب اس عبارت پر علمائے کرام نے اعتراضات کیے تو اس عبارت میں ترمیم کے یہ الفاظ لکھے :  
 ”لیکن کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ سارے تیرہ سو سال گزرنے چکے ہیں۔ اور ابھی تک دجال نہیں آیا۔“

(ترجمان القرآن فردی ۱۹۵۵ء)

۱۔ در مسائل و مسائل حصہ اول بار دوم ۵۵ میں بعد از ترمیم یہ الفاظ لکھے کہ :  
 ”کیا سارے تیرہ سو برس کی تاریخ نے یہ ثابت نہیں کر دیا۔ کہ حضورؐ کا اندیشہ قبل از وقت تھا۔“

لیکن اس ترمیم کے بعد بھی تو بین نبوت علیٰ عالمہ باقی رہتی ہے کیونکہ اَبُو صَوْرِ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے بارے میں کوئی بات قیاس سے

فرمائی ہے تو وحی خداوندی نے اس کی اصلاح بھی فرمادی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ دجال کو باب لد پر قتل کریں گے۔ (مسلم ترمذی وغیرہ) اور اس حدیث کو خود مودودی صاحب نے رسالہ ”ختم نبوت“ ص ۴۷ میں لکھا ہے۔ حدیث کی اس تصریح کے بعد یہ کہیں طرح کہا جاسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری عمر تک شک رہا کہ وہ کب ظاہر ہوگا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ تمام اہل اسلام کا یہ اجماعی عقیدہ ہے۔ کہ انبیائے کرام سے اگر کوئی اجتہادی بھول چوک ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ آگاہ فرمادیتے ہیں۔ اور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تو مقام ہی سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ اگر نعوذ باللہ حضور کی وفات کے بعد ادنیٰ سے ادنیٰ طور پر بھی کوئی بات غلط ثابت ہو جائے تو پھر اس دین پر کئی اعتماد قائم نہیں رہ سکتا۔ جس کی تکمیل کا اعلان حضور کی مقدس زندگی میں ہی اَلْیَوْمَ اَنْزَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ کی آیت سے ہو گیا تھا۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ دجال کے متعلق کسی خبر دینے کا معاملہ خاص دین سے تعلق رکھتا ہے۔

انبیائے کرام کوئی عیسیٰ بات یا پیشینگوئی اپنے گمان و خیال سے نہیں کرتے۔ ایسے معاہلات میں ان کے تمام ارشادات وحی پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس لیے مودودی صاحب کا یہ لکھنا سراسر

باطل اور آیت وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ وُحْيٌ يُوحَىٰ کے  
 بالکل خلاف ہے۔ یہ مودودی صاحب کی انتہائی بد نصیبی ہے  
 کہ انہوں نے فخر انبیاء سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی ذات پاک پر بھی اپنا تنقیدی تیر چلا دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور  
 ان کے اندھے عقیدت مندوں کو ہدایت نصیب فرمائیں ۛ

مرزا غلام احمد قادیانی اور دجال | احادیث دجال کے  
 متعلق مرزا غلام احمد  
 قادیانی کا تصور بھی سُن لیجئے :

” اور ایک نقص حدیثوں میں یہ بھی ہے کہ بعض حدیثیں اجتہادی  
 طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہیں۔ اسی وجہ سے  
 ان میں باہم تعارض ہو گیا ہے۔ جیسا کہ ابن صبیاد کے دجال معبود بننے  
 کی نسبت جو حدیثوں ہیں۔ ان حدیثوں سے صریح اور صاف طور  
 پر معارض ہیں۔ جو اگر جادوے دجال کی نسبت ہیں۔ جس کا راوی قیم  
 داری ہے۔ اب ہم ان دونوں حدیثوں میں سے کس کو صحیح سمجھیں۔  
 دونوں حضرت مسلم صاحب کی صحیح میں موجود ہیں۔ الخ

(سبا حشر لدھیانہ مابین مولانا محمد حسین جالوی و مرزا غلام احمد قادیانی  
 جولائی ۱۸۹۲ء)

مرزا غلام احمد قادیانی کے خط میں لفظ حدیثوں ہی لکھا ہے۔

(ت) احادیث و حال کے متعلق مودودی صاحب نے وہی کچھ لکھا  
 جس سے پہلے مرنا قادیانی نے لکھا تھا۔ فرمائیے دونوں  
 کی تحقیق میں کیا فرق ہے ؟

(۱۵) سرور کائنات بھی پیدائشی موجد نہیں تھے | سورہ ہود  
 (رکوع ۱۱)

کی آیت اَنَسَنَ كَانَ عَظٰی بَیِّنَةً مِّن رَّبِّہٖ ؕ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔  
 ”اس ارشاد سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم نزولِ قرآن سے پہلے ایمان بالغیب کی منزل سے  
 گزر چکے تھے۔ جس طرح سورۃ النعام میں حضرت ابراہیم ؑ  
 کے متعلق بتایا گیا ہے کہ نبی ہونے سے قبل آثارِ کائنات  
 کے مشاہدے سے وہ توحید کی معرفت حاصل کر چکے تھے۔  
 اسی طرح یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے بھی غور و فکر سے اس حقیقت کو پالیا تھا۔ اور اس کے  
 بعد قرآن نے اگر اس کی نہ صوف تصدیق و توثیق کی بلکہ آپ  
 کو حقیقت کا براہِ راست علم بھی عطا کر دیا۔“

(تفہیم القرآن ج ۲ ص ۳۲۱)

(ت) یہاں مودودی صاحب نے تصریح کر دی ہے کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی غور و فکر سے توحید کو سمجھا۔ لیکن یہ عقیدہ بھی  
 بالکل لغو اور باطل ہے کیونکہ جس طرح نبوت وہی نعمت ہے۔ اسی

انبیاء علیہم السلام کو توحید پر یقین بھی وہی طور پر حاصل ہوتا ہے اس میں وہ غور و فکر کے محتاج نہیں ہوتے۔ انبیاء کرام پیدا نشی طور پر ہی مومن و مومنہ ہوتے ہیں۔ البتہ وحی سے دین و شریعت کی تفصیلات بتلائی جاتی ہیں جو ہمیں وحی حاصل نہیں ہو سکتیں۔

(۱۶) اَفَاتِ نَمُوْتِ كَے فیضان سے انکار خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

کے متعلق کہتے ہیں :-

”اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی مواد مل گیا تھا۔ جس کے اندر کیر کڑ کی زبردست طاقت موجود تھی۔ اگر خدا نخواستہ آپ کو بودے، کم ہمت، ضعیف الارادہ اور ناقابل اعتماد لوگوں کی بھڑل جاتی تو کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے۔“

(ا) ناظرین غور فرمائیں کہ کس طرح امام الانبیاء کی تربیت و صحبت کے فیضان کی تفصیل کی جا رہی ہے۔ تاہم شاید ہے کہ صحابہ کرام میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو اسلام سے پہلے غلام تھے اور قوم میں ان کی کوئی اخلاقی حیثیت نہیں تھی۔ لیکن اللہ کے فضل و احسان اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت و فیضان و صحبت سے وہ ان مراتب عالیہ اور کمالات فوقہ پر سرفراز ہوئے جن کا تذکرہ قرآن و حدیث اور ناقابل انکار تاریخی روایات میں موجود ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض رسالت میں یَتْلُوْا عَلَیْہِمَا آیَاتِہٖ وَ یُعَلِّمُہُمُ الْکِتَابَ وَ الْحِکْمَۃَ کے ساتھ وَ یُذِکِّرُہُمُ فِرَآکَیَہٖ سمجھا دیا کہ صحابہ کی تربیت و تکمیل حضور کے فیضان کی وجہ سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف معلم نہیں بلکہ مُزَکِّی بھی ہیں \*

(۱۷) قرآن سے حضرت عیسیٰ کے  
رفع جسمانی کا انکار  
آیت وَمَا قَتَلُوْا یَقِیْنًا  
بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْہِ  
(یعنی یہود نے حضرت عیسیٰ

کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے آپ کو اپنی طرف اٹھا لیا) اس سے تمام اُمتِ محمدیہ نے یہی سمجھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ جسم سمیت آسمانوں پر اٹھا لیا گیا البتہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کا انکار کیا ہے اور مودودی صاحب اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

”یہ اس معاملہ کی اصل حقیقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے۔ اس میں جزم و صراحت کے ساتھ جو چیز بتائی گئی ہے۔ وہ یہ صرف یہ ہے کہ حضرت مسیح کو قتل کرنے میں یہودی کامیاب نہیں ہوئے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اُٹھا لیا۔ اب رہا یہ سوال کہ اُٹھا لینے کی کیفیت کیا تھی تو اس کے متعلق کوئی تفصیل قرآن میں نہیں بتائی گئی۔ قرآن نہ اس کی تصریح کرتا ہے کہ اللہ ان کو جسم و روح کے ساتھ کرہ زمین سے

سے اٹھا کر آسمانوں پر کہیں لے گیا۔ اور نہ ہی صاف کہتا  
ہے کہ انہوں نے زمین پر طبعی موت پائی۔ اور صرف اُن  
کی رُوح اٹھائی گئی۔ اسی لیے قرآن کی بنیاد پر نہ تو  
ان میں سے کسی ایک پہلو کی قطعی نفی کی جاسکتی ہے  
اور نہ اثبات۔“

(تفہیم القرآن حصہ اول ض ۴۲)

(فت) یہ بالکل غلط ہے کیونکہ بَلَّ دَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے  
قطعی طور پر ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ م کو جسم سمیت اللہ تعالیٰ نے  
اپنی طرف اٹھا لیا اور اپنی طرف سے مُراد آسمان کی طرف ہی اٹھا  
لیا ہے ۛ



# احادیث کے متعلق مودودی نظریات

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے برگزیدہ اور معصوم جماعت انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق آپ نے مودودی صاحب کے توہمات دیکھ لیے۔ اب احادیث کے متعلق ان کے تخیلات ملاحظہ ہوں :-

۱۔ لکھتے ہیں :-

”مہرِ احادیث پر ایسی کسی چیز کی بنائیں رکھی جاسکتی جسے مدارِ کفر و ایمان قرار دیا جائے۔ احادیث چند انسانوں سے چند انسانوں تک پہنچتی آئی ہیں جن سے حد سے حد اگر کوئی چیز حاصل ہوتی ہے تو وہ گمانِ صحت ہے نہ کہ علم البیقین۔“

”ترجمان القرآن مارچ، اپریل، مئی جون ۱۹۴۵ء“

(ف) فرمائیے اگر احادیث سے یقین حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ صرف گمانِ صحت حاصل ہوتا ہے۔ یعنی یہ کہ شاید صحیح ہوں تو وہ دینی حجت کیسے قرار دی جاسکتی ہیں اور نماز روزہ کی فضیلت جو احادیث سے ثابت ہیں ان پر اعتماد کیسے کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ ”ان تمام احادیث سے رُداۃ کی جانچ پڑتال کر کے محدثین کرام نے اسماء الرجال کا عظیم الشان ذخیرہ“



فرام کیا۔ جو بلاشبہ نہایت بیش قیمت ہے مگر ان میں  
کوئی چیز ہے جس میں غلطی کا احتمال نہ ہو“ الخ

(تفہیمات جلد اول صفحہ ۲۹)

(ت) جب ہر چیز میں غلطی کا احتمال ہے تو یہ تمام ذخیرہ مشکوک  
 ہو گیا۔ پھر اس پر اعتماد کیونکر کریں گے۔

۳۔ ”یہ اور ایسے ہی بہت سے امور ہیں جن کی بنا پر اسناد  
 اور جرح و تعدیل کے علم کو کلینتہ صحیح نہیں سمجھا جاسکتا  
 یہ مواد اس جذبہ قابل اعتماد ضرور ہے کہ سنت نبوی اور  
 آثار صحابہ کی تحقیق میں اس سے مدد لی جائے اور اس  
 کا مناسب لحاظ کیا جائے۔ مگر اس قابل نہیں کہ بالکل  
اسی پر کلی اعتماد کر لیا جائے۔“

(ایضاً صفحہ ۲۹۴)

۴۔ قرآن اور سنت رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر  
تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔ ان کے  
 پڑھانے والے ایسے ہونے چاہئیں۔ جو قرآن و سنت  
 کے مغز کو پاچکے ہیں۔“

(نتیجہات ۱۳۲ ترجمان القرآن، جون ۱۹۳۹ء)

(ت) یہاں مودودی صاحب نے تفسیر و حدیث کے پرانے  
 ذخیروں کو کس طرح بے وقار بنانے کی کوشش کی ہے۔ خدا جانے

قرآن و سنت کا مغز آپ کو کہاں سے مل سکے گا ؟  
 ۵۔ ”جس شخص کو اللہ تعالیٰ تفقہ کی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے۔ اس کے اندر قرآن اور سیرت رسول کے غائر مطالعہ سے ایک خاص ذوق پیدا ہو جاتا ہے جس کی کیفیت بالکل ایسی ہے جیسے ایک پرانے جوہری کی بغیر کہ وہ جوہر کی نازک سے نازک خصوصیات تک کو پرکھ لیتی ہے۔ اس کی نظر بحیثیت مجموعی شریعت حقہ کے پورے سسٹم پر ہوتی ہے اور وہ اس سسٹم کی طبیعت کو پہچان جاتا ہے۔ اس کے جب جزئیات اس کے سامنے آتے ہیں تو اس کا ذوق اس کو بتا دیتا ہے کہ کونسی چیز اسلام کے مزاج اور اس کی طبیعت سے مناسبت رکھتی ہے۔ اور کون سی نہیں رکھتی۔ روایات پر جب وہ نظر ڈالتا ہے تو ان میں بھی یہی کسوٹی رد و قبول کا معیار بن جاتی ہے۔ جو شخص اسلام کے مزاج کو سمجھتا ہے اور جس نے کثرت کے ساتھ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا گہرا مطالعہ کیا ہوتا ہے وہ نبی اکرم کا ایسا مزاج شناس ہو جاتا ہے کہ روایات کو دیکھ کر خود بخود اس کی بصیرت اُسے بتا دیتی ہے کہ ان میں سے کون سا قول یا کون سا فعل میرے سرکار کا ہو سکتا ہے۔

اور کون سی چیز سنتِ نبوی سے اقرب ہے۔“ الخ ایضاً ۲۹۵

(نت) یہاں تو مودودی صاحب نے احادیث کی جانچ پڑتال کو انسانی ذوق کے تابع کر دیا۔ کیا مودودی صاحب بتا سکتے ہیں کہ کہ اس زمانہ میں ایسا مزاج شناس رسول کون ہے جس کے ذوق پر اعتماد کر کے اُمتِ صحیح احادیث کو اختیار کر سکے۔ آپ کی اس قسم کی عبارت لکھنے سے آخر فائدہ کیا ہے؟ اگر آپ کے معتقدین آپ کو ایسا مزاج شناس رسول تسلیم کریں گے تو منکرینِ حدیث مسٹر غلام احمد پر دیز کو یہ مقام دیں گے۔ ایسی صورت میں احادیثِ مقدسہ کی کیا حیثیت رہ جائے گی۔ جسے چاہا اپنے ذوق سے مان لیا۔ اور جس کو چاہا رد کر دیا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ مودودی صاحب سرے سے منکرِ حدیث ہیں۔ لیکن مودودی صاحب کی ایسی تحریرات سے انکارِ حدیث کا دروازہ ضرور کھل جاتا ہے چنانچہ انہی عبارتوں کی بنا پر پُر ریز صاحب نے مودودی صاحب کو الزام دیا ہے کہ :

” حدیث کے متعلق بعینہ مسلکِ اجماع مودودی صاحب کا ہے، طلوعِ اسلام کا ہے۔ صرف اس فرق کے ساتھ کہ وہ کسی ایک فرد کو یہ اختیار نہیں دیتا کہ جس بات کو اس کی نگہ جوہر شناس سنتِ رسول قرار دے دے۔ اس کی اتباع ساری اُمت پر لازم قرار پائے۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ یہ حق صرف اُمت کے فرائضِ نظام کو حاصل ہے کہ وہ روایت کے اس

ذخیرہ کو چھان پھٹک کر دیکھے کہ اس میں کونسی چیز صحیح ہو سکتی ہے۔“ الخ

(طلوع اسلام کراچی ۱۲ اپریل ۱۹۵۵ء)  
مرزا غلام احمد نے  
حدیث کے متعلق قادیانی نظریہ لکھا ہے :

” ہر ایک مومن خود سمجھ سکتا ہے کہ حدیثوں کی تحقیقات روایتی نقص سے خالی نہیں۔ کیونکہ ان کے درمیان راویوں کی چال چلن و ذخیرہ کی نسبت ایسی تحقیقات کامل نہیں ہو سکی۔ اور نہ ممکن تھی کہ کسی طرح شک باقی نہ رہتا۔“

(مباحثہ لدھیانہ)

(ف) فرمائیے حدیث کے متعلق قادیانی کی اس تحریر اور مودودی صاحب کی اس تحریر میں کیا فرق ہے ؟ جو ع ۲ کے ماتحت پہلے درج کی جا چکی ہے کہ :

”یہ اور ایسے ہی بہت سے ائمہ میں جن کی بنا پر اسناد اور جرح و تعدیل کے حکم کو کلیتہً صحیح نہیں سمجھا جاسکتا۔ یہ مواد اس حد تک قابل اعتماد ضرور ہے کہ سنت نبوی اور آثار صحابہ کی تحقیق میں اس سے مدد لی جائے۔ اور اس کا مناسب لحاظ کیا جائے مگر اس قابل نہیں ہے کہ بالکل اسی پر کلی اعتماد کر لیا جائے۔“ (تفہیمات جلد اول ص ۲۹۴)

(۱) انبیائے کرام کے بعد صحابہ کا درجہ ہے۔ لیکن افسوس کہ صحابہ کرام کے متعلق بھی مؤدودی کی نظر میں

مقام صحابہ مؤدودی صاحب کی نظر میں

صحابہ کے نظریات اہل حق کے خلاف ہیں۔ ان کے نزدیک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معیار حق نہیں۔ اور ان پر تنقید بھی جائز ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں :

”رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے کسی کو تنقید سے بالا نہ سمجھے۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو ہر ایک کو خدا کے بتائے ہوئے اسی معیار کامل پر جانچے۔ اور پہلے۔ اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں جو۔ اس کو اسی درجہ میں رکھے۔“

(دستور جماعت اسلامی پاکستان ص ۱۴)

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ۷۳ فرقے ہونگے جن میں سے صرف ایک جنتی ہوگا۔ باقی سب جہنم میں جائیں گے اور اسی جنتی جماعت کا نشان بتلاتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا : - مَا أَنَا عَلَيْهِ وَ أَصْحَابِي (مشکوٰۃ شریف) یعنی جو لوگ میرے اور میرے اصحاب کے طریقے پر چلیں گے وہ جنتی ہوں گے۔ اس حدیث نبوی سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کے لئے صحابہ کرام پیارے حق ہیں۔ لیکن مذکورہ مؤدودی دستور اس ارشاد کے خلاف ہے معیار

حق کے موضوع پر راقم الحروف نے ”مودودی جماعت کے عقائد و نظریات پر ایک تنقیدی نظر“ میں ضروری بحث لکھی ہے۔ اس کو ملاحظہ فرمایا جائے۔ علاوہ ازیں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کے معیار حق ہونے کے ثبوت میں ایک مستقل رسالہ ”مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت“ تصنیف فرمایا ہے جس پر حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مکتب دارالعلوم دیوبند مدظلہ نے ایک مختصراً مقدمہ تحریر فرمایا ہے۔ جس میں معیار حق تنقید اور ذہنی غلامی پر مفصل بحث کی ہے۔ ناظرین اس رسالہ مبارکہ کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

**مودودی نظریات اور شیعہ** | مودودی صاحب نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق اپنے جو تصورات پیش کیے ہیں شیعہ علماء ان سے بڑے خوش ہیں۔ اور ان کو اپنے مسلک کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ مذہب شیعہ کے ماہنامہ پیام عمل لاہور دسمبر ۱۳۶۳ء میں ”کیا صحابہ معیار حق ہیں“ کے عنوان سے ”دستور جماعت اسلامی“ کی دفعہ مذکورہ کے تحت لکھا ہے :

”میری توہم بھی کہتے ہیں اور یہی ہمارا سب سے بڑا جرم سمجھا جاتا ہے۔“

نیز ”صحابہ جمع نہیں“ کے عنوان سے مودودی صاحب کے

لے مذکورہ بالا دونوں کتب مکتبہ خفییہ جہلم سے مل سکتی ہیں :

کی یہ عبارت لکھی ہے :

” اس معاملے میں جب ہم سب سے پہلے کتاب اللہ کی جانب رجوع کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کسی مقام پر صحابہ کرام کے انفرادی افعال و اعمال کو ہمارے لیے مستقل اُسوہ اور مرجع قرار نہیں دیا گیا۔“

(ترجمان القرآن نومبر ۶۳ء)

• پھر شیعہ کیوں قابلِ گردن زدنی سمجھے جاتے ہیں ؟ ”

یہ روایت بالعموم اس طرح  
**حدیث اصحابی کا لغوم کی تحقیق** | بیان کی جاتی ہے ، اصحابی

کا لغوم بایہم اقتدیتم اقتدیتم میرے اصحاب  
سناؤں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی اقتدائے گمراہی ہو گئی ہے۔  
اگرچہ اصول فقہ کی کتابوں میں اس روایت کا جابجا ذکر کیا جاتا ہے لیکن  
میرے علم میں کوئی ایک اصولی یا فقہی بھی ایسا نہیں ہے جس نے اس  
روایت سے صحابی کے قول و فعل کو مطلقاً حجت ثابت کرنے کی کوشش  
کی ہو۔ ”.....“  
ماہنامہ ترجمان القرآن نومبر ۶۳ء

یادش بخیر جناب حافظ علی بہادر خاں صاحب مدیر دورِ جد بدھئی کی  
اجواب تحقیقی پیش کش ”صحابیت“ کے بعد مذکورہ تحریر نے اصحابی کا لغوم  
کی قسمی کھول دی ہے خدا کا شکر ہے کہ دونوں حضرات غیر شیعہ ہیں۔ اگر  
یہی بات کسی شیعہ کے قلم سے لکھی جاتی تو نہ جانے کیا ہوتا۔ جوں جوں

زمانے میں روشنی بڑھتی جائے گی۔ آلِ محمد علیہم السلام کے پاکیزہ اُصول  
اپنا لوہا منواتے چلے جائیں گے۔  
ایضاً پیامِ عمل ص ۱۲

ناظرینِ غور فرمائیں کہ موردِ ودی صاحب اور ان کے متبعین کی تحریرات  
سے اہل سنت کی تائید ہوتی ہے یا اہل شیعہ کی۔

(۲) ”ان سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ بسا اوقات صحابہ

رضی اللہ عنہم پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا۔

اور وہ ایک دوسرے پر چوٹیں کر جاتے تھے۔ ابن عمر

نے سنا کہ ابو ہریرہ وتر کو ضروری نہیں سمجھتے۔ فرماتے تھے

ابو ہریرہ جھوٹے ہیں۔ حضرت عائشہ نے ایک موقع

پر انس اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا۔

کہ وہ حدیثِ رسول اللہ کو کیا جانتے ہیں۔ وہ تو اس زمانہ میں

بچے تھے۔ حضرت حسن بن علی سے ایک مرتبہ شاہد و

مشہود کے معنی پوچھے گئے۔ انہوں نے اس کی تفسیر

بیان کی۔ عرض کیا گیا کہ ابن عمر اور ابن زبیر تو ایسا ایسا

کہتے ہیں۔ فرمایا۔ دونو جھوٹے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ

عنہ نے ایک موقع پر مغیرہ بن شعبہ کو جھوٹا قرار دیا۔ عبادہ

بن الصامت نے ایک ایسا مسئلہ بیان کرتے ہوئے مسعود

بن اوس انصاری پر جھوٹ کا الزام لگادیا۔ حالانکہ وہ بدی



صحابہ میں سے ہیں ۴ (نغمیات جلد اول ص ۲۹۳)

(فت) (۱) مودودی صاحب نے چُن چُن کر جو روایات یہاں جمع کر دی ہیں ان کو پڑھ کر ایک ناواقف آدمی کیا صحابہ کرام کا معتقد رہ سکتا ہے ؟ کیا صحابہ کرام کی سوسائٹی کا یہی نقشہ تھا جو مودودی صاحب نے کھینچا ہے ؟ قرآن کریم جن کو صادقین و راشدین بتائے۔ جن کو اس دنیوی زندگی میں ہی جنت کی بشارت اور رخصائے الہی کی سند مل چکی ہے کیا وہ ایک دوسرے کو ایسا ہی جھوٹا کہتے ہوئے گئے ؟

(ج) مودودی صاحب کے اسلامی ذوق نے ان روایات کو کیسے صحیح مان لیا ؟ دین کی مزاج شناسی صحابہ کے تذکرہ میں کہاں کھوٹی گئی ؟ (۳) ”صحابہ کی جماعت کے متعلق جو نقشہ تذکروں میں کھینچا گیا ہے۔ اس میں ایک حد تک مبالغہ ہے۔ اور ایک حد تک حقیقت ہے۔“

(رسائل و مسائل حصہ اول ص ۴۵)

(د) کیا صحابہ کرام کے متعلق قرآن و حدیث میں بھی مبالغہ ہے۔ پھر حقیقت اور مبالغہ میں کون فرق کرے گا ؟

(۴) ”حقیقت یہ ہے کہ عامی لوگ نہ کبھی عہدِ نبوی میں معیاری مسلمان تھے اور نہ اس کے بعد کبھی ان کو معیاری مسلمان ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ معیاری مسلمان تو دراصل اس زمانے میں بھی وہی تھے اور اب بھی وہی ہیں۔ جو قرآن اور حدیث

کے علوم پر پڑھتے ہوں اور جن کی رگ و پے میں قرآن کا علم اور  
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا نمونہ سرایت  
 کر گیا ہو۔ باقی رہے عوام تو اس وقت بھی ان معیاری مسلمانوں  
 کے پیرو تھے اور آج بھی ہیں۔ ۱۶

(تفہیمات جلد اول صفحہ ۳۰۹ (ترجمان القرآن جولائی ۱۳۷۷ء)

(حت) یہاں بھی مودودی صاحب نے عوام صحابہ کی تحقیق کی ہے۔ یہ  
 صحیح ہے کہ صحابہ کرام میں باہمی فرق مراتب تھا۔ لیکن صحابہ میں سے ادنیٰ  
 سے ادنیٰ درجے کا صحابی بھی بعد کی امت کے بڑے سے بڑے ولی و  
 مجدد سے افضل ہے۔ یہی اہل حق کا عقیدہ ہے جس مومن کو ایک لمحہ  
 کے لیے بھی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہو گیا۔  
 اس کا درجہ علمائے امت سے بڑھ گیا۔ اگر مودودی صاحب کے نزدیک  
 معیاری مسلمان وہ ہے۔

”جس کی رگ و پے میں قرآن کا علم اور نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا نمونہ سرایت کر گیا ہو۔“

تو بتلائیے کیا یہ دولت عوام صحابہ کو نصیب نہیں تھی کیا مودودی صاحب  
 کی رگ و پے میں قرآن کا علم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ  
 کا نمونہ کسی صحابی سے زیادہ سرایت کیے ہوئے ہے۔ فرمائیے۔ آج  
 معیارِ مسلمان کون ہے جو علم و اتباع میں عوام صحابہ سے بڑھ کر  
 ہو۔ نہ جہ مبارک سے مودودی صاحب کے باطن کا اندازہ کر لینا

کچھ مشکل نہیں ہے۔ برتن سے وہی نکلتا ہے جو اس کے اندر ہو۔

(۵) مولوی صدیق الدین صاحب اصلاحی جو نام نہاد جماعت اسلامی ہندوستان کی ممتاز شخصیت ہیں۔ لکھتے ہیں:۔

” اس تصور اسلام کا نظریہ جنگ، کی خالص اخلاقیات اور بے لوث عقیدت اتنی بلند تھی کہ اس کی رفتوں تک پہنچنے میں ان لوگوں کو بھی ابتداءً بڑی دشواریاں پیش آئیں جو نفسانیت اور جاہلیت کو یکسر خیر یاد کہہ چکے تھے۔ رسول کی تعلیم و تربیت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو میدان جنگ میں لائے اور باوجودیکہ ان کی ذہنیت میں انقلاب عظیم رونما ہو چکا تھا۔ مگر پھر بھی اسلام کی ابتدائی لڑائیوں میں صحابہ کرام جہاد فی سبیل اللہ کی اصلی سپرٹ کو سمجھنے میں بار بار غلطیاں کر جاتے تھے۔“

(ترجمان القرآن ۵۷ ص ۲۹۲)

(۱) ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کہ مودودی صاحب کے متفقین نے خواہ مخواہ تنقید کرنے کی قسم کھائی ہوئی ہے۔ کیا وہ اللہ کی طرف سے نجات مانگ رہے ہیں۔ غور فرمائیں کہ جب صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برسوں کی تربیت کے بعد بھی اسلام اور جہاد فی سبیل اللہ کی اصلی سپرٹ کو نہ سمجھ سکے تو آج کون ہے جو اسلام کی اصلی سپرٹ کو سمجھتا ہے۔ کیا اس جماعت کے امیر مطلق خود مودودی صاحب جہاد فی سبیل اللہ کی کسی

سپرٹ کو سمجھتے ہیں؟ اگر وہ سمجھتے ہیں تو ان کو کس کی تعلیم و تربیت سے یہ کمال نصیب ہوا۔ اور اگر نہیں سمجھتے تو جماعت اسلامی کے امیر بن کر زیادہ قوم کو ہلاکت کے گڑھے میں نہیں گرائیں گے۔ جہاد فی سبیل اللہ کی سپرٹ سمجھنے میں تو آپ نے مسئلہ کے جہاد کشمیر کے متعلق اپنا بیان دینے میں مخصوص کمال کا مظاہرہ کیا تھا جس کی تردید حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت کر دی تھی۔

۶۔ مولوی عبداللہ صاحب  
**حضرت صدیق اکبرؓ پر تنقید**  
 اصلاحی کہتے ہیں :

”اگرچہ غیرت انسانیت کا بہترین جوہر ہے لیکن اسلام اسے آزاد نہیں چھوڑتا۔ اسے بھی اپنا تابع بناتا ہے۔ اسے اعتدال کے حد سے باہر نہیں جانے دیتا۔ اور انسان کو حکم دیتا ہے کہ وہ کبھی نفس کے رجحانات سے مغلوب نہ ہو جو کچھ کرے اور جو کچھ کہے نفسانیت اور جذبات سے عاری ہو کر محض خدا کے اس کی رضا جوئی کے لیے اور اس نظام عدل کی برقراری کے لیے اسلام کا یہ اتنا نازک ترین مطالبہ ہے اور یہ اتنا نازک ہے کہ ایک مرتبہ صدیق اکبر جیسا بے نفس متوسل اور سراپا للہیت انسان بھی اسے پورا کو پیچھے چھوڑ گیا۔ واخبر اکم ایسا شدید سانحہ تھا۔

جس سے بڑھ کر انسان کے لیے جاگمسل اور روح فرسا ابتدا  
 ممکن ہی نہیں ..... چنانچہ آپ نے یعنی صدیق اکبر  
 نے قسم کھائی کہ آئندہ اس شخص یعنی مسطح بن اثاثہ جو  
 ان کی کفالت میں تھے کی کفالت نہ کروں گا۔ مگر اسلام  
 ایک سچے انسان کو جس مقام فضل و احسان پر دیکھنا چاہتا  
 ہے یہ مقام غیظ و انتقام اس سے فروتر تھا فوراً تنبیہ  
 ہوئی کہ وَلَا يَأْتِلُ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ مگر اسلام  
 کی روح اس خفیف ترین بے گانے جذبہ سے بھی کس طرح  
 مضطرب ہو جاتی ہے۔ اس کا معیار فضیلت اتنی سی  
 غیر اسلامی حیثیت کو بھی برداشت نہیں کرتا۔“

(ترجمان القرآن ج ۵ ص ۳)

(ت) واقعہ یہ ہے کہ منافقین نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ  
 رضی اللہ عنہا پر ایک تہمت لگائی۔ بعض مسلمان بھی اس پر وہم گنبد اسے  
 متاثر ہوئے جن میں حضرت مسطح بن اثاثہ بھی تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق  
 رضی اللہ عنہ نے اس بنا پر ان کا خرچ بند کر دیا۔ جس پر آیت مالا  
 نازل ہوئی۔ اصلاحی صاحب کے نزدیک حضرت صدیق نے ایسا  
 طرز عمل غیر اسلامی حیثیت کی بنا پر اختیار کیا تھا۔ جس میں رضائے  
 الہی مقصود نہ تھی اور ہمارے نزدیک حضرت صدیق اکبر کا یہ عمل  
 بھی رضائے الہی کے لیے ہی تھا۔ کیونکہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کی حبیبہ پاک، ام المومنین حضرت عائشہؓ کے متعلق مخالفین کے  
پر دھمکیوں سے متاثر ہونا ایک بڑی بات تھی۔ نعوذ باللہ حضرت  
ابوبکرؓ نے کسی غیر اسلامی حمیت کی بنا پر یہ عمل نہیں کیا۔ البتہ حق  
تعالیٰ نے اس طرز عمل کو پسند نہ فرمایا۔ کہ آپ مسلح کی مالی اعانت  
نہ کرنے کی قسم کھا ڈالیں۔ اس کو ترکِ ادنیٰ تو کہا جائے گا لیکن  
غیر اسلامی حمیت کو اس کی وجہ قرار دینا نعوذ باللہ حضرت صدیقؓ  
کے اخلاص پر ایک رکیک حملہ ہے۔

(۷) اصلاحی صاحب لکھتے ہیں : **حضرت فاروق عظیمؓ پر تنقید**

” لیکن دنیا تو ہر بلندی کے آگے سرٹیک دینے کی ڈوگر  
تھی اور ہر بزرگ انسان کو مقامِ بشر سے کچھ نہ کچھ بڑتر  
ہی سمجھتی آ رہی تھی چنانچہ اس تخیل کا اثر ٹپٹے مٹتے بھی  
کبھی کبھی نمایاں ہو جاتا تھا۔ غالباً یہی شخصی عظمت  
کا تخیل تھا۔ جس نے رحلتِ مصطفویٰ کے وقت اضطراری  
طور پر حضرت عمرؓ کو تھوڑی دیر کے لیے مغلوب کر لیا تھا۔  
..... لیکن ان تمام قصصِ حیات کے باوجود اس  
جگہ گدازِ خبر کو سن کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
وفات پائی۔ حضرت عمرؓ جیسا اعلیٰ تربیت یافتہ مسلمان  
بھی وہ جذبات میں توازن کھودیتا ہے۔ تھوڑی دیر

کے لیے بھول جاتا ہے۔ کہ قصائے الہی کے سامنے بالاد  
 بہت سب ایک ہیں۔ اور حیران ہو ہو کر سوچتا ہے کہ اتنی  
 بڑی ہستی کس طرح اس معمولی انداز سے گزر جاسکتی ہے۔  
 پیغمبرانہ شخصیت کی بزرگی کا جو سکہ نفس میں ترسم تھا۔  
 اس بنا پر وہ آپ کی وفات کا یقین کرنے کے لیے تیار  
 نہ تھا۔“

(ترجمان القرآن ۵۷ء جلد ۱۲ عدد ۴۷)

(ت) واقعہ یہ ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے وفات پائی تو ابتداءً حضرت عمرؓ نے اس پر یقین نہ کیا۔ اب اسلحا  
 صاحب اس کی وجہ یہ قرار دے رہے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے تصور میں  
 پیغمبرانہ شخصیت کی بزرگی کا جو درجہ تھا اس کے پیش نظر آپ نے  
 ایسا کیا۔ اگر یہ مان لیا جائے تو لازم آئے گا کہ حضرت عمرؓ بھی  
 ساری عمر باوجود رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و تربیت  
 سے فیضیاب ہونے کے پیغمبرانہ عظمت میں غلو رکھتے تھے۔ اور یہ مقام  
 فاروقی کی سمت تو ہیں ہے۔ برعکس اس کے حضرت عمرؓ کے اس قول  
 کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے یہی سمجھا کہ ابھی حضور نے اور بہت کام کرنے  
 ہیں۔ ابھی موت کا دقت نہیں آیا۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ  
 رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :  
 ”بایدانست کہ قصہ دلالت می کند بر آنکہ فاروقی دانست

کہ موت برآں حضرت شدنی است پس مخالفت آیت اِنَّا  
 مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ لَمَيِّتُونَ اعتقاد نہ کر دہ بود۔ لیکن گمان  
 می کرد کہ آنچہ واقع شدہ است موت نیست بلکہ تعطیل  
 حواس ظاہر است ۴

(قرۃ العینین ص ۲۷۷)

”معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت فاروق رضیہ جانتے تھے کہ حضور صلی  
 اللہ علیہ وسلم پر موت ضرور آئے گی۔ پس آپ کا اعتقاد آیت اِنَّا  
 مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ لَمَيِّتُونَ کے خلاف نہ تھا۔ لیکن آپ کا خیال تھا  
 کہ جو کیفیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واقع ہوئی ہے وہ موت  
 نہیں بلکہ حواس ظاہری کام نہیں کر رہے۔“

فرمایئے حضرت عمرؓ کے قول کی جو توجیہ شاہ ولی اللہ صاحب  
 نے کی اس میں آپ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور جو وجہ اصلاحی  
 صاحب بیان کر رہے ہیں اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت فاروق  
 اعظمؓ نے بھی پیغمبرانہ شخصیت کی بزرگی ماننے میں غلطی کی۔ نغم غم ہے  
 کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جن کو فاروق کا لقب دیں اور جن کے  
 بارے میں فرمایا کہ شیطان آپ کو دیکھ کر خوف کے مارے راستہ  
 بدل لیتا ہے۔ مودودی صاحبان کو اتنی بڑی پُر جلال شخصیت پر  
 تنقید کرنے میں کوئی خوف نہ ہو ۵

سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ



## حضرت عثمانؓ کی توہین | دُور جاہلیت کا حملہ ”مگر ایک طرف حکومت اسلامی کی تیز رفتار

وسعت کی وجہ سے کام روز بروز زیادہ سخت ہوتا جا رہا ہے اور دوسری طرف حضرت عثمان جن پر اس کا عظیم کا بار رکھا گیا تھا۔ ان خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان کے جلیل القدر پیشروؤں کو عطا ہوئی تھیں۔ اس لیے جاہلیت کو اسلامی نظام اجتماعی کے اندر گھس آنے کا راستہ مل گیا حضرت عثمانؓ نے اپنا سرے کر اس خطرے کا راستہ روکنے کی کوشش کی مگر وہ دُرُکھا“

(تجدید و احیائے دین ص ۲۳)

دفعہ) اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مودودی صاحب کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں خلافت کا بار گراں اٹھانے کی پوری اہلیت نہ تھی۔ یہ تصور حضرت عثمانؓ کی کھلی توہین ہے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت تو دوسرے خلفائے راشدین کی طرح موعودہ خلافت تھی۔ جس کا ذکر سورہ نور کی آیت وَخَذَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لِيَسْتَخْلَفَهُمْ فِي الْأَرْضِ میں کیا گیا ہے۔ اس آیت میں خلافت موعودہ کی کامیابی کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود اٹھایا ہے۔ بے شک پہلے دو خلفاء کا درجہ آپس سے بڑا ہے لیکن حیثیت خلیفہ آپ خلافت کی ذمہ داریاں اٹھانے کی پوری پوری اہلیت رکھتے

تھے۔ اگر ملک میں مفسدین کی ایک پارٹی پیدا ہو گئی تو اس میں حضرت عثمانؓ پر کیا الزام آسکتا ہے۔

(۹) اسلامی کا کوکیم (مذکورہ)  
لاہور میں مقالہ پڑھتے ہوئے  
مودودی صاحب نے کہا :

**خلفائے راشدین کے فیصلے  
قانون نہیں بن سکتے**

”حتیٰ کہ خلفائے راشدین کے فیصلے بھی اسلام  
میں قانون نہیں قرار پاتے۔ جو انہوں نے قاضی کی  
حیثیت سے کیے تھے۔“

(ترجمان القرآن جنوری ۱۳۵۷ھ)

(۱۰) ”اسلام کی عافلانہ ذہنیت  
غیر اسلامی جذبہ کی شرکت بھی گوارا

**حضرت خالد پر تنقید**

نہیں کر سکتی۔ اور اس معاملہ میں اس قدر نفس کے  
میلان سے متنفر ہے۔ کہ حضرت خالد جیسے صاحب فہم  
انسان کو بھی اس کے حدود کی تیز مشکل ہو گئی۔“

(ترجمان القرآن ۱۳۵۷ھ ص ۲۹)

(فت) جس جرنیل اعظم کو دربار رسالت سے سیف اللہ (اللہ کی  
تواریک کا لقب ملا ہے۔ اصلاحی صاحب نے اس پر بھی تنقید  
کا کشتہ چلا ہی دیا۔

۱۔ مندرجہ عبارات میں نمبر ۵، ۶، ۷ اور نمبر ۱۰ (حاشیہ صفحہ ۶۷ پر ملاحظہ ہو)۔

(۱۱) بعض لوگ تقیفہ بنی ساعدہ کے معاملہ کو بھی امید داری کی نظر میں پیش کرتے ہیں اور اس سے اس طرح استدلال فرماتے

حضرت سعد بن عبادہ  
انصاری کی توہین

ہیں کہ گویا وہاں مختلف اشخاص منصب خلافت کے خواہشمند تھے اور ان کے درمیان انتخابی مقابلہ ہو رہا تھا۔ حالانکہ وہ بحث اس پر تھی ہی نہیں کہ امیدوار اشخاص میں سے کس کو منتخب کیا جائے اور کس کو نہ کیا جائے بلکہ اس بات پر تھی کہ خلیفہ انصاریں سے ہو یا ہاجرین قریش میں سے ..... اس پورے گروہ میں صرف سعد بن عبادہ ایک ایسے شخص تھے جن کے اندر امید داری کی بو پائی جاتی تھی۔“

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶) کی عبارتیں مولوی صدر الدین صاحب اصلاحی کی ہیں۔ جو مودودی صاحب کے ترجمان القرآن میں شائع ہوئی تھیں۔ سابقہ ایڈیشن میں ہم نے غلطی سے مودودی صاحب کی طرف ان کو منسوب کر دیا تھا۔ لیکن اس ایڈیشن میں ان عبارتوں کی نسبت اصلاحی صاحب کی طرف کر دی گئی ہے البتہ یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ اگر مودودی صاحب کے نزدیک یہ عبارتیں قابل اعتراض ہوتیں تو وہ ان پر ضرور تنقید کرتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مودودی صاحب کا ان عبارتوں سے اتفاق ہے اللہ اعلم (مؤلف)

۲۹۰  
 (جماعت اسلامی کی انتخابی جدوجہد اس کے مقاصد اور طریق کار)  
 (فت) مودودی صاحب کے تبصرہ میں ایک جلیل القدر صحابی حضرت  
 سعدؓ کی نیت پر حمله پایا جاتا ہے۔ خدا جانے مودودی صاحب  
 نے ان کے اندر سے امیدواری کی جو کیسے سونگھ لی ؟



# خلافت و ملوکیت

گذشتہ اوراق میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں جو عبارتیں درج کی گئی ہیں وہ مودودی صاحب کی متعدد تصانیف میں پھیلی ہوئی ہیں۔ گذشتہ سال انھوں نے ایک جامع کتاب ”خلافت و ملوکیت“ کے نام سے شائع کی ہے۔ جس میں انھوں نے اپنی خلاف صحابہ ذہنیت کو کچھ نمایاں کر دیا ہے۔ اس کتاب کے مضامین قسط وارا انھوں نے اپنے ماہنامہ ترجمان القرآن میں خلافت سے ملوکیت تک کے عنوان سے جون ۱۹۶۵ء سے اکتوبر ۱۹۶۵ء تک شائع کیے ہیں۔ ترجمان القرآن میں ان مضامین کے شائع ہونے پر ہی علمائے اہل سنت و الجماعت نے ان کی تردید شروع کر دی تھی۔ لیکن اس کے باوجود مودودی صاحب نے جمہور مسلمانان اہل سنت کے جذبات کا پاس نہ کیا اور ”خلافت و ملوکیت“ کے نام سے اکتوبر ۱۹۶۶ء میں کتاب شائع کر دی جس کے خلاف ملک بھر میں علمائے اہل سنت نے شدید احتجاج کیا اور عثمانی کنونشن منعقد ہوا۔ اگست ۱۹۶۷ء میں قریباً پانچ سو علماء نے حکومت سے اس کتاب کی ضبطی

کا مطالبہ کیا۔ یہاں اس مختصر کتاب میں خلافت و ملکیت پر مفصل تبصرہ کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ صرف بعض اقتباسات بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں۔ جن سے اہل فہم و انصاف کو اندازہ ہو جائے گا کہ مودودی صاحب مذہب اہل السنّت کے قریب ہیں یا اہل شیعہ کے واللہ العاقل۔

## خليفة ثالث حضرت عثمان و النورين رضی اللہ عنہ

### اور مودودی

خليفة راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں (یعنی ان دس مخصوص صحابہ میں سے ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریلؑ کی وساطت سے امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ناموں کی تصریح کے ساتھ جنت کی بشارت سنائی ہے۔ اور حضرت عثمانؓ دہی مقبول صحابی ہیں جن کا انتقام لینے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ میں تقریباً چودہ سو صحابہ سے موت و جہاد کی بیعت لی۔ جن میں حضرت صدیق اکبرؓ حضرت فاروق اعظمؓ اور حضرت علیؓ رضی اللہ عنہم شریک تھے۔ اور حضرت عثمانؓ چونکہ مکہ میں بطور سیفر بھیجے گئے تھے۔ لہذا ان کی بیعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غائبانہ لے لی۔ ان سب بیعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا مندی

کی بشارت سنائی (سورہ فتح) اور یہی حضرت عثمانؓ ان چھ خلیل القدر صحابہ میں سے ہیں جن کے نام حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنی وفات کے وقت پیش کر کے فرمایا تھا کہ ان میں سے کسی کو خلیفہ بنالیا جائے۔ چنانچہ انتہائی غور و فکر کے بعد ان میں سے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ ثالث منتخب کیا گیا۔ اور حضرت علیؓ سمیت تمام صحابہ نے آپؓ سے بیعت کر لی۔ اب آپؓ ایسے عظیم الشان خلیفہ راشد کے متعلق مودودی صاحب کے تعویلات وادھام ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں :

(۱) " لیکن ان یعنی حضرت عمرؓ کے بعد جب حضرت عثمانؓ جانشین ہوئے تو رفتہ رفتہ وہ اس پالیسی سے ہٹتے چلے گئے۔ انہوں نے پے درپے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے اہم عہدے عطا کیے اور ان کے ساتھ دوسری ایسی رعایات کیں جو عام طور پر لوگوں میں بدعت و اعتراض بن کر رہیں "

(خلافت و ملکیت ص ۷۱)

اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں :

" مثال کے طور پر انھوں نے افریقیہ کے مال غنیمت کا پورا خمس (۵ لاکھ دینار) مردان کو بخش

---

۱۔ وہ چھ اصحاب یہ ہیں : حضرت عثمانؓ - حضرت علیؓ - حضرت طلحہؓ - حضرت زبیرؓ - حضرت سعد بن ابی وقاصؓ - حضرت عبدالرحمن بن حوثؓ رضی اللہ عنہم اجمعین •

لہ  
دیا“

(۲) حضرت عثمانؓ کی خلافت پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

”اس سلسلہ میں خصوصیت کے ساتھ دو چیزیں ایسی تھیں جو  
بڑے دُور رس اور خطرناک نتائج کی حامل ثابت ہوئیں۔

ایک یہ کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت معاویہؓ کو مسلسل بڑی  
طویل مدت تک ایک ہی صوبے کی گورنری پر مامور کیے رکھا۔

وہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں چار سال سے دمشق کی ولایت پر  
مامور چلے آ رہے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے آبلہ سے سرحد

روم تک اور البحرِ یہ سے ساحل بحرِ ہین تک کا پورا علاقہ انکی  
ولایت میں جمع کر کے اپنے پورے زمانہ خلافت (۱۲) سال

میں ان کو اسی صوبے پر برقرار رکھا۔“

دوسری چیز جو اس سے زیادہ نتنہ انجیز ثابت ہوئی وہ

خلیفہ کے سیکریٹری کی اہم پوزیشن پر مروان بن الحکم کی  
ماموریت تھی۔“

(ص ۱۱۵)

(تبصرہ) حضرت معاویہؓ پر اگر حضرت عمرؓ جیسی شخصیت نے چار سال

تک مکمل اعتماد کیا تو حضرت عثمانؓ نے اگر ان کو ۱۲ سال مزید برقرار رکھا اور

لہ اس کا جواب حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی شیخ الحدیث منڈو آدم (رستہ ۷)  
نے اپنے رسالہ ”برائۃ عثمان“ اور حضرت مولانا سید فوالحسن شاہ صاحب بخاری دتیم المہنت،  
نے ”عادلانہ دفاع“ میں دیا ہے وہاں ملاحظہ کیا جائے۔



اور ان کے دائرہ اقتدار کو وسیع کر دیا۔ تو یہ حضرت عمرؓ کے اہتمام کی بنا پر ہی تھا۔ اور یہ ان کی پیروی ہی تھی نہ مخالفت۔ اگر بالفرض حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ حضرت عمرؓ کے بعد حضرت معاویہؓ کو ہٹا دیتے تو پھر مودودی جیسے مخالفین یہ اعتراض کرتے کہ دیکھو اس معاملہ میں حضرت عمرؓ کی فراست اور تجربہ کے خلاف کارروائی کی ہے

جنوں کا نام حسن درکھ لیا خرد کا حبسوں

جر چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

(۳) ”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پالیسی کا یہ پہلو بلاشبہ غلط تھا

اور غلط کام بہر حال غلط ہے۔ خواہ وہ کسی نے کیا ہو۔ اس کو خواہ

خواہ کی سخن سازیوں سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا نہ

عقل و انصاف کا تقاضا ہے اور نہ دین ہی کا یہ مطالبہ ہے کہ

کسی صحابی کی غلطی کو غلط نہ مانا جائے“ (ص ۱۱۶)

(تبصرہ) اس قسم کی غلطیاں کوئی معمولی غلطیاں نہیں سمجھی جاتیں البتہ ایسے

اعتراضات کو تو ”خلافت راشدہ“ کو ناکام ثابت کرنے کے لیے ہی مخالفین

پیش کرتے آتے ہیں۔ اگر اس قسم کے اعتراضات خود مودودی صاحب کی امارت

کے سلسلہ میں پیش کیے جائیں تو کیا مودودی صاحب اور ان کی جماعت اس کو

عام غلطیاں سمجھ کر برداشت کر لے گی۔ ہرگز نہیں۔ حالانکہ کہاں حضرت عثمانؓ

خلیفہ راشد اور کہاں مودودی صاحب اور ان کی جماعت - ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اگر کوئی ناواقف مودودی صاحب کی یہ تحریرات پڑھے تو اس کو حضرت عثمان کے خلیفہ راشد ہونے میں تردد ہو جائے۔

## حضرت امیر معاویہ اور مودودی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی ہے۔ **اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا سَهْدِيًّا** (ترمذی شریف) ”اے اللہ معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت پانے والا بنا دے۔“ اس میں حضرت معاویہؓ کی بہت بڑی فضیلت پائی جاتی ہے۔ کیونکہ اول تو آپ صحابی ہیں اور پھر آپ کے لیے رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی جامع دعا فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا آپ سے صلح کر لینا اور آپ کو اس حق کی وسیع مملکت اسلامیہ کا خلیفہ تسلیم کر لینا اور پھر امام کربلا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ۹ یا ۱۰ سال حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت کو تسلیم کیے رکھنا اور آپ کی طرف سے سالانہ وظیفہ کا قبول کر لینا حضرت معاویہؓ

لے غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں، حضرت علیؓ کی وفات پامانے اور حضرت حسنؓ کے خلافت کے ترک کر دینے کے بعد معاویہ بن ابی سفیان پر خلافت کا مقرر ہونا درست اور ثابت ہے۔ ..... اور حضرت معاویہؓ کا خلیفہ ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک قول سے بھی ثابت ہے الخ غنیۃ الطالبین مترجم ص ۱۹۹

کی حقانیت اور خلافت حقہ کی ایک زبردست شہادت ہے جس کا انکار وہی شخص کر سکتا ہے جو سید الشہاب اہل الجنتہ یعنی جنت کے جوانوں کے سردار حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کی سیادت و عظمت نبی کا بھی منکر ہو۔ لیکن مودودی صاحب نے بعض معادیہ کا اظہار جن الفاظ میں کیا ہے وہ اہل شیعہ کا ہی ایک خاص ذہن ہے جس کی دائرہ اہل سنت میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ چنانچہ مودودی صاحب لکھتے ہیں :

(۱) " ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معادیہ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر خطبوں میں برسر منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پرست و شتم کی بوچھاڑ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ مسجد نبوی میں منبر رسول پر عین وضو نبوی کے سامنے حضور کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علیؑ کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔ کسی کے مرنے کے بعد اس کو گالیاں دینا شریعت تو درکنار انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا۔ اور خاص طور پر جمعہ کے خطبہ کو اس گندگی سے آلودہ کرنا تو دین و اخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔ " (صفحہ ۱۶۷)

(تبصرہ) جو کچھ ابوالاعلیٰ صاحب نے لکھا ہے کیا مسجد نبوی میں اخلاقی کا یہ مظاہر اس دین سالہا سال تک بڑاشت کیا جاسکتا تھا اور کیا حضرت

علی شیر خدا کی اولاد بھی خود داری اور غیرت اور شجاعت سے نعرہ دیا۔ اللہ تعالیٰ محروم ہو چکی تھی کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ پر گالیوں کی بوچھاڑ خود اپنے کانوں سے سنتے اور دم نہیں مار سکتے تھے۔ کیا ابوالاعلیٰ صاحب نے حضرت علی کی اولاد کی کوئی حیثیت باقی چھوڑی ہے جس پر کوئی مسلمان فخر کر سکے۔ آخر ان بہتان طرازیوں سے مقصد کیا ہے۔ کیا اس قسم کی تحریریں کے ذریعہ مودودی صاحب پاکستان میں اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں اگر کوئی یہ پوچھے کہ اگر دو صحابہ کا یہ نقشہ تھا تو پھر چودہ سو سال کے بعد آج وہ افراد کہاں سے آپ کو ملیں گے جن کے ذریعہ صحیح اسلامی حکومت قائم ہو سکے تو مودودی صاحب کے پاس اس کا کیا جواب ہو گا؟

(۲) "مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہؓ نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے صریح احکام کی

خلاف ورزی کی۔" (صفحہ ۷۷)

تبصرہ ۱:- اگر حضرت معاویہؓ کتاب و سنت کی صریح مخالفت کرتے رہے۔ تو حضرت حسینؓ کیوں خاموش رہے؟

(۳) زیاد بن سمیہؓ کا استلحاق بھی حضرت معاویہؓ کے ان افعال

میں سے ہے جن میں انہوں نے سیاسی اغراض کے لیے شریعت کے ایک مستم قاعدے کی خلاف ورزی کی تھی۔

زیاد طائف کی ایک لوٹھی سمیہ نامی کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ لوگوں کا بیان یہ تھا کہ زمانہ جاہلیت میں حضرت

معاویہؓ کے والد جناب ابوسفیانؓ نے اس لوٹدی سے زنا کا ارتکاب کیا تھا۔ اور اسی سے وہ حاملہ ہوئی۔ حضرت ابوسفیانؓ نے خود بھی ایک مرتبہ اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ زیاد انہی کے نطفہ سے ہے۔ جو ان ہو کر یہ شخص اعلیٰ ہے کا مدبر منظم، فوجی لیڈر اور غیر معمولی قابلیتوں کا مالک ثابت ہوا۔ حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت میں وہ آپ کا زبردست حامی تھا اور اس نے بڑی اہم خدمات انجام دی تھیں۔ ان کے بعد حضرت معاویہؓ نے اس کو اپنا حامی دھدکا۔ بنانے کے لیے اپنے والد ماجد کی زنا کاری پر شہادتیں لیں۔ اور اس مانجھوت بہم پہنچایا کہ زیاد انہی کا ولد المحرم ہے پھر اسی بنیاد پر اسے اپنا بھائی اور اپنے خاندان کا فرد قرار دے دیا۔ یہ فعل اخلاقی حیثیت سے جیسا کچھ مکروہ ہے۔ وہ تو ظاہری ہے۔ مگر قانونی حیثیت سے بھی یہ ایک صریح ناجائز فعل تھا۔ کیونکہ شریعت میں کوئی نسب زنا سے ثابت نہیں ہوتا الخ (۷۵)

تبصرہ : یہاں تو مودودی صاحب بعض معاویہؓ کے جوش میں اپنی عقل و خرد کو بھی جواب دے چکے ہیں۔ اس لیے کہ جس کام کو وہ خود اخلاقی اور شرعی حیثیت سے اتنا قبیح مان رہے ہیں کیا کوئی عقلمند اور صاحب انصاف آدمی یہ مان سکتا ہے کہ اقتدار اعلیٰ پر فائز ہوئے

بعد محض ایک شخص کو اپنا حامی و مددگار بنانے کے لیے حضرت معاویہؓ نے  
 نعوذ باللہ اپنے والد ماجد (حضرت ابوسفیان) کی زنا کاری کے حوالہ لوگوں  
 کے سامنے پیش کیے ہوں گے۔ کیا کوئی بد سے بدتر غنڈہ بھی آج اپنے  
 والد کے متعلق ایسی کارروائی کر سکتا ہے۔ اور پھر یہ بھی تو سوچنا چاہیے  
 کہ بقول مودودیؒ زیاد جیسا مدبر اور غیر معمولی قابلیت رکھنے والا فوجی لیڈر  
 جو حضرت علیؓ کی محبت میں بھی رہ چکا ہو، یہ بے غیرتی برداشت کر  
 سکتا ہے کہ ولد الحرام ثابت ہو کر بھی وہ حضرت معاویہؓ کا بھائی  
 بننے کے لیے تیار ہو جائے۔ اگر کسی تاریخ میں ایسا لکھا ہوا بھی ہو تو  
 مودودی صاحب کی عقل نے اس پر یقین کیسے کر لیا جو صحیح بخاری  
 کی حدیث صحیح کو بھی اپنی عقلی کسوٹی پر پرکھنے کے بغیر قبول نہیں  
 کرتے اور جب جی چاہے جمہور اُمت کے فیصلوں کو بھی رد کر دیتے  
 ہیں۔ اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہ مضمون مودودی صاحب نے اپنے  
 ترجمان القرآن کے نمبر کے پہلے میں شائع کیا تھا جبکہ پاکستان  
 و ہندوستان کی جنگ زور و زور پر تھی اور مسلمان موت و حیات کی  
 کشمکش میں مبتلا تھے۔ لیکن اس وقت یہ داعی اسلام اور مصلح  
 اُمت ایک جلیل القدر صحابی حضرت معاویہؓ کے خلافتِ مسلمی  
 جہاد میں مشغول تھا۔ اور مودودیت کے حملے کا رخ بجائے  
 ہندوستانی فوجوں کے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس  
 سماج کی طرف تھا۔ جنہوں نے اپنے دورِ سعادت میں کفار کی سلطنتوں کو

تہ ہالا کر کے رکھ دیا تھا۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

مولانا اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی | مشہور مؤرخ مولانا اکبر شاہ خان صاحب

نجیب آبادی نے اپنی تاریخ اسلام حصہ دوم میں زیاد بن ابی سفیان کے متعلق یہ لکھا ہے کہ :-

” زیاد کی ماں سُمیہ بن کلاب ثقفی کی لوٹدی تھی۔ زیاد کے باپ کی نسبت لوگوں کو کچھ شبہ تھا۔ حقیقت یہ تھی کہ سُمیہ کے ساتھ ابوسفیانؑ نے زمانہ جاہلیت میں نکاح کیا تھا۔ اور ابوسفیان کے لطف سے زیاد کی پیدائش ہوئی تھی۔ زیاد کی شکل و صورت بھی ابوسفیان سے بہت مشابہ تھی۔ . . . . . حضرت علیؑ کو م اللہ وجہ زیاد کو ابوسفیان کا بیٹا یقین کرتے تھے۔ کیونکہ ان کے سامنے ابی سفیان نے خود ایک موقع پر فاروق اعظمؓ کی مجلس میں تسلیم کیا تھا کہ زیاد میرا بیٹا ہے۔ اسی لیے انہوں نے زیاد کو فارس کا حاکم مقرر کیا تھا۔“ (ص ۳۱)

ایک معاملہ | حضرت معاویہؓ اور زیاد کے متعلق مودودی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس کے لیے بعض تاریخی کتب

مثلاً استیعاب اور البدایہ والنہایہ وغیرہ کا حوالہ بھی دیا ہے۔ لیکن نہ ہی عربی عبارتیں پیش کی ہیں اور نہ ہی ان کا ترجمہ لکھا ہے اور ان کتابوں میں

بھی اس بات کی تصریح نہیں ہے کہ حضرت معاویہؓ نے جو گواہ پیش کیے تھے۔ انہوں نے حضرت ابوسفیانؓ کی زنا کاری کی شہادتیں دی تھیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اس بات کی شہادت دی تھی کہ زیاد حضرت ابوسفیانؓ کا بیٹا ہے نہ کہ ولد الحرام۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ فی تمیز اصحابہ میں لکھا ہے کہ :-

كان استلحاق معاوية في سنة اربع واربعمين - وشهد  
بهذا زياد بن اسماء المحماری ومالك بن ربيعة السلمي و  
المنذر بن الزبير فيما ذكر المدائني باصانيد لا وزاد في الشهور  
جويرية بنت ابی سفيان والمستودعي قدامة الباهي وابن ابی  
نصر الثقفي وزيد بن نفيل الازدي وشعبة الاعمق المازني  
ورجل من بني عمرو بن شيبان ورجل من بني المصطلق شهدوا  
كاهم علي ابی سفيان ان زياد ابنه الا المنذر فشهد انه سمع  
عليًا يقول اشهد ان اباسفيان قال ذلك فخطب معاوية  
فاستحقته فتكلم زياد فقال ان كان ما شهد الشهود به  
حقا فالحمد لله الخ (ج ۳ ص ۲۲)

”اور حضرت معاویہؓ نے ۴۲ھ میں زیاد کو اپنی برادری میں شامل کیا تھا۔ اور اس کی شہادت دی زیاد بن اسماء، مالک بن ربیعہ اور منذر بن زبیر نے اور مدائنی نے یہ گواہ اور لکھے ہیں۔ جویریہ بنت ابی سفیان۔ مستودع قدامة الباهي اور زید بن نفیل۔ شعبة بنی عمرو کا ایک آدمی اور بنی المصطلق کا ایک آدمی۔ اور



ان سب نے اس بات کی شہادت دی تھی کہ زیاد حضرت ابوسفیان کا بیٹا ہے مگر مندر نے یہ شہادت دی تھی کہ اس نے حضرت علیؓ سے سُنا تھا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ابوسفیان نے یہ کہا تھا کہ زیاد میرا بیٹا ہے، پس حضرت مساد یہ نے تقریر کی اور زیاد کو اپنا بھائی بنا لیا۔ پھر زیاد بولا اور کہا کہ گواہوں نے جو کچھ بیان کیا ہے اگر یہ حق ہے تو الحمد للہ ۹

فرمایئے۔ یہ حضرت ابوسفیان کے نکاح اور زیاد کے صحیح بیٹا ہونے پر لوگوں نے شہادتیں دیں یا اس بات پر کہ زیاد ولد الحرام ہے اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ ان گواہوں میں ابوسفیان کی بیٹی جویرہ بھی ہیں۔ اب مودودی صاحب ہی بتائیں کہ وہ کس بات کی شہادت سے رہی ہیں۔ اور آخر میں زیاد کی تقریر نے تو مودودی بہتان کی جڑ ہی کاٹ دی۔ کیونکہ اس نے کہا کہ اگر گواہوں کی شہادت حق ہے تو الحمد للہ! نہ کیا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گواہ تو زیاد کو ولد الحرام ثابت کر رہے ہوں اور وہ بھرے مجمع میں اس پر الحمد للہ کہہ رہا ہو۔ کاش کہ مودودی صاحب محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف صحبت کا کچھ تو پاس کرتے ۹

تاریخی روایات | مودودی صاحب نے حضرت عثمان اور حضرت مساد یہ کے کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس پر تاریخی حوالہ یہ بھی پیش کیے ہیں۔ اس سے ناواقف لوگوں کو یہ غلط فہمی

ہو جاتی ہے کہ جب تاریخوں میں ایسا لکھا ہے تو مودودی صاحب کا کیا قصور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ قدیم کتب تاریخ میں مختلف باتیں اور روایتیں جمع کر دی جاتی تھیں اور مؤلفین اس امر کا التزام نہیں کرتے تھے کہ ان میں کونسی بات صحیح ہے اور کون سی غلط اسی وجہ سے تاریخوں میں متضاد روایتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ لیکن مودودی صاحب نے صرف روایات جمع نہیں کیں بلکہ ان کے نزدیک جو صحیح روایات تھیں انہی کو جمع کیا ہے۔ اسی لیے ان کوئی تنقید نہیں کی۔ حالانکہ وہ صحیح احادیث کو بھی بلا تنقید قبول نہیں کرتے اور اصول یہی ہے کہ انبیاء کرام یا صحابہ عظام کے بارے میں اگر کسی تاریخی کتاب یا حدیث کی روایت میں کوئی بات ان کی عظمت شان کے خلاف ہو تو اس کو رد کر دیا جائیگا۔ کیونکہ انبیاء کی عصمت اور صحابہ کرام کی عظمت وحی الہی یعنی قرآن و احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ تو اس کے مقابلہ میں کسی تاریخی روایت کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے ؟

**ستم ظریفی** | حضرت معاویہ کے خلاف اتنا زہرا گلنے کے باوجود بھی مودودی صاحب یہ لکھ رہے ہیں کہ :

”حضرت معاویہ کے حامد و مناتب اپنی جگہ پر ہیں۔ ان کا ثمرت صحابیت بھی واجب الاحترام ہے۔ ان کی یہ خدمت بھی ناقابل انکار ہے کہ انہوں نے پھر سے دنیائے اسلام کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا اور دنیا میں اسلام کے غلبہ

کا دائرہ پہلے سے زیادہ وسیع کر دیا ان پر جو شخص لعن طعن کرتا ہے۔  
 وہ بلاشبہ زیادتی کرتا ہے۔ لیکن ان کے غلط کام کو تو غلط  
 کہنا ہی ہو گا۔ اسے صحیح کہنے کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم اپنے  
 صحیح و غلط کے معیار کو خطرے میں ڈال رہے ہیں۔“

(خلافت، ملکیت ص ۱۵۲)

خدا جانے مودودی صاحب کو حضرت معاویہؓ کے محامد و مناقب  
 ماننے کی کیا ضرورت پیش آئی ہے کوئی ان سے پوچھے کہ جن حضرت معاویہ  
 کے متعلق آپ یہ لکھ رہے ہیں کہ انہوں نے سیاسی اغراض کے لیے کتاب سنت  
 کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی۔ اور زیادہ جیسے فوجی لیڈر کو اپنا بھائی  
 بنانے کے لیے لغو زبانی اپنے دامد ماجد کی زنا کاری کو ثابت کیا اور حضرت علیؓ  
 پر خطبہ جمعہ میں منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر گالیوں کی بوچھاڑ کرتے رہے  
 وغیرہ۔ تو اب شرف صحابیت کے احترام کا کیا مطلب؟ اور وہ صاحب  
 محامد و مناقب اور دنیا میں اسلام کے غلبے کا دائرہ پہلے سے زیادہ وسیع  
 کرنے والے کیسے بن گئے؟ کیا یہ تقیہ بازی کی بدترین مثال نہیں ہے؟  
 اگر یہ کہا جائے کہ مودودی صاحب ایک داعی حق ہیں۔ اسلامی نظام کے  
 لیے ان کی جدوجہد ناقابل انکار ہے۔ دلائل و براہین سے اسلام کی حقانیت  
 کا نقشہ قوم کے دل و دماغ میں بٹھایا ہے۔ لیکن ان کی غلطی یہ ہے کہ وہ  
 سیاسی اغراض کے لیے کتاب و سنت کے صریح احکام کی خلاف ورزی کرتے  
 ہیں۔ اور اپنے کارکنوں اور عہدیداروں کو ظلم و ستم کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے کسی

سے کوئی مواخذہ نہیں کرتے تو اگر ایسی تعریف وہ اپنے اور اپنی جماعت کے حق میں قبول کر لیں تو یہ مان لیا جائے گا کہ وہ دل سے حضرت معاویہؓ کی مدح کر رہے ہیں ورنہ اس کو محض ایک سیاسی چلی پر مبنی قرار دیا جائے گا۔

**حضرت عمرو بن العاص** | فاتح مصر، عمن اُمت حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایک ممتاز صحابی ہیں۔ لیکن

مودودی صاحب نے ان کو بھی معاف نہیں کیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ :-

”حضرت عمرو بن العاص حقیقتاً بڑے مرتبے کے بزرگ ہیں۔

اور انہوں نے اسلام کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ البتہ

ان سے یہ دو کام ایسے مرزد ہو گئے ہیں جنہیں غلط کہنے کے

سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔“

**حضرت علی مرتضیٰ** | شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی

شان عظمت اور ان کے فضائل و مناقب کا

انکار وہی شخص کر سکتا ہے جو کتاب و سنت پر اتماد نہ رکھے۔ جو مودودی صاحب

نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہر طرح پر تائید کی ہے۔ اور ان کے خلاف

وارد شدہ شبہات کا ازالہ کرنے کی کوشش کی ہے اور ایسا کہ ناجہی چاہیے

لیکن آخر کار وہ اپنے تنقیدی ذہن سے مغلوب ہو کر حضرت علیؓ پر تجبی تنقیدی

نشر چلانے سے باز نہ رہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ :

”حضرت علیؓ نے اس پورے فتنے کے زلزلے میں جس طرح کام

کیا وہ ٹھیک ٹھیک ایک خلیفہ راشد کے شایان شان تھا البتہ

ایک چیز ایسی ہے جس کی مدافعت میں مشکل ہی سے کوئی بات کہی جاسکتی ہے۔ وہ یہ کہ جنگِ مجملہ کے بعد انہوں نے تائیلین عثمان کے بارے میں اپنا رویہ بدل دیا۔ جنگِ مجملہ تک وہ ان لوگوں سے بیزار تھے۔ بادلِ ناخواستہ ان کو برداشت کر رہے تھے۔ اور ان پر گرفت کرنے کے لیے موقع کے منتظر تھے۔

..... پھر جنگ سے عین پہلے جو گفتگو ان کے اور حضرت طلحہ و زبیر کے درمیان ہوئی۔ اس میں حضرت طلحہ نے ان پر الزام لگایا کہ آپ خونِ عثمانؓ کے ذمہ دار ہیں اور انہوں نے جواب میں فرمایا لَعَنَ اللّٰهُ قَتْلَةَ عِثْمَانَ رَعِثًا اِنَّهُ كَانَ قَاتِلًا پر خدا کی لعنت (لیکن اس کے بعد بتدییح وہ لوگ ان کے ہاں تقرب حاصل کرتے گئے۔ جو حضرت عثمانؓ کے خلاف شورش برپا کرنے اور بالآخر انہیں شہید کرنے کے ذمہ دار تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے مالک بن حارث الاشتر اور محمد بن ابی بکر کو گورنری تک کے عہدے سے بیٹھے درنہما کیا۔ قتلِ عثمانؓ میں ان دونوں صاحبوں کا جو حصہ تھا وہ سب کو معلوم ہے۔ حضرت علیؓ کے پورے زمانہ خلافت میں ہم کو صرف یہی ایک کام ایسا نظر آتا ہے جس کو غلط کہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔“

(۱۳۶)

(تبصرہ) مودودی صاحب نے حضرت علیؓ کا کرم اللہ وجہہ کے جس کام

پرتیبہ کی ہے کہ آپ نے قاتلین عثمانؓ اور ان کے حامیوں کو بتدریج اپنے قریب کر لیا۔ حتیٰ کہ مالک بن اشتر نخعی اور محمد بن ابی بکر گورزری تک کے عہدے بیہیئے۔ بظاہر یہ معمولی غلطی نہیں ہے کیونکہ جن صحابہ کرام نے حضرت علیؓ سے اختلاف کیا تھا حتیٰ کہ جنگ تک نہایت پختی۔ اس کا مبنی بھی یہی تھا

کہ فریق ثانی قاتلین حضرت عثمانؓ کے قصاص (بدلہ) کا مطالبہ کرتے تھے اور حضرت علیؓ حالات کی نزاکت کے پیش نظر قصاص لینے میں تاخیر فرما رہے تھے۔ اب مودودی صاحب ہی فرمائیں کہ استحکام کے بعد جب حضرت نے بجائے قصاص کے (جس کا وعدہ بھی فرماتے رہے) اٹمان کو گورنر تک بنا دیا۔ تو اس سے تو فریق ثانی کا موقف بظاہر صحیح ثابت ہو جاتا ہے۔ کیا خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ کا قتل کوئی معمولی سانحہ تھا کہ ان کے جانشین، خلیفہ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ بجائے قاتلین سے قصاص لینے کے اٹمان کو ملک میں خاص اقتدار پر فائز کر رہے ہیں ایسے اُموی تو خارجی ذہنیت کی تعزیت کا باعث بنے۔

**مسکب حق** | خارجی اور رافضی دونوں صحابہ کرام کے مشاجرات (یعنی باہمی جھگڑوں) کے سلسلہ میں راہِ حق سے ہٹ گئے ہیں۔ حقیقت کو صرف اہل السنۃ الجماعت نے بغضِ تعالیٰ سمجھا ہے وہ اس جنگ و جدال کی ظاہری سطح کے پیش نظر فیصلہ

نہیں کرتے بلکہ فریقین کے مقام کے پیش نظر ان کا فیصلہ یہ ہے کہ چونکہ دونوں طرف صحابہ کرام کی جماعت تھی اور بالخصوص اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بھی جنگ جمل میں حضرت علیؓ کے مقابلہ میں تھیں اور اصحاب رسولؐ اور ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاص و تقویٰ میں چونکہ کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے ان اختلافات و نزاعات کو اجنباد پر محمول کیا جائے گا۔ فریقین نے جو کیا اس کا منشا دین و اخلاص تھا نہ کہ نفسانیت و جاہ طلبی۔ درنہ حضرت علیؓ کا قاتلین عثمانؓ کے بارے میں مذکورہ طرز عمل ایسا ہے کہ اگر شیر خدا کے عظمت و مقام کا لحاظ نہ کیا جائے تو بظاہر یہ سنگین معاملہ نظر آتا ہے اس لیے خود مودودی صاحب بھی مدافعت نہیں کر سکے البتہ یہ صحیح ہے کہ حضرت علیؓ غنی پر تھے اور حضرت معاویہؓ سے اجنبادی خطا ہو گئی (رضی اللہ عنہم)۔

**اُمّات المؤمنین** | قرآن مجید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیویوں (ازواج مطہرات) کو مؤمنین کی مائیں فرمایا ہے۔ **وَازْوَاجُهُ اُمَّهَاتُهُمْ** (سورہ احزاب) اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تو ان میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ آپ نہ صرف عالمہ بلکہ مجتہدہ بھی ہیں۔ لیکن مودودی صاحب نے اپنی اور ساری اُمت مسلمہ کی ماں کو بھی معاف نہیں کیا۔ چنانچہ آیت **اَنْ تَتُوبَا اِلَيْهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا**

کے تحت ایک روایت کی تشریح کرتے ہوئے اُہماٹُ المؤمنین حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

”نبی کریم ﷺ کے مقابلے میں کچھ زیادہ‘  
جری ہو گئی تھیں اور حضورؐ سے زبان درازی کرنے لگی تھیں الخ“

منقول از ترجمان اسلام لاہور ۱۵ دسمبر ۱۹۶۷ء بحوالہ

ایشیا لاہور مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۶۷ء

فرمائیے! اللہ تعالیٰ تو بحیثیت پروردگار ہونے کے تحت الفاظ میں تنبیہ کا حق رکھتے ہیں اور نبی کریم ﷺ بحیثیت نبی اور بحیثیت خاوند ہونے کے اپنی مقدس بیویوں پر گرفت کر سکتے ہیں۔ لیکن ابوالاعلیٰ صاحب کا کیا حق ہے کہ وہ محبوب خدا ﷺ کی پاک بیویوں اور تمام مومن اُمت کی ماؤں کے ہاسے میں جری ہونے اور زبان دراز ہونے کے الفاظ استعمال کریں۔ اگر مودودی صاحب ایسے الفاظ کو ازواجِ مطہرات کے لیے توہین کا سبب نہیں سمجھتے تو ان کو سمجھانے کے لیے یہ بات پیش کرتا ہوں کہ مودودی صاحب کے والد مرحوم اگر اپنی زوجہ محترمہ کو اس قسم کے الفاظ سے یاد کریں تو ان کے لیے تو مناسب ہو سکتا ہے لیکن اگر خدا نخواستہ مودودی صاحب ہی یہ کہیں کہ: میری والدہ ماجدہ میرے والد صاحب مرحوم کے سامنے زیادہ جری ہو جاتی تھیں اور زبان درازی کر لیا کرتی تھیں تو کیا اس کو بھی



ابوالاعلیٰ صاحب اور ان کے متعقدین ہر اُشت کریں گے۔ اگر نہیں تو اپنی اور  
ساری اُمت کی ماؤں کے متعلق ان الفاظ میں ان کو کیوں توہین نظر  
نہیں آتی۔

ہے یہ گنبد کی صدا جیسے کہی ویسے سُنی

سید قطب مصری | گذشتہ سال سید قطب مصری کو جواخوان المسلمون  
کا ایک ممتاز لیڈر تھا، حکومت مصر نے موت

کی سزا دی تو مودودی جماعت نے آسمان سر اُٹھا لیا اور یہ عام پریکٹیزہ  
پھیلا کہ ایک مفکر اور محقق اسلام شخصیت پر صدر ناصر نے بڑا ظلم کیا۔  
ہے۔ لیکن پاکستان میں جب سید قطب کی عربی کتاب "العدالة الاجتماعية  
فی الاسلام" کا اردو ترجمہ "اسلام کا نظام عدل" مودودی صاحبان  
نے شائع کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ ان کا یہ مفکر اسلام حضرت عثمان رضی اللہ  
عنه کی خلافت راشدہ کا ہی مفکر تھا چنانچہ سید قطب نے لکھا ہے کہ :

(۱) " لیکن دراصل یہ پہلا حادثہ نہ تھا۔ اس سے بدتر واقعہ

حضرت علی کو تو خور کے ضعیف العمری کے زمانہ میں حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ کا نلیفہ بنایا جانا ہے۔ جس کے نتیجہ میں سلطنت

کی کبجیاں مروان بن حکم کے قبضہ میں چلی گئیں۔ "

اسلام کا نظام عدل ص ۳۳ )

(۲) " مجھے پورا یقین ہے کہ اگر حضرت عمرؓ کا دُر چنہ سال اور

باقی رہ جاتا یا شیخین کے بعد تیسرے خلیفہ حضرت علیؓ ہوتے

بکہ اگر مسند خلافت پر آتے وقت حضرت عثمانؓ کی عمر جتنی تھی اس سے بیس سال کم ہوتی تو بڑی حد تک اسلامی تاریخ کا رخ بدل جاتا، الخ (ایضاً ص ۴۷)

تبصرہ: (۱) یہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھے کہ آپ نے اس بڑھاپے میں حضرت عثمانؓ کو کیوں خلیفہ مان لیا ؟

(ب) سید قطب کا یہ نظریہ قرآن حکیم کی مشہور آیت اختلاف وعدہ اللہ الذین آمنوا منکم وعباؤا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم (سورۃ نور) کے خلاف ہے۔

”اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ وعدہ فرمایا ہے۔

جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے کہ ہر وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا“ الخ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاطمہؓ اعظمہؓ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت اس آیت کے وعدہ کے مطابق تھی لہذا حضرت عثمانؓ کے خلیفہ ہونے کو بدتر واقعہ قرار دینا دراصل اس آیت خداوندی کی مخالفت کرنا ہے۔ کیا یہی ہے مودودی جماعت کا مہم جو منکر اسلام اور قرآن دان جو آیت خلافت کو بھی نہیں سمجھ سکتا۔ اَیْسَ سَلَمٌ رَّحْبٌ“

درشیدہ



# مجددین اُمت پر تنقید

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ  
الْاُمَّةِ عَلٰی دَاۡسِ كُلِّ مِاۡةٍ مِّنْ يَّجِدُّ دِيۡنَهَا ۗ (اللہ تعالیٰ  
اس اُمت کے لیے ہر صدی کے سرے پر ایسا شخص بھیجے گا جو اس اُمت کے  
دین کی تجدید کرے گا) اس پیشگوئی کے ماتحت اُمت میں مجددین پیدا ہوتے  
رہے ہیں۔ جنہوں نے اپنے اپنے زمانے میں دین کی تجدید فرمائی بدعت کی  
ظلمت کو مٹایا اور سنت کی روشنی پھیلانی۔ لیکن مودودی صاحب لکھتے ہیں۔  
کہ آج تک کامل مجدد پیدا نہیں ہوا۔

(۱) تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی مجدد  
کامل پیدا نہیں ہوا۔ قریب تھا کہ عمر بن عبدالعزیز اس منصب پر  
فائز ہو جاتے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ ان کے بعد جتنے مجدد پیدا ہوئے  
ان میں سے ہر ایک نے کسی خاص شعبے یا چند شعبوں ہی میں  
کام کیا۔ مجدد کامل کا مقام ابھی تک خالی ہے۔  
(تجدید داحیائے دین چوتھا ایڈیشن ص ۲۱)  
(۲) حضرت امام غزالی کی تنقیص | ”امام غزالی کے تنقیدی کام

میں علمی و فکری حیثیت سے چند نقائص بھی تھے اور دین  
 عنوانات پر تقسیم کیے جاسکتے ہیں۔ ایک قسم ان نقائص  
 کی جو حدیث کے علم میں کمزور ہونے کی وجہ سے ان کے کام  
 میں پیدا ہوئے۔ دوسری قسم ان نقائص کی جو ان کے ذہن  
 پر عقلیات کے غلبہ کی وجہ سے تھے اور تیسری قسم ان نقائص  
 کی جو تصرف کی طرف ضرورت سے زیادہ مائل ہونے کی وجہ  
 سے تھے۔“

(تجدید و احیائے دین چوتھا ایڈیشن ص ۵۴)

”پہلی چیز جو مجھ کو حضرت  
 مجدد الف ثانی کے وقت  
 سے شاد صاحب اور ان

(۳) **مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ**  
**محدث دہلوی کی تنقیص**

کے خلفائے کرام میں کھشکی ہے وہ یہ ہے کہ  
 انہوں نے تصرف کے بارے میں مسلمانوں کی بیماری کا  
 پورا اندازہ نہیں لگایا۔ اور ان کو پھر وہی غذا دے دی جس  
 سے مکمل پرہیز کرانے کی ضرورت تھی۔“ (ایضاً ص ۵۴)  
 (۴) نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت امام غزالی، حضرت مجدد الف ثانی  
 اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نینوں تجدید امت کی پوری صلاحیت  
 سنبھال رکھے تھے۔ تو پھر مجدد کیسے ہوئے ؟  
**تصرف خلافت** (۴) اسی طرح یہ قالب بھی مباح بننے کے

باہ جو داس بنا پر قطعی چھوڑ دینے کے قابل ہو گیا ہے کہ اس کے لباس میں مسلمانوں کو افیون کا جبکہ لگایا گیا ہے اور اور اس کے قریب جاتے ہی ان مزمن مریضوں کو پھر وہی چنیا بگیم یاد آ جاتی ہے۔ جو صدیوں ان کو تھپک تھپک کر سلاتی رہی ہے۔ بیعت کا معاملہ پیش آنے کے بعد کچھ دیر نہیں گزرتی کہ مریدوں میں وہ ذہنیت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے جو مریدی کے ساتھ مختص ہو چکی ہے۔“  
(ایضاً ص ۷۷)

(۴) اگر شخصی طور پر بعض لوگ تصوف و بیعت کے معاملہ میں غلطیاں کریں تو ان کی اصلاح کی جائے گی۔ نہ یہ کہ بیعت و تصوف کے اس سلسلہ کو چھوڑ دیا جائے گا۔ جو مجددین اُمت نے اختیار کیا۔ اگر اسلام کے نام پر بعض لوگ غلطیاں کریں تو کیا اسلام کے قالب کو چھوڑ دیا جائے گا۔

(۵) ”مسلمانوں کے اس مرض سے نہ حضرت مجدد صاحب ناواقف تھے نہ شاہ صاحب۔ دونوں کے کلام میں اس پر تنقید موجود ہے۔ مگر غالباً اس مرض کی شدت کا انہیں پورا اندازہ نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں بندگانِ خزان بیماروں کو پھر وہی خناری۔ جو اس مرض میں مہلک ثابت ہو چکی تھی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ دونوں کا حلقہ

پھر اسی پرانے مرض سے متاثر ہوتا چلا گیا۔“

(تجدید و احیائے دین طبع پنجم ۱۳۲ مطبوعہ ۳۰ نومبر ۱۳۲۷ء)  
 (۶) (۱) اب شاہ ولی اللہ صاحب اور مجدد سرہندی رحمہ اللہ کے عنوں  
 کہ لیجئے ہیں اس لحاظ سے بہت بدنام ہوں کہ اکابر ملت  
 کو معصوم نہیں مانتا اور ان کے صحیح کو صحیح کہنے کے ساتھ ان کے  
غلط کو غلط کہہ رہا ہوں ڈرتا ہوں کہ اس معاملہ میں کچھ  
 صاف کہوں گا تو میری قرارداد جرم میں ایک جرمومہ کا اور اضافہ  
 ہو جائے گا۔ لیکن آدمی کو دنیا کے خوف سے بڑھ کر خدا کا خوف  
 ہونا چاہیئے اس لیے خواہ کوئی کچھ کہا کرے میں تو یہ کہنے میں  
 باز نہیں رہ سکتا کہ ان دونوں بزرگوں کا اپنے مجدد ہونے کی  
 خود تصریح کرنا اور بار بار کشف و الہام کے حوالہ سے اپنی باتوں  
 کو پیش کرنا ان کے چند غلط کاموں میں سے ایک ہے۔ اور ان  
 کی یہی غلطیاں ہیں جنہوں نے بعد کے بہت سے کم ظرفوں کو طرح  
 طرح کے دعوے کرنے اور امت میں نت نئے فتنے اٹھانے  
 کی جرأت دلائی..... اپنے لیے خود القاب و خطابات  
 تجویز کرنا اور دعووں کے ساتھ انہیں بیان کرنا اور اپنے مقامات  
 کا ذکر زبان پر لانا کوئی اچھا کام نہیں ہے۔“

(ایضاً ص ۱۶۱)

(ب) ”حضرت مجدد صاحب کی وفات پر کچھ زیادہ دن نہ گزرے تھے

کہ ان کے حلقہ کے لوگوں نے ان کو قیوم اول کا اور ان کے  
خلفاء کو قیوم ثانی کا خطاب عطا کر دیا۔ (ایضاً)

(ت) فرمایے مودودی صاحب نے کس طرح ان دونوں ممتاز  
مجددین کو مجروح کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیا الہام خداوندی کی بنا پر کسی  
بات کا اظہار کرنا جب کہ ریا مقصود نہ ہو شرعاً مذموم ہے۔ جبکہ وہ بزرگ  
مقام مجددیت پر فائز ہو چکے ہیں۔

اگر آپ کی نظر میں وہ ایسے ہی ہیں تو ان کو مجدد آپ کیوں مانتے

ہیں ؟

(ب) اگر حضرت مجدد اور ان کے خلفاء کو قیوم کہا گیا تو مودودی صاحب  
کے سیاسی خلفاء کو قیوم جماعت کہا جاتا ہے۔ قیوم اور قیوم میں کیا فرق ہے ؟

مولانا سید احمد شہید اور  
(۷) مولانا شاہ اسماعیل شہید پر تنقید  
”اگرچہ مولانا اسماعیل شہید  
رحمۃ اللہ علیہ نے اس  
حقیقت کو اچھی طرح

سمجھ کر ٹھیک وہی ردش اختیار کی۔ جو ابن تیمیہ  
نے کی تھی۔ لیکن شاہ ولی اللہ صاحب کے لٹریچر میں  
تو یہ سامان موجود ہی تھا جس کا پھر اثر شاہ اسماعیل شہید  
کی تحریروں میں باقی رہا اور پری مریدی کا سلسلہ سید صاحب  
کی تحریک میں چل رہا تھا۔ اس لیے مرض صوفیت کے جرائم  
سے یہ تحریک پاک نہ رہ سکی۔“ (ایضاً)

(ت) خدا جانے مودودی صاحب کو حضرت مجددین کے تصوف سے اتنی کیوں چڑھے کہ بار بار تصوف کے جراثیم کے اعصاب لکھتے ہیں

مودودی صاحب کی اپنی پاک دمنی | قلم سے انبیاء صحابہ

مجددین اُمت کے نقائص و عیوب آپ کو معلوم ہوئے۔ اب آپ یہ ملاحظہ فرمائیں کہ مودودی صاحب خود کس مقام پر ہیں۔ لاہور میں منعقدہ جماعت اسلامی کی کل پاکستان چار روزہ کانفرنس (۲۵ تا ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۳ء) میں مودودی صاحب نے اپنی جماعت کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا :

”میں اپنے سب مخلص بھائیوں کو اطمینان دلانا ہوں کہ اللہ کے فضل سے مجھے کسی مداخلت کی حاجت نہیں ہے۔ میں کہیں خلا میں سے یکایک نہیں آگیا ہوں۔ اس سرزمین میں مائلا سال سے کام کر رہا ہوں۔ میرے کام سے لاکھوں آدمی ہلہ و مست و دھن ہیں۔ میری تحریریں صرف اکی ملک میں نہیں دنیا کے ایک اچھے خاصے حصے میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور میرے رب کی مجھ پر یہ عنایت ہے کہ اس نے میرے دامن کو داخلوں سے محفوظ رکھا ہے۔“ الخ

روزنامہ مشرق لاہور ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۳ء

یہ تقریر مودودی جماعت نے ٹریکٹ کی شکل میں بھی شائع کی ہے :



(د) اس بلند باغک دعویٰ پر صرف یہی شہر لکھنا کافی ہے۔

آئی نہ بڑھا پا کئی دلائل کی حکایت  
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بسند قبا دیکھ

مؤودی صاحب کا علمی پندار | (۱) میں اپنا دین معلوم کر لے  
کے لیے چھوٹے یا بڑے علماء

کی طرف دیکھنے کا عتاج نہیں ہوں بلکہ خود خدا کی کتاب اور اس کے  
رسول کی سنت سے یہ معلوم کر سکتا ہوں کہ دین کے اصول کیا ہیں ؟  
اور یہ بھی تحقیق کر سکتا ہوں کہ اس ملک میں جو لوگ دین کے  
علیوار سمجھے جاتے ہیں وہ کسی خاص مسئلہ میں صحیح مسلک  
اختیار کر رہے ہیں یا غلط۔ اس لیے میں اپنی جگہ پر مجبور  
ہوں کہ جو کچھ قرآن و سنت سے حق پاؤں اسے حق سمجھوں  
بھی اور اس کا اظہار بھی کر دوں۔“

(رونداد اجتماع جماعت اسلامی الہ آباد صفحہ ۳۳)

ترجمان القرآن مئی ۱۹۷۷ء

(ب) میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کے بجائے  
ہمیشہ قرآن اور سنت ہی سے سمجھنے کی کوشش کی ہے اس  
لیے میں سمجھی یہ معلوم کرنے کے لیے کہ خدا کا دین مجھ سے اور  
ہر مومن سے کیا چاہتا ہے۔ یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا کہ  
فلاں اور فلاں بزرگ کیا کہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں۔ بلکہ صرف

یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ قرآن کیا کہتا ہے اور رسولؐ نے کیا کہا؟

(ترجمان القرآن مارچ تا جون ۱۹۷۵ء)

روئید الجمیع جماعت اسلامی حصہ سوم (۲۷)

(ت) بے شک دین کی بنیاد قرآن و حدیث پر ہی ہے لیکن کتاب سنت کے سمجھنے میں ہی انسان کو ٹھوکرا لگتی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور چوہدری غلام احمد پرہیز نے بھی کتاب سنت کے سمجھنے میں ٹھوکرا کھائی۔ بورعقاٹ کفریہ کے ترجمان بنے۔ اگر مودودی صاحب بھی چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں سے ماضی یا حال کے کسی عالم و مجتہد سے دین سمجھنے کے محتاج نہیں ہیں تو ان کا یقیناً یہ نظریہ ہے کہ پوری اُمت مسلمہ میں کسی نے بھی دین کو صحیح طور پر نہیں سمجھا اگر ایسا ہے تو پھر مودودی صاحب کی فہم و بصیرت پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے؟ اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ نعوذ باللہ جب اسلام کو آج تک کسی نے بھی پوری طرح نہیں سمجھا۔ تو ایسا ناقابل فہم دین کس لیے نازل ہوا؟

مودودی مسک | ”میں نہ مسک اہل حدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ خفیست یا شافعیت ہی کا پابند ہوں۔“ (رسائل و مسائل حصہ اول ۲۳۵)

کیا جماعت اسلامی معیارِ حق ہے | مودودی صاحب نے ایک مخصوص

اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا :

”اس موقع پر ایک بات نہایت صفائی کے ساتھ کہہ دینا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اس قسم کی ایک دعوت کہ جیسی ہماری یہ دعوت ہے کسی مسلمان قوم کے اندر اٹھنا اس کو ایک بڑی آزمائش میں ڈال دیتا ہے جب تک حق کے بعض منتشر اجزاء باطل کی آمیزش کے ساتھ سامنے آتے رہتے ہیں۔ ایک مسلمان قوم کے لیے ان کو قبول نہ کرنے اور ان کا ساتھ نہ دینے کا ایک معقولی سبب موجود رہتا ہے۔ اور اس کا عذر مقبول ہونا بہت ہی مگر جب پورا حق بالکل بے نقاب ہو کر اپنی خالص صورت ..... میں سامنے رکھ دیا جائے اور اس کی طرف اسلام کا دعویٰ رکھنے والی قوم کو دعوت دی جائے تو اس کے لیے ناگزیر ہو جاتا ہے کہ یا تو اس کا ساتھ دے۔ اور اس خدمت کو سرانجام دینے کے لیے اٹھ کھڑی ہو جو امت مسلمہ کی پیدائش کی اصلی غرض ہے۔ یا پھر اس کو رد کر کے دیسی یوزلین اختیار کرے جو اس سے پہلے یہودی قوم اختیار کر چکی ہے۔ ایسی صورت میں ان دورا ہوں کے سوا کسی تیسری راہ کی گنجائش اس قوم کے لیے باقی نہیں رہتی ..... غیر مسلم قوم کا معاملہ اس سے

مختلف ہے۔ لیکن مسلمان اگر حق سے منہ موڑیں اور اپنے مقصد کی طرف مترج دعوت کو سُن کر اُلٹے پھر جائیں تو یہ وہ جرم ہے جس پر خدا کسی نبی کی اُمت کو معاف نہیں کرتا۔ اب چونکہ یہ دعوت ہندوستان میں اُٹھ چکی ہے۔ اس لیے کم از کم ہندی مسلمانوں کے لیے تو آزمائش کا وہ خوندناک لمحہ آ ہی گیا ہے۔ دوسرے مالک کے مسلمان تو ہم ان تک اپنی دعوت پہنچانے کی تیاری کر رہے ہیں اگر ہمیں اس کو شمش میں کامیابی ہو گئی تو جہاں جہاں یہ پہنچے گی وہاں کے مسلمان بھی اسی آزمائش میں پڑ جائیں گے۔“

- (ر) دُعا و جماعت اسلامی حصہ دوم ص ۱۳ )
- (ت) یہاں مودودی صاحب نے واضح طور پر اعلان کر دیا ہے کہ جو اُن کی جماعت کی دعوت کو قبول نہیں کریں گے ان کی پوزیشن دہی ہے جو یہودی قوم کی تھی۔
- (ب) جماعت اسلامی کی دعوت کو قبول نہ کرنا وہ جرم ہے۔ جس پر خدا کسی نبی کی اُمت کو معاف نہیں کرتا۔
- (ج) جس ملک میں بھی یہ دعوت پہنچے گی وہاں کے مسلمانوں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ اب اندازہ فرمائیں کہ مودودی صاحب اپنی جماعت کو کیا مقام دے رہے ہیں۔ کیا ایسی صورت

میں جماعت اسلامی اُمت کے لیے معیار حق نہیں بن جاتی ؟  
 مرزا غلام احمد قادیانی نے اگر اپنی خانہ ساز نبوت کو تسلیم  
 نہ کرنے والوں کو عذاب خداوندی کی خمر دی ۔ تو کیا مودودی صاحب  
 خود ساختہ جماعت اسلامی کے قبول نہ کرنے والوں کو اللہ کے  
 عذاب سے خبردار نہیں کر رہے ۔ فرمائیے ! نتیجہ و انجام کے لحاظ  
 سے قادیانی اور مودودی دعوت میں کیا فرق ہے ؟



# مودودی مسائل و احکام

مودودی صاحب کے عقائد و نظریات آپ پڑھ چکے ہیں۔ اب مودودی مسائل بھی ملاحظہ فرمائیں ۱۔

(۱) اضطراری حالت میں متعہ جائز ہے | سورۃ المؤمن کی مودودی صاحب

پہلی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ۱

”دوم یہ کہ متعہ کو مطلقاً حرام قرار دینے یا مطلقاً مباح ٹھہرانے میں سیفیوں اور شیعوں کے درمیان جو اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس میں بحث و مناظرہ نے بے حاشیت پیدا کر دی ہے۔ ورنہ امر حق معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں ہے انسان کو بسا اوقات ایسے حالات سے سابقہ پیش آجاتا ہے جن میں نکاح ممکن نہیں ہوتا۔ اور وہ زنا یا متعہ میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ایسے حالات میں زنا کی بہ نسبت متعہ کر لینا بہتر ہے۔ مثلاً فرض کیجئے کہ ایک جہاز سمندر میں ٹوٹ جاتا ہے اور ایک مودود عورت

کسی تختہ پر جتے ہوئے ایک ایسے سنان جزیرے میں جا پہنچتے ہیں جہاں کوئی آبادی موجود نہ ہو۔ وہ ایک ساتھ ہنسنے پر بھی مجبور ہیں اور شرعی شرائط کے مطابق ان کے درمیان نکاح بھی ممکن نہیں ہے۔ ایسی حالت میں ان کے لیے اس کے سوا چارہ نہیں کہ باہم خود ہی ایجاب و قبول کر کے عارضی نکاح کر لیں۔ جب تک وہ آبادی میں نہ پہنچ جائیں یا آبادی ان تک پہنچ جائے۔ کم و بیش ایسی ہی اضطراری صورتیں اور بھی ہو سکتی ہیں۔ متعہ اسی قسم کی اضطراری حالتوں کے لیے ہے۔“ (ترجمان القرآن اگست ۱۹۵۷ء)

(د) مودودی صاحب نے اضطراری حالت میں متعہ کو جائز قرار دے کر اس فسق و فجور کے ننانے میں زنا کا دروازہ کھول دیا ہے اور تعجب یہ ہے کہ اس متعہ کو وہ عارضی نکاح بھی کہہ رہے ہیں۔ کیا شریعت میں بلاگوں کے بھی نکاح کی کوئی صورت پائی جاتی ہے؟ مودودی صاحب کے تعبیر کردہ متعہ اور دنیا میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ تو کچھ ثعلبیت میں بھی صراح نہیں قرار دی گئی ابتداءً اسلام میں جس صحت کو حرام قرار نہیں دیا گیا تھا وہ اصل نکاح وقت تھا جس کو ابھی جوتے تھے۔ اور ایجاب و قبول بھی۔ اس میں نکاح کی مدت بھی مقرر کی جاتی رہتی۔ اس کو زمانہ جاہلیت میں متعہ سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ جو بعد میں شرعاً حرام قرار دے دیا گیا۔ اور حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے دورِ خلافت میں اعلان کیا۔ کہ جو اس متعہ کا ارتکاب کرے۔ اس کو زنا

ہی کی سزا دی جائے گی۔

نوٹس : علماء کرام کے اعتراض پر مودودی صاحب نے ترجمان القرآن ۱۵ نومبر ۱۹۵۷ء میں جو جواب لکھا وہ مذکر گناہ بدتر از گناہ ہے۔ ہاں یہ تاویل کی کہ میں نے یہ شیعوں کی اصلاح کے لیے لکھا تھا حالانکہ آپ نے ”دورنہ امر حق معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں“ کے الفاظ سے یہ مسئلہ بطور اپنی تحقیق کے لکھا تھا۔ کاش کہ مودودی صاحب مراحتاً اپنی غلطی مان لیتے۔

(۲) مسنون دارطھی کا انکار | ایک سائل کے جواب میں مودودی صاحب لکھتے ہیں :

”میں اسوہ اور سنت اور بدعت وغیرہ اصطلاحات کے ان مفہومات کو غلط بلکہ دین میں تحریف کا موجب سمجھتا ہوں۔ جو بالعموم آپ حضرات کے ہاں رائج ہیں۔ آپ کا یہ خیال کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جتنی بڑی دارطھی رکھتے تھے۔ اتنی ہی بڑی دارطھی رکھنا سنت رسول یا اسوہ رسول ہے۔ یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عادات رسول کو بعینہ سنت سمجھتے ہیں جس کے جاری اور قائم کرنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام مسبوث کیے جاتے رہے ہیں۔ مگر میرے نزدیک صرف یہی نہیں کہ یہ سنت کی صحیح تعریف نہیں ہے بلکہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں



کہ اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا اور پھر ان کے اتباع پر زور دینا ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریف دین ہے۔ جس سے نہایت بُرے نتائج پہلے بھی ظاہر ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ظاہر ہونے کا خطرہ ہے۔“

رسائل و مسائل حصہ اول صفحہ ۳۰۸، ۳۰۹ (طبع دوم)  
 رفت، یہاں مورودی صاحب ڈاڑھی کو عادتِ رسولؐ میں شمار کرتے ہیں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی بڑھانے کو انبیاء کی سنتوں میں شمار کیا ہے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے :  
 عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشر من افطمة قص الشارب واعفاء الحجیة والسواک (مسلم - ابوداؤد)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس چیزیں فطرت میں سے ہیں۔ مونچھوں کا کترانا اور ڈاڑھی کا بڑھانا اور مسواک کرنا اور مونٹے زیرات وغیرہ۔۔۔  
 امام نووی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں : معناه  
 انها من سنن الانبیاء صلوٰۃ اللہ وسلام علیہم۔ اس کا  
 معنی یہ ہے کہ یہ دس چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنتوں میں  
 سے ہیں۔

رب، تمام مجتہدین و فقہائے اُمت نے ایک مشت ڈاڑھی کو سنت قرار دیا۔ لیکن ابوالاعلیٰ مودودی صاحب اس کے سنت سمجھنے کو ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریمِ دین قرار دے رہے ہیں۔ اب اندازہ فرمائیں کہ مودودی صاحب کے اس بے باکانہ فتوے کی زد کہاں پڑتی ہے۔ کیا مودودی صاحب یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ میں سے کسی ایک نے ایک مشت سے کم ڈاڑھی رکھی ہے ؟ اگر ڈاڑھی رکھنا محض خاص عادت بنوی یا ملکی رواج کے تحت ہوتا تو پھر آنحضرت ﷺ عیدِ مسلم صحابہ کو کیوں یہ حکم دیتے کہ قُصُّوا الشُّوَابِ وَاغْضُوا الْيُفُفَ (المحذیث) ر مونچھیں کتراؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ اَعْفَاءُ الْحَمِيَّةِ تالیف فرمایا ہے۔ جس کے مطالعہ سے مودودی صاحب کے فتویٰ کی قطعاً کھل جاتی ہے۔

(۳) حکمِ خلع میں عورت کی آزادی | شریعت نے طلاق کا اختیار مرد کو دیا ہے

البتہ مجبوری کی حالت میں عورت خلع کر سکتی ہے لیکن مودودی صاحب اس میں اتنی آزادی دیتے ہیں کہ :

”خلع کے مسئلہ میں دراصل یہ سوال قاضی کے لئے متبعِ طلب ہی نہیں کہ عورت آیا جائزِ ضرورت کی بناء پر

طالبِ خلع ہے یا محض نفسانی خواہشات کے لئے میلہ بھگی  
چاہتی ہے۔“

(حقوق الزوجین طبع چہارم مکہ)  
امت، مودودی صاحب نے یہاں عورت کو غیر مشروط طہ پر خلع کی  
آزادی دے کر زوجین کی خانگی زندگی کو بڑی مشکل میں ڈال دیا ہے اس  
دورِ فتن میں عورت کو اتنی آزادی دینا اسلامی معاشرہ کو تباہ کرنے  
کے مترادف ہے کہ جب چاہے درخواست دے کہ عدالت سے خلاصی  
حاصل کر لے اور قاضی یا جج کو اس کی وجہ پوچھنے کا بھی حق حاصل نہ ہو۔  
جو چاہے آپ کا حرم کدھر لے جائے

۷ قیامت کے روز حق تعالیٰ  
(۴) فقہائے اسلام کی توہین | کے سامنے ان گنہ گاروں کے

ساتھ ساتھ ان کے دینی پیشوا بھی پکڑے ہوئے آئیں گے۔  
اور اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ کیا تم نے تم کو علم و عقل  
سے اس لئے سرفراز کیا تھا کہ تم اس سے کام نہ لو۔ کیا  
ہماری کتاب اور ہمارے نبی کی سنت تمہارے پاس اس  
لیے تھی کہ تم اس کو بے بیٹھے رہو۔ اور مسلمان گمراہی میں  
مبتلا رہتے ہیں ہم نے اپنے دین کو ٹیسرنا یا تھا۔ تم کو کیا حق  
تھا کہ اسے ٹیسرنا دو۔ ہم نے قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
کی پیروی کا حکم دیا تھا۔ تم پر یہ کس نے فرض کیا کہ ان دونوں

سے بڑھ کر اپنے اسلاف کی پیروی کرو۔ ہم نے ہر شکل کا علاج قرآن میں رکھا تھا۔ تم سے یہ کس نے کہا کہ قرآن کو ہاتھ نہ لگاؤ اور اپنے لئے انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو کافی سمجھو۔ اسس یازیرس کے جواب میں امید نہیں کہ کسی عالم دین کو کنز الدقائق اور ہدایہ اور عالمگیری کے مصنفین کے دامنوں میں پناہ مل سکے گی۔ البتہ جلاء کو یہ جواب دی کرنے کا یہ موقع ضرور مل جائے گا کہ رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا حَادِثَنَا وَكُبرَاءَنَا فَأَصْلَحْنَا السَّبِيلَ رَبَّنَا إِنَّا لَبِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنَاهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا

حقوق الزوجین ص ۹۵ باب قصاص شرعی کے متعلق چاند اصولی مباحث۔

ایضاً ترجمان القرآن جلد ۱۱، ص ۳۱۱ طبع چارم، (۱) یہاں تو مودودی صاحب نے فقہائے امت کے خلاف اپنے نبض کا پورا پورا مظاہرہ کر دیا۔ اور آخر میں جو ایت اکابر دین پر چسپاں کی ہے وہ کفار و مشرکین کے حق میں ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب دوزخی جہنم میں جائیں گے تو اپنے بڑوں سے بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے کہیں گے کہ ”اے ہمارے پروردگار تو ان کو دگنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت بھیج۔“ استغفر اللہ! استغفر اللہ!

مودودی صاحب نے کنز الدقائق۔ ہدایہ اور عالمگیری کے مصنفین

کو بڑے بڑے کرشن کھار و مشرکین کی صف میں کھڑا کر دیا۔ حالانکہ کنز الدقائق اور ہدایہ فقہ حنفی کی وہ مقبول کتابیں ہیں جو صدیوں سے اسلامی مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں دارالعلوم دیوبند کے نصاب میں بھی ہدایہ تشریف فقہ حنفی کی ادنیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیری تو وہ مجموعہ ہے جو غازی اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے حکم سے چالیس بڑے بڑے علماء نے مرتب کیا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی وغیرہ اکابر اُمت نے بھی یہی کتابیں پڑھیں۔ اور انہیں کی بنا پر فتوے دیتے رہے۔ لیکن اندازہ فرمائیں کہ اس قسم کی مشہور و مقبول کتابوں کے مقبول مصنفین کے بارے میں ابوالاعلیٰ مودودی کیا لکھ رہے ہیں۔ اب بھی کوئی مودودی مذہب کو نہ سمجھے تو پھر اس کو خدا ہی سمجھ دے۔

## ۵۔ تقلید گناہ سے بھی شدید تر ہے | ”میرے نزدیک صاحب علم آدمی“

کے لئے تقلید ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی کچھ شدید تر چیز ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ اپنی تحقیق کی بنا پر کسی ایک سکول کے طریقے اور اصول کی اتباع کرنا اور چیز ہے۔ اور تقلید کی قسم کھا بیٹھنا بالکل دوسری چیز اور یہی آخری چیز ہے۔ جسے میں صحیح نہیں سمجھتا۔“  
(رسائل و مسائل حصہ اول ص ۲۴۴ طبع دوم)

رعت، یہاں مودودی صاحب نے کسی صاحب علم کے لئے  
 تقلید کو گناہ سے بھی شدید تر چیز کہا ہے۔ اور گناہ سے شدید تر  
 چیز تو کفر و شرک ہی ہے۔ تو کیا ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ  
 امام مالکؒ امام احمد بن حنبلؒ کے متقلدین میں جو علماء ہوئے ہیں۔ وہ  
 کفر و شرک کا ارتکاب کرتے رہے۔ مودودی صاحب کا یہ فتویٰ تو  
 اکابر اُمت کو نعوذ باللہ کفر کے دائرے میں کھینچ لیتا ہے۔ چنانچہ امام  
 ربانی حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے  
 خاندان کے تمام اکابر علماء حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث  
 دہلوی وغیرہ سب نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کی  
 ہے۔ اور محبوب سبحانی حضرت شیخ عہد القادری جیلانی قدس سرہ باوجود علم  
 و ولایت میں اسناد درجہ پلنے کے فقہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے  
 مقلد ہوئے ہیں۔ اسی طرح اس دور میں اکابر علمائے دیوبند قطب اور شاہ  
 حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور بانی دارالعلوم دیوبند حضرت  
 مولانا محمد قاسم صاحب نافو قوی حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب  
 تھانوی شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی اور محدث  
 دران علامہ عصر حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب محدث کشمیری وغیرہ  
 سب امام اعظم ابو حنیفہ کے مقلد ہوئے ہیں کیا یہ سب حضرات اس  
 مودودی فتوے کی زد میں نہیں آجائیں گے۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ تقلید کا  
 مطلب ہے کہ اپنے سے زیادہ علم و بصیرت والے کی تحقیق پر اعتماد کر کے

کسی فقہی مسئلہ کو مان لیا جائے۔ عموماً غیر مجتہد علماء اُمت کے مجتہدین کی تقلید کرتے چلے آ رہے ہیں۔

۶۔ سجدۂ تلاوت بلا وضو جائز ہے | مودودی صاحب  
اپنی تفسیر میں

لکھتے ہیں :-

”اس سجدہ کے لئے جہور انہیں شرائط کے قائل ہیں جو نماز کی شرطیں ہیں۔ یعنی با وضو ہونا۔ قبلہ رخ ہونا اور نماز کی طرح سجدہ میں زمین پر سر رکھنا۔ لیکن جتنی بھی احادیث سجدہ تلاوت کے باب میں ہم کو پہنچی ہیں۔ ان میں کہیں ان شرطوں کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ ان سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آیت سجدہ منکر جو شخص جہاں جس حال میں ہو بھٹک جائے۔ خواہ با وضو ہو یا نہ ہو۔ خواہ استقبال ممکن ہو یا نہ۔ خواہ زمین پر سر رکھنے کا موقع ہو یا نہ۔ سلف میں ایسی بھی شخصیتیں ملتی ہیں جن کا عمل اس طریقہ پر تھا۔“

(تفہیم القرآن جلد دوم سورۃ اعراف ص ۱۱۶)

د) جہور کی تحقیق کے خلاف بلا وضو سجدہ تلاوت کا قنونے دیگر مودودی صاحب نے مسلمانوں کے لئے شریعت کو اور آسان کر دیا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ سجدۂ تلاوت کیا خدا کے آگے نہیں کیا جاتا۔

پھر نماز کے سجدے اور تلاوت کے سجدے میں فرق کیسا؟ اس کی تفصیل بندہ کی کتاب ”تقییدی نظر“ میں ملاحظہ کی جائے جس میں ان روایات کا جواب ہے۔ جن کو مودودی صاحب نے اپنا سہارا بنایا ہے۔

آیت : کُلُوا وَاشْرَبُوا  
حَتَّىٰ تَبْتَغُوا لَكُمْ  
الْحَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ  
الْحَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ  
کے بعد بھی کھانا پینا جائز ہے

الْحَيْطُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْفَجْرِ (پس سورہ بقرہ) کی تفسیر میں مودودی صاحب کہتے ہیں :-

”آج کل لوگ سحری اور افطار کے معاملہ میں شدتِ احتیاط کی بنا پر کچھ بے جا تشدد برتنے لگے ہیں مگر شریعت نے ان دونوں اوقات کی کوئی ایسی حد بندی نہیں کی ہے جس سے چند سیکنڈ یا چند منٹ ادھر ادھر ہو جانے سے آدمی کا روزہ خراب ہو جاتا ہے۔ سحری میں سیاہی شب سے پیدا صبح کا نمودار ہونا اچھی خاصی گنجائش اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک شخص کے لئے یہ بالکل صحیح ہے کہ اگر عین طلوع فجر کے وقت اس کی آنکھ کھلی ہو تو وہ جلدی سے اٹھ کر کچھ کھا پی لے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ ”اگر تم میں سے کوئی شخص سحری کھا رہا ہو اور اذان کی



آواز آجائے تو وہ فوراً چھوڑ نہ دے بلکہ اپنی حاجت بھر  
کھا پی لے۔“ (تفہیم القرآن جلد اول ص ۱۴)

(ن) مودودی صاحب نے یہاں رونے میں بھی آسانی کر دی ہے۔  
کہ طلوع فجر کے بعد بھی آدمی جلدی سے اٹھ کر کچھ کھا پی سکتا ہے۔ ہم  
پوچھتے ہیں کہ طلوع فجر کے بعد کے وقت کو تو دن کہتے ہیں۔ کیا نہ دار  
کے لئے دن میں بھی کچھ کھانا پینا جائز ہے اس کی آپ کے پاس کتاب  
دست سے کوئی دلیل بھی ہے؟ مودودی صاحب نے بعد میں جو حدیث  
لکھی ہے اس کا مطلب فط بکھا ہے۔ کیونکہ جس اذان کے بعد آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے پینے کی اجازت دی تھی اس سے حضرت  
بلال رضی اللہ عنہ کی وہ اذان مراد ہے جو طلوع فجر سے پہلے رات کے حصہ  
میں ہی دی جاتی تھی۔ اور پھر طلوع فجر پر حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم  
اذان دیتے تھے جس کے بعد کھانا پینا ناجائز ہے خواہ چند منٹ کے  
لئے ہی ہو۔ اس مسئلہ کی مفصل بحث بھی ”تنقیدی نظر“ میں ملاحظہ  
فرمائیں۔

۸۔ اسلامی فلم سازی | مصور لاہور نے ”مودودی کا خاص انٹرویو“  
کے عنوان کے تحت لکھا ہے،

”مولانا مودودی نے ایک خصوصی انٹرویو کے دوران  
ارشاد فرمایا کہ فلم سازی خلافت اسلام نہیں ہے بشرطیکہ  
یہ اسلام کی قائم کردہ حدود کے اندر ہو۔“

فلم اور ایکٹریس | مولانا نے ایک اور سوال کے جواب میں بتایا کہ  
 ”کرتی ضروری نہیں کہ عورتوں کو بھی  
 پردہ فلم پر پیش کیا جائے۔ لیکن اگر ان کا پیش کیا جانا  
 ناگزیر ہو تو انہیں اس طور پر پیش کیا جاسکتا ہے کہ  
 اسلامی حدود اس سے متاثر نہ ہوں۔“

(مصور لاہور کیم می سلسلہ)

رفتہ یہ ہیں مودودی صاحب کے ماڈن اسلام کے آزاد نظریات بنجیدہ  
 اور سمجھا رہے ہیں کہ سینما اور فلم نے اسلامی تہذیب و اخلاق کو کتنا  
 نقصان پہنچایا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ فلموں میں خواہ اسلامی واقعات  
 دکھلائے جائیں اس کا پارٹ ادا کرنے والے اور میوٹو ایکٹرز اور  
 ایکٹریس ہی ہوں گی۔ پھر ”پردہ فلم پر ایکٹریسوں کے مناظر کو آپ  
 اسلامی حدود میں کیسے قائم رکھ سکیں گے؟ جو اسلام عورتوں کو پردہ  
 کی تعلیم دیتا ہے اور ان کو اذان اور بلند آواز سے قرآن پڑھنے کی اجازت  
 نہیں دیتا تا کہ غیر محرم ان کی صوت اور آواز کے فتنے سے بچ  
 جائیں وہ اسلام ان کو پردہ فلم پر لانے کی کیونکر اجازت دے سکتا  
 ہے۔ ہاں یہ جہاد بات ہے کہ مودودی صاحب اپنی جماعت اسلامی  
 کے صالحین اور صالحات میں سے ہی ایک جماعت ایکٹروں اور ایکٹریسوں  
 کی تیار کریں جو اسلامی حدود میں فلم سازی کو کامیاب بنا سکیں اور ان  
 کی یہ صانع فلم سازی اشاعت و ترقی اسلام کا ذریعہ بن جائے۔ واللہ العلی

## ۹۔ مودودی نظامِ اسلامی کی حقیقت

نام نہاد جماعتِ اسلامی اپنے امیر ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کو اس دور میں اقامتِ دین کا سب سے بڑا داعی سمجھتی ہے۔ اور خود مودودی صاحب کو بھی اپنے متعلق یہی خوش فہمی ہے۔ پاکستان میں ”نظامِ اسلامی کا قیام“ مودودی جماعت کا سب سے بڑا اور بنیادی نعرہ ہے۔ کتب اور رسائل پمفلٹوں اور اشتہاروں کے ذریعہ یہ لوگ مسلمانوں پر اپنا یہ اثر یہ ڈالنا چاہتے ہیں کہ ہماری جماعت اسلامی کے وجود کا مقصد ہی حدودِ شرعیہ اور اسلامی نظام کا قیام ہے۔ اس سے کمتر مقصود و مطلوب کو وہ سرے سے اسلام ہی نہیں سمجھتے۔

نماز روزہ بھی صرف ٹریننگ کورس ہیں | ان کے نزدیک نماز روزہ جیسی

اہم اور مقصودی عبادتیں بھی مطلوب بالذات نہیں بلکہ ایک اور بڑی عبادت کا وسیلہ ہیں۔ چنانچہ مودودی صاحب لکھتے ہیں :  
 ”حالانکہ دراصل صوم و صلوٰۃ اور حج و زکوٰۃ اور ذکر و تسبیح انسان کو بڑی عبادت کے لئے مستعد کرنے والے تربیاتی (ٹریننگ کورس) ہیں۔“

انفہیات حوالہ ص ۵۷ طبع نجیب،

رفت، مودودی صاحب کا یہ نظریہ بھی غلط ہے کیونکہ حکومتِ الہیہ کا مقصد بھی نماز اور روزہ وغیرہ عبادات ہی ہیں۔ جیسا کہ قرآن عظیم کا ارشاد ہے:

الَّذِينَ اِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِمَا مَعْرُوفٌ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (سورہ حج ع ۶) یعنی اگر ہم ان صحابہ کرام کو ملک میں اقتدار دیں تو وہ نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور لوگوں کو نیک کاموں کا حکم کریں اور بُرے کاموں سے روک دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی نظام اور دینی اقتدار سے مقصود انہی نماز، روزہ وغیرہ عبادات کی ترویج ہے۔ یہ مقصودِ عبادات ہیں نہ صرف ٹریڈنگ کورس۔

۱۰۔ غیر صالح سوسائٹی میں چوری اور زنا کی سزا دینا ظلم ہے

مودودی صاحب کے ”اسلامی نظام“ کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے ان کی یہ تحریر ملاحظہ فرمائیں :

” (۱) لیکن جہاں حالات اس سے مختلف ہوں جہاں عورتوں اور مردوں کی سوسائٹی مخلوط رکھی گئی ہو۔ جہاں مدرسوں میں دختروں میں، کلبوں میں اور تفریح گاہوں خلوت اور جلوت میں ہر جگہ جوان مردوں اور بنی ٹھنی عورتوں کو آزادانہ ملنے جلنے اور ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا موقع ملتا ہو۔ جہاں ہر طرف بے شمار صنعتی محرکات پھیلے ہوئے ہوں اور ازدواجی

رشتے کے بغیر خواہشات کی تسکین کے لئے قہرسم کی  
 سہولتیں بھی موجود ہوں۔ جہاں معیارِ اخلاق بھی اتنا پست  
 ہو کہ ناجائز تعلقات کو کچھ معیوب نہ سمجھا جاتا ہو ایسی جگہ  
زنا اور قذف کی شرعی حد جاری کرنا بلاشبہ ظلم ہوگا۔

(ب) ” اسی پر حدِ مرتہ کو فیکس کر لیجئے کہ وہ صرف اس  
 سوسائٹی کے لئے مفقود کی گئی ہے جس میں اسلام کے معاشی  
 قصورات اور اصول اور قوانین پوری طرح نافذ ہوں اور جہاں  
 یہ نظم معیشت نہ ہو وہاں چور کا ہاتھ کاٹنا دوسرا ظلم ہے۔“  
 (تغیبات حصہ دوم ص ۲۸۱) طبع دوم

(تبصرہ کا) یہاں مودودی صاحب نے غیر جذباتی اور فیصلہ صراح سوسائٹی  
 کا یہاں بنا کر چوری اور زنا کی شرعی سزاؤں کو ظلم اور دبدبہ ظلم کہا ہے۔  
 یہ مضمون اگرچہ مودودی صاحب کا پاکستان سے پہلے کا ہے۔ لیکن اب  
 بھی مودودی صاحب کا یہی نظریہ ہے کہ جب تک سوسائٹی کی اصلاح نہ  
 ہو جائے شرعی سزائیں جاری کرنا ظلم ہوگا۔ چنانچہ ایک مفتی صاحب نے  
 مودودی صاحب سے سوال کیا کہ :

” مثلاً اگر حکومت اجرائے حدود کا قانون پاس کر دے اور جج  
 حضرات ان قوانین کے عملی نفاذ کے مجاز ہو جائیں لیکن معاشرہ  
 کی یہی حالت رہے جواب ہے اور اصلاح معاشرہ کے لئے کرنی  
 قانون ہی نافذ نہ کیا جائے تو اس صورت میں شرعی ثبوت کے بعد

رجم (یعنی سنگسار کرنا) اور جلد (یعنی کوڑے لگانا) کی  
 سزا ظلم ہوگی یا نہ ؟  
 تو اس کے جواب میں مودودی صاحب نے لکھا کہ :

” اس وقت اگر کوئی مسلمان حکومت اسلام کے تمام احکام  
 و قوانین اور اس کی ساری اصلاحی ہدایت معطل رکھ کر اس  
 کے قوانین میں سے صرف حدود شرعیہ کو الگ نکال لے اور  
 عدالتوں میں اس کو نافذ کرنے کا حکم دیے تو جو قاضی یا  
 جج کسی زانی یا سارق یا شارب خمر پر حد جاری کرنے کا  
 حکم دے گا وہ تو ظالم نہیں ہوگا البتہ وہ حکومت ضرور  
 ظالم ہوگی۔ جس نے شریعت الہیہ کے ایک حصے کو معطل  
 اور دوسرے حصے کو نافذ کرنے کا فیصلہ کیا۔“

(منقول از ایشیاء لاہور ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۲ء)

ہمارا سوال | ۱۱، جب ان حالات میں شرعی حدود کا حکم دینے  
 میں حکومت ظالم ہوگی تو پھر وہ جج کیوں ظالم نہیں  
 ہوگا۔ جس نے حکومت کے ایک ظالمانہ حکم کی پیروی کرتے ہوئے  
 چور اور زانی کو شرعی مرزادی ؟

(۲۱) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا کے ترکیب یہودی مرد و  
 عورت کو رجم (سنگساری) کی مرزادی تھی۔ جیسا کہ آپ نے سورہ مائدہ  
 کی بعض آیات کی تفسیر میں خود بھی واقعہ لکھا ہے (دیکھیے تفسیر نعیم القرآن ج ۱)

(سورۃ مائدہ حاشیہ صفحہ ۴۴۲) حالانکہ یہودی معاشرہ اس دقت ایک  
 بدترین معاشرہ تھا۔ نو باد جو اس کے جب سید الاولین والا آخرین  
 نے ان پر شرعی سزا جاری کر دی تو پھر کیا آپ کی شرط کے مطابق  
 نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم ظلم تھا۔  
 مودودی صاحب کو کون سمجھائے کہ شرعی سزائیں ہی جرائم کا  
 السداد کرتی ہیں اور معاشرہ کی اصلاح کا کامیاب اور موثر علاج  
 بھی شرعی سزاؤں کا جاری کرنا ہے۔



# امام الانبیاء پر ایک ناپاک الزام

(۱۱) توحید و رسالت کے سوا دوسرے  
اسلامی اصول میں تبدیلی ہو سکتی ہے

مودودی صاحب  
نے یہ لکھا ہے :

” اسلامی نظام کے اصولوں میں سے ایک یہ بھی تھا کہ  
کہ تمام نسلی اور قبا ئی امتیازات کو ختم کر کے اس  
برادری میں شامل ہونے والے سب لوگوں کو یکساں  
حقوق دیئے جائیں۔ لیکن جب پوری مملکت کی فرمانروائی  
کا مسئلہ سامنے آیا تو آنحضرتؐ نے ہدایت دی کہ  
الائسفة من القریبیش (امام قریش میں سے ہوں)۔  
اس وقت عرب کے حالات میں کسی غیر عرب تو درکنار  
کسی غیر قریش کی خلافت بھی عملاً کامیاب نہیں ہو  
سکتی تھی۔ اس لئے حضورؐ نے خلافت کے معاملے میں  
مسادات کے اس عام اصول پر عمل کرنے سے صحابہ کو  
روک دیا۔ کیونکہ اگر عرب ہی میں حضورؐ کے بعد اسلامی  
نظام دہم برہم ہو جاتا تو دنیا میں اقامت دین کے فریضہ  
کو کون انجام دیتا ؟ یہ اس بات کی صریح مثال ہے کہ ایک



اصول کو قائم کرنے پر ایسا اصرار جس سے اسی اصول کی بہ نسبت بہت زیادہ اہم دینی مقاصد کو نقصان پہنچ جائے۔ حکمت عملی ہی نہیں حکمت دین کے بھی خلاف ہے..... مگر یہ معاملہ اسلام کے سارے اصولوں کے بائے میں صیغ نہیں ہے جن اصولوں پر دین کی اساس قائم ہے۔ مثلاً توحید اور رسالت وغیرہ ان میں عملی مصالح کے لحاظ سے لچک پیدا کرنے کی کوئی مثل حضور کی سیرت میں نہیں ملتی۔ نہ اس کا تصور ہی کیا جاسکتا ہے۔

(ترجمان القرآن مئی ششہ بحوالہ دسمبر ششہ ص ۵۵)

(فت) مودودی صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کہ الْاُتَمَّةُ مِنَ الْقُرَیْشِ (خليفة قریش میں سے ہوں) کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ اس وقت حالات ایسے تھے کہ اگر اسلامی اصول مساوات پر عمل کیا جاتا تو خلافت کا میاب نہ ہو سکتی۔ اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اصول ترک کر دیا۔ لیکن اس سے نعوذ باللہ امام انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مقدسہ پر الزام عائد ہوتا ہے کہ جس اصول مساوات کی سالہا سال تعلیم فرماتے رہے۔ آخر میں تو خود ہی اس کے خلاف کیا۔ الہیاذ باللہ۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضور نے یہاں اس اصول مساوات کو ترک نہیں فرمایا جس کی ساری عمر تعلیم فرماتے رہے۔ بلکہ اس وجہ سے یہ ارشاد فرمایا کہ

من جانب اللہ خلافت راشدہ کا انعام ان ہی حضرات کو ملنا تھا۔ جو قریش میں سے ہی تھے۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق۔ حضرت فاروق اعظم۔ حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہم۔ سورہ نور کی آیت استخلاف یعنی وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ کا مصداق ہی حضرات تھے اور صحابہ کرام کی ساری جماعت میں ان خلفائے اربعہ کے درجے کا بھی اور کوئی نہ تھا۔ اصول مسادات کا ترک کرنا اس وقت لازم آتا ہے جب کہ غیر قریش صحابہ میں سے دوسرے اصحاب ان قریشی خلفاء سے اہلیت خلافت میں زیادہ تھے ان خلفائے اربعہ کو جو خلافت عطا فرمائی گئی یہ ان کی فضیلت کی بنا پر تھی نہ صرف قریش ہونے کی بنا پر۔ مودودی صاحب کے اس غلط نظریہ کی مفصل تردید ماہنامہ الفرقان لکھنؤ میں بھی شائع ہو چکی ہے اور مولانا امین احسن اصلاحی نے بھی پُر زور تردید کی ہے جو سا لہا سال تک مودودی صاحب کے دست راست ہے۔ لیکن آخر کار شدید نظریاتی اختلافات کی بنا پر مودودیت سے الگ ہو گئے۔

(۱۲) خانہ کعبہ کے ماحول کی توہین | بیت اللہ کے ماحول سے متعلق مودودی

صاحب لکھتے ہیں :

”وہ سرزمین جہاں سے کبھی اسلام کا ختام عالم میں پھیلا

تھا آج اسی جاہلیت کے قریب پہنچ گئی ہے جس میں وہ اسلام سے پہلے مبتلا تھی۔ اب نہ وہاں اسلام کا علم ہے نہ اسلامی اخلاق ہیں نہ اسلامی زندگی ہے لوگ دُور دور سے بڑی گہری عقیدتیں لئے ہوئے حرم پاک کا سفر کرتے ہیں۔ مگر اس علاقہ میں پہنچ کر جب ہر طرف ان کو جہالت، گندمی، طمع، بے حیائی، دنیا پرستی، بد اخلاقی، بد منظمی اور تمام ہائندوں کی حالت گری ہوئی نظر آتی ہے تو ان کی توقعات کا سارا طلمس پاش پاش ہو کر رہ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ بہت سے لوگ حج کر کے اپنا ایمان بٹھانے کی بجائے ادا لٹا کچھ کھو آتے ہیں۔ وہی پرانی منست گری اب پھر تازہ ہو گئی ہے۔ حرم کعبہ کے منتظم پھر اسی طرح منست بن کر بیٹھ گئے ہیں۔۔۔۔۔۔ یہ بنارس اور ہردوار کے پنڈتوں کی سی حالت اس دین کے نام نہاد خدمت گناروں اور مرکز کی عبادت گاہ کے مجاہدوں نے اختیار کر رکھی ہے جس نے منست گری کی جڑ کاٹ دی تھی۔“

(خطبات مودودی ص ۲۳۲ ایڈیشن مقيم)

رت) نوابیئے مودودی صاحب نے بیت اللہ کے ماحول کا جو نقشہ کھینچا ہے اور خانہ کعبہ کے خدام کو بنارس اور ہردوار کے پنڈتوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور یہاں تک لکھ دیا ہے کہ بہت سے لوگ

حج کرنے اپنا ایمان بڑھانے کی بجائے اور اٹل کچھ کھواتے ہیں۔ اس  
 سے مسلمانوں کو بیت اللہ کے اس مقدس و مبارک مقام کی  
 زیارت کا شوق بڑھے گا یا اس خطرے سے کہ کہیں ایمان وہاں  
 ضائع نہ ہو جائے اس سے متفرج ہو جائیں گے۔ اگر کوئی غیر مسلم نعوذ باللہ  
 اس اسلامی مرکز کا یہ نقشہ کھینچتا تو اتنا مقام تعجب و افسوس نہ تھا۔  
 لیکن افسوس کہ اس لیڈ کے تسلیم سے یہ الفاظ نکلے ہیں جس کو اس  
 کی جماعت و درحاضر کا سب سے بڑا مفکر اسلام اور نظام اسلامی کا  
 بہت بڑا داعی سمجھتی ہے۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ اب تک خطبات میں  
 یہ عبارت شائع ہو رہی ہے۔ اور تعجب ہے کہ مودودی صاحب نے  
 اب سیاسی مفاد کی خاطر سعودی عرب سے بھی اپنا رشتہ جوڑ لیا ہے۔  
 اور قدرت خداوندی کا یہ عجیب کرشمہ ہے کہ بیت اللہ کے محارین  
 اور خدام کو جس نے بنارس اور ہردوار کے پنڈت لکھا تھا۔  
 پاکستان میں "غلاف کعبہ" کو اس کی جماعت اسلامی نے اسی طرح اپنے  
 سیاسی و مادی مفادات کا ذریعہ بنایا ہے۔ جس طرح بنارس اور  
 ہردوار کے پنڈتوں کا ویرہ ہے۔ چنانچہ جماعت اسلامی نے یہ اعتراف  
 کیا ہے کہ "غلاف کعبہ" پر عوام نے تقریباً چار ہزار روپے کی جو رستم بطور چڑھاوا  
 پجھا در کی تھی اس کو جماعت اسلامی کے فنڈ میں داخل کر دیا گیا ہے کیونکہ  
 زیارت غلاف کعبہ کے انتظام میں ان کی اتنی ہی رستم خرچ ہوئی تھی لہ  
 خداوندیہ تیرے سادہ دل بندے کے حواس ۛ کہ دینی بھی عیاری ہے سلطانہ بھی عیاری

## (۱۳) - عورت کی صدارت کا مسئلہ

سیاست ملکی میں شرعاً عورت کے لئے حصہ لینا جائز ہے یا نہ اس پر مودودی صاحب نے ۱۹۶۲ء کے صدارتی الیکشن سے پہلے پہلے متعدد مضامین اور رسائل لکھے تھے۔ چنانچہ :

(۱) دستوری تجاویز برائے ارکان مجلس دستور ساز پاکستان ص ۱۷  
اشاعت اول ۱۲ اگست ۱۹۵۲ء میں لکھا کہ :

”مجلس قانون ساز کی رکنیت کا حق عورتوں کو دینا مغربی قوموں کی اندھی نقالی ہے۔ اسلام کے اہول اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتے۔ اسلام میں سیاست اور انتظام ملکی کی ذمہ داری مردوں پر ڈالی گئی ہے۔ یہ فرائض عورتوں کے دائرہ عمل سے خارج ہیں۔“

(۲) نومبر ۱۹۵۲ء میں مودودی صاحب نے ایک رسالہ ”اسلامی دستور کی بنیادیں“ شائع کیا جس میں لکھا کہ :

”الْبِرَّاءُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ (سورہ النساء) ”مرد عورتوں پر حاکم ہیں“ لَنْ يَفْلَحَ قَوْمٌ وَلَوْ وَاهِمُ امْنًا (بخاری) ”وہ قوم کبھی نفع نہیں پاسکتی جو اپنے معاملات عورتوں کے سپرد کر دے۔“ یہ دونوں نصوص اس

باب میں قاطع ہیں۔ کہ مملکت میں ذمہ داری کے منصب  
 (خواہ وہ صدارت، ہمبر یا وزارت یا مجلس شوریٰ کی رکنیت یا  
 مختلف محکموں کی اجازت، عورتوں کے سپرد نہیں کئے جاسکتے  
 اس لئے کسی اسلامی ریاست کے دستور میں عورتوں کو  
 یہ پوزیشن دینا یا اس کے لئے گنجائش رکھنا نصوص صریحہ  
 کے خلاف ہے۔ اور اطاعتِ خدا اور رسول کی پابندی  
 قبول کرنے والی ریاست اس خلاف ورزی کی سب سے  
 سے مجاز ہی نہیں ہے۔“ (ص ۷)

اسلامی اصول کی پائمانی | انقلابِ زمانہ کا نقشہ دیکھئے کہ  
 جس داعی حق (یعنی مودودی صاحب) نے ۱۹۲۵ء میں قرآنی آیت اور ارشادِ نبویؐ کے تحت قطعی طور پر یہ ثابت  
 کیا تھا کہ عورت کو کسی ملکی سیاست میں حصہ لینے کی اجازت نہیں ہے  
 وہ ۱۹۲۷ء کے صدارتی انتخاب میں مس فاطمہ جناح کی حمایت میں ملک گیر  
 محم جلا کر کس طرح اسلامی اصول کی علی الاعلان مخالفت کرتا ہے۔ لیکن  
 اس کی اسلامی جماعت کی کم نہی مفاد پرستی، اصول شکنی اور کورانہ تقلید کا  
 یہ حال ہے کہ ان کے نزدیک پھر بھی ابوالاعلیٰ صاحب ایک بہت بڑے  
 داعی حق اور مجددِ وقت ہیں۔ ان پر تنقید و اعتراض کرنے والا اسلامی  
 نظام کے قیام کا دشمن ہے۔ گویا ان کے نزدیک اسلام مودودی کے  
 قول و فعل کا نام ہے نہ کہ اللہ اور اس کے مقدس و معصوم رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کے ارشادات و احکام کا :

**مودودی جمہوریت** | یہی تضاد مودودی صاحب کا جمہوریت کے بارے میں ہے ایک زمانہ تھا کہ مودودی

صاحب جمہوریت کے سب سے بڑے دشمن تھے اور آج وہ خود ہی پاکستان میں جمہوریت کے سب سے بڑے علمبردار ہیں۔ مودودی صاحب نے قیام پاکستان سے پہلے یہ لکھا تھا کہ :

(۱) ”جب تک انسانی حاکمیت کے غیر واقعی تصور کی جگہ

خلافت الہی کا واقعی (AEALLSTIC) تصور نہ لے لیا۔

اس وقت تک انسانی تمدن کی بگڑی ہوئی کل کبھی درست

نہ ہو سکے گی۔ چاہے سرمایہ داری کی جگہ اشتراکیت قائم

ہو جائے یا ڈکٹیٹر شپ کی جگہ جمہوریت ممکن ہو جائے۔

یا امیرِ ملزم کی جگہ قوموں کی حکومت خود اختیاری کا قاعدہ

نافذ ہو جائے۔“ الخ

(سیاسی لکشمش حصہ سوم پارٹ ششم ص ۱۷۷)

(۲) اصولی حیثیت سے یہ بات واضح طور پر سمجھ لیجئے کہ موجودہ

زمانے میں جتنے جمہوری نظام بنے ہیں جن کی شاخ ہندستان

کی موجودہ کھلیاں بھی ہیں) وہ اس مفروضے پر مبنی ہیں کہ

باشندگان ملک اپنے دنیوی معاملات کے متعلق تمدن۔

سیاست، معیشت، اخلاق اور معاشرت کے اصول خود وضع کرتے

اور ان تفصیلی قوانین و ضوابط بنانے کا حق رکھتے ہیں اور اس قانون سازی کے لئے رائے عامہ سے بالاتر کسی سند کی ضرورت نہیں ہے یہ نظریہ اسلام کے بالکل برعکس ہے ..... اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ جو اہلبیلاں یا پارلیمینٹیں موجودہ زمانے کے جمہوری اصول پر مبنی ہیں۔ ان کی رکنیت حرام ہے۔ اور ان کے لئے دوٹو دینا بھی حرام ہے۔ الخ

(رسائل و مسائل حصہ اول ص ۴۵۶، ۴۵۷)

(تبصرہ) اب پاکستان میں جو اہلبیلاں ہیں کیا یہ اسلامی طریق کے مطابق ہیں جن میں عورتیں بھی ہیں اور غیر مسلم بھی۔  
(۳) ذرائع کی پاکی و ناپاکی سے قطع نظر کر کے محض کامیابی کو مقصود بالذات بنانا تو دہر لول اور کافروں کا ثبوت ہے۔  
اگر مسلمان نے بھی یہی کام کیا تو اس کی خصوصیت کیا باقی رہی؟ بلکہ یہ طریقہ اختیار کرنے کے بعد دوسری جاہل قوموں سے الگ ”مسلمان“ کے جدا گانہ وجود کے لئے کون سی وجہ جواز رہ جاتی ہے؟

سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۱۷۰ بارششم

جمہوریت کی بحالی | پاکستان سے پہلے تو مودودی صاحب نے مندرجہ بالا نظریات کے تحت انگریزی اقتدار



سے ہندوستان کو آزاد کرنے میں بھی نہ مسلم لیگ کا ساتھ دیا اور نہ کانگریس کا  
 کیونکہ ان کے نزدیک ان دونوں پارٹیوں کے نظریات اسلام کے خلاف  
 تھے لیکن قیام پاکستان کے بعد مودودی صاحب نے سال کے چھوں  
 کی طرح اپنے نظریات و اصول میں تبدیلی شروع کر دی حتیٰ کہ یہ نوبت  
 پہنچی کہ آج وہ اور ان کی ساری پارٹی بچائے اسلامی نظام کے نعرہ کے  
 مکمل جمہوریت کا نعرہ اپنا رہے ہیں۔ اور حواہم کو یقین دلا رہے ہیں کہ  
 کہ جمہوریت کی بحالی کے بغیر پاکستان میں اسلام قائم نہیں ہو سکتا۔  
 گویا پہلے جو بات ان کے نزدیک اسلامی اصول کے تحت حرام  
 تھی اب وہی حلال بن گئی۔ نظریات و اصول کی یہ تبدیلی اس امر  
 کی تین دلیل ہے کہ مودودی صاحب بچائے اسلام کے اپنا اقتدار  
 چاہتے ہیں۔ چنانچہ مولانا امین احسن اسلامی نے (جولائی ۱۹۶۱ سال مودودی  
 صاحب کے ساتھی ہے) مودودی صاحب کی اس تبدیلی کے  
 متعلق کیا خوب لکھا ہے کہ :

” اس تبدیلی نے ان کو فکری اور عملی دونوں اعتبارات سے  
 اس قدر بدل دیا کہ بالآخر آہستہ آہستہ وہ ہر اس  
 سو راخ میں خود گھٹے جس سے دوسروں کو نکالنے کے لئے  
 انہوں نے خدائی فوج بہار بن کر قلم کا ڈنڈا اچھلایا تھا۔ جن  
 چیزوں کو انہوں نے اپنے سے زور اور قوت کے ساتھ حرام  
 کیا تھا۔ ان کو حلال کیا۔ اور جن اصولوں کو مذہب قرار دیا

تھا۔ ان کو خود توڑا۔“ (القرآن لکھنؤ می ۱۹۵۹ء)

**نتیجہ** | مودودی صاحب کے عقائد و نظریات، مسائل و احکام کی تفصیل واضح ہو چکی۔ اہل فہم و انصاف اس سے باسانی یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ امت محمدیہ اور سلف صالحین کے برعکس مودودی صاحب "اقامت دین" اور "نظام اسلامی" کے مقدس عنوانات سے ایک جدید مذہب کی بنیاد رکھ چکے ہیں۔ محققین علمائے عصر جنہوں نے مودودی تصانیف کا تنقیدی نظر سے مطالعہ کیا ہے اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں اور انہوں نے اپنا علمی و مذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے امت مسلمہ کو اس جدید فتنہ سے آگاہ کر دیا ہے۔ بطور نمونہ ہم چند اکابر علماء کے ارشادات یہاں نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں :



# ”مودودیّت“

اکابر علماء کی نظر میں

(۳۱)

(۱) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا: ”کہ میرا دل اس تحریک کو قبول نہیں کرتا۔“ اشرف السوانح ص ۲۴ سہری  
خوڑے: حضرت تھانوی قدس سرہ نے یہ اس وقت فرمایا تھا جبکہ جماعتی حیثیت سے مودودی صاحب کی کوئی خاص پوزیشن نہ تھی۔“

(۲) شیخ العرب سم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اب تک ہم نے مودودی صاحب اور ان کی جماعت نام نہاد جماعت اسلامی کی اصولی غلطیوں کا ذکر کیا ہے جو انتہائی درجہ میں گمراہی ہیں۔“

اب ہم ان کی قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کی کھلی ہوئی مخالفتوں کا ذکر کریں گے۔ جن سے صاف ظاہر ہو جائے گا کہ مودودی صاحب

کا کتاب و سنت کا بار بار ذکر فرمانا محض ڈھونگ ہے وہ نہ کتاب کو مانتے ہیں اور نہ سنت کو مانتے ہیں۔ بلکہ وہ خلاف سلف صالحین ایک نیا مذہب بنا رہے ہیں اور اسی پر لوگوں کو چلا کر دوزخ میں دھکیلتے چاہتے ہیں۔“

(مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت ص ۱۴)

(۳) شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

مودودی صاحب نے شکستہ میں جہاد کشمیر کے متعلق جب یہ کہا کہ پاکستانی مسلمانوں کے لئے رضا کارانہ طور پر بھی اس میں حصہ لینا جائز نہیں ہے تو علامہ عثمانی نے ان کو تحریر فرمایا :

بعض احباب نے مجھے ترجمان القرآن کا دہرہ دکھایا جس میں آپ نے کسی شخص کے خط کا جواب دیتے ہوئے جنگ کشمیر کے متعلق اپنے خیالات شرعی حیثیت سے ظاہر فرمائے ہیں۔ جنگ کشمیر کے اس نازک مرحلے پر آپ کے قلم سے یہ تحریر دیکھ کر مجھے حیرت بھی ہوئی اور شدید قلق بھی ہوا۔ کیونکہ میرے نزدیک اس معاملہ میں جناب سے ایسی ہلک لغزش ہوئی ہے جس سے مسلمانوں کو عظیم نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔

(روزنامہ احسان لاہور)

(۱۱ ستمبر ۱۹۷۷ء)

(۵) شیخ التفسیر حضرت لانا احمد علی صاحب ہوی رحمۃ اللہ علیہ  
 قطب زمان حضرت ہوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل کتاب "حق پرست  
 علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب" تحریر فرمائی تھی۔ اس میں  
 ارشاد فرمایا :

برادران اسلام! مودودی صاحب کی تحریک کو بہ نظر  
 خوردیکھا جائے تو ان کی کتابوں سے جو چیز ثابت ہوتی ہے  
 وہ یہ ہے کہ مودودی صاحب ایک نیا اسلام مسلمانوں کے  
 سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں اور نعوذ باللہ من ذلک نیا  
 اسلام لوگ تب ہی قبول کریں گے جب پہلے اسلام کی دُرُودِ لیا  
 منہدم کر کے دکھا دیئے جائیں اور مسلمانوں کو اس امر کا یقین  
 دلادیا جائے کہ ساڑھے تیرہ سو سال کا اسلام جو تم لئے  
 پھرتے ہو وہ ناقابل قبول۔ ناقابل روایت اور ناقابل عمل  
 ہو گیا ہے۔ اس لئے اس نئے اسلام کو مانو اور اسی پر  
 عمل کرو۔ جو مودودی صاحب پیش فرما رہے ہیں۔ اسے  
 اللہ امیر سے دل کی دعائیں قبول فرما۔ مودودی صاحب کو  
 ہدایت فرما اور ان کے متبعین کو بھی اس جدید اسلام سے  
 توبہ کی توفیق عطا فرما۔ اور انہیں اپنا محمدی اسلام پھر  
 نصیب فرما۔ آمین یا اللہ العالمین

۲۔ خدا جانے مودودی صاحب کو کیا ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ کے ہر بندے کی توہین اپنی عادت بنالی ہے اسی لئے تو میں کہتا ہوں اور میرے دل میں اس بات کا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ مودودی صاحب سے ناراض ہے اسی لئے اللہ کے ہر مقبول بندے کی توہین بڑی دلیری سے کرتے ہیں۔  
(ایضاً ص ۳۱)

۵، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ،

مہتمم دارالعلوم دیوبند

صحابہ کے معیار حق ہونے میں فرماتے ہیں :

”اندریں صورت مودودی صاحب کا دستور جماعت کی بنیادی دفعہ میں غرم و اطلاق کے ساتھ یہ دعویٰ کرنا کہ رسول خدا کے سوا کوئی معیار حق اور تنقید سے بالاتر نہیں ہے جس میں صحابہ سب سے پہلے شامل ہوتے ہیں اور پھر ان پر جرح و تنقید کا عملی پہاڑ بھی ڈال دینا حدیث رسول کا محض معارضہ ہی نہیں بلکہ ایک حد تک خود اپنے معیار حق ہونے کا ادعا ہے جس پر صحابہ تک کو پرکھنے کی جرأت کر لی گئی گویا جس اصول کو شہود سے تحریک کی بنیاد قرار دیا گیا تھا اپنے ہی بارے میں اسے ہی سب سے پہلے ٹوڑ دیا گیا اور سلف و

خلف کے لئے رسولؐ کے سوا خود معیار حق بن بیٹھنے کی کوشش  
کی جانے لگی۔“

(ممدودی دستور اور عقائد کی حقیقت مثلاً)

(۶) محمد و علم العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری  
(خلیفہ حضرت تھانوی) مہتمم خیر المدارس ملتان  
”مودودی اور اس کے متبعین کے بعض مسائل خلیفہ اہل  
سنت والجماعت کے ہیں۔ سلف صالحین کی اتباع کے  
منکر ہیں۔ لہذا بندہ ان کو ملحد سمجھتا ہے۔“

(۷) حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی سابق وزیر معارفات  
”مودودی صاحب کی تحریرات پر نگاہ ڈالی۔ موصوف کے متعلق افقر  
کا تاثر یہ ہے کہ آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائے ہوئے  
اسلام سے مطمئن نہیں۔ اس لئے اس کو اپنے ڈھب پر لانا چاہتے  
ہیں جس کے لئے اصلی اسلام میں ترمیم ناگزیر ہے لیکن اس کا چھپانا  
بھی ضروری ہے۔ اس لئے وہ اپنی اس ترمیم کے تخریبی عمل کو انشاپرازی  
اقامت دین کے نعروں۔ یورپی طرز کے پروپگنڈا کے پردوں میں چھپانے  
کی کوشش کرتے ہیں۔ اس تخریبی عمل کے محرکات دو ہیں۔ نفہانی تعصبات  
اور فحش ان خشیث اللہ۔ اور عوام میں بھی ان دونوں بیماریوں میں مبتلا

افراد کی کمی نہیں۔ یہی باطنی ہمزگی دائرۂ تحریک کی توسیع کا اہلی سلمان ہے۔

(۸) اُسْتَاذُ الْعُلَمَاءِ حضرت نصیر الدین صاحب شیخ الحدیث غوث ستوی

خلیفہ حضرت مولانا حسین علی صاحب

”مودودی ضال اور مضل“ یعنی گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔

(۹) اُسْتَاذُ الْعُلَمَاءِ حضرت مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث

دارالعلوم حقانیہ۔ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مودودی کے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف اور گمراہ

کن ہیں۔ مسلمان اس فتنے سے بچنے کی کوشش کریں ۛ

﴿﴾

## ”اکابرِ یونہد کا متفقہ فیصلہ“

دفتر جمعیت علمائے ہند دہلی میں بتاریخ یکم اگست ۱۹۵۷ء علمائے

کرام کے ایک اجتماع میں مودودیت کے متعلق حسب ذیل فیصلہ

صادہ ہوا :



”مودودی صاحب کی جماعت اور جماعت اسلامی کے نظریہ پر عام لوگوں پر جو اثرات مرتب ہوئے ہیں کماثر ہدایت کے اتباع سے آنا دوی اور بے تعلقی پیدا ہو جاتی ہے جو عوام کے لئے ملک اور گمراہی کا باعث ہے۔ اور دین سے صحیح وابستگی رکھنے کے لئے صحابہ کرام اور اسلاف عظام سے جو تعلق رہنا چاہیئے اس میں کمی آجاتی ہے۔ نیز مودودی صاحب کی بہت سی تحقیقات جو غلط ہیں اور پھر ان امور سے ایک جدید فتنہ بلکہ دین ہی کی ایک محدث اور نئے رنگ کی بنیاد پڑ جاتی ہے جو یقیناً مسلمانوں کے دین کے لئے مضر ہے۔ اس لئے ہم ان امور اور ان پر مشتمل تحریک کو غلط اور مسلمانوں کے لئے مضر سمجھتے ہیں۔ اور اس سے بے تعلقی کا اظہار کرتے ہیں۔“

### دستخط حضرات شرکائے اجتماع

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی - شیخ الاسلام حضرت مولانا السید حسین احمد صاحب مدنی - حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مستم دارالعلوم دیوبند - حضرت مولانا عبداللطیف صاحب مستم مظاہر العلوم سہارنپور - حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور - حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلوی - حضرت مولانا سعید احمد صاحب مفتی مظاہر العلوم سہارنپور - شیخ الادب حضرت مولانا محمد اعجاز علی صاحب دارالعلوم دیوبند - حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی - حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب مصنف شاندار ماضی - (منقول)

از ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ذیقعد ۱۴۳۶ھ - ۲۹  
روزنامہ الجمعینہ دہلی ۲ اگست ۱۹۱۵ء

## ”مودودی اتحاد العلماء“

مودودیت کے متعلق پاک و ہند کے اکابر علمائے دیوبند کے ان فیصلوں کے باوجود جو لوگ اکابر دیوبند کی عقیدت کا بھی اظہار کرتے ہیں اور مودودی صاحب کو بھی محقق اسلام اور داعی حق سمجھتے ہیں اور عامۃ المسلمین کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ مودودی صاحب کی جماعت پاکستان میں صحیح اسلامی نظام کے قیام کا ذریعہ ہے۔ اور اکابر علمائے اسلام اور مودودی صاحب میں محض معمولی فروغی اختلافات ہیں وہ یا تو مسلک حق اور حقیقت اسلام سے بالکل ناواقف ہیں یا تلبیس و نفاق کے پردہ میں مودودیت کے جرائم پھیلانا چاہتے ہیں اور مودودی جماعت کے بعض مولوی صاحبان جو دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور سے بھی اپنا تعلق ظاہر کرتے ہیں۔ اور ”اتحاد العلماء“ کے نام سے ”مودودی نظریات“ کی تبلیغ کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ ان کی خدمت میں ہماری گزارش یہ ہے کہ وہ جس عقیدہ اور نظریہ کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں اس میں تحریک کی تائید و

تقویت کے لئے دو کوشاں ہیں اس میں وہ آنا دہیں۔ لیکن ملت اسلامیہ پر رحم کرتے ہوئے اور صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے وہ یہ اعلان کر دیں کہ ”مسلمک دیوبند“ سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اور اکابر علمائے دیوبند کو ہم حق پر نہیں سمجھتے۔ اور نہ ہی ہم امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں۔ اور نہ ہی مذہب اہل السنۃ والجماعت کو ہم من کل الوجہ حق پر سمجھتے ہیں۔ اور مودودی صاحب کی طرح یہ بھی اعلان کر دیں کہ انبیاء کی عصمت کو ہم دوامی نہیں سمجھتے اور بعض صحابہؓ کو (نعوذ باللہ) ہم مخالفت کتاب و سنت سمجھتے ہیں۔ اور متعہ کو بھی اضطراری حالت میں جائز جانتے ہیں۔ اور اگر آپ یہ جواب دیں کہ ہم عصمت انبیاء عظمت و عدالت صحابہؓ اور متعہ وغیرہ عقائد و مسائل کے بارے میں مودودی صاحب سے متفق نہیں ہیں تو پھر حق بیانی سے کام لیتے ہوئے مودودی صاحب کے غلط نظریات کی بھی صاف صاف تردید کریں اور ان کو بھی اخبارات و رسائل کے ذریعہ نصیحت فرمائیں۔ جس طرح علمائے حق کے متعلق زبان و قلم سے یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ گوگو کی پالیسی اہل حق کا کشیدہ نہیں ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ابوالاعلیٰ مودودی صاحب اگر کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کی مقدس شخصیتوں کو داغدار ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کریں تو آپ کو صدمہ نہ پہنچے بلکہ اس کو دینی خدمت قرار دیں۔ اور جب علمائے حق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دفاع میں مودودی صاحب کی تردید کریں تو آپ کے قلوب میں اشتعال پیدا

پیدا ہو جائے۔ کیا مودودی صاحب کی عظمت آپ کے عقیدہ میں  
 اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے ؟  
 فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ

مودودی صاحب کے بارے میں یہ اکابر علمائے حق کے ارشادات  
 ہیں۔ یہ وہ علمائے جن کے متعلق یہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ سب کے کسی ثوابت  
 وغیرہ کی وجہ سے مودودی صاحب کے خلاف ایسا کھیا ہو ایسے جلیل القدر  
 علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں۔ علامہ المسلمین کے لئے علمائے کرام  
 کی بصیرت و تحقیق پر اعتماد کرتے ہوئے ایسے جدید فتنوں سے اجتناب  
 ضروری ہے۔ جو مسلک سلف صالحین کے خلاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ  
 ہم کو اور سب مسلمانوں کو صحابہ کرام اور اسلاف عظام اور اولیائے امت  
 کی اتباع میں اسلام پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ والسلام

الاحقر منظر حسین مدنی جامع مسجد چکوال

ضلع جہلم ۲

۴ ذی قعد ۱۳۸۶ھ ۲۴ فروری ۱۹۶۸ء



# ضمیمہ مودودی مذہب

دلیل نبوت صرقرآن کا معجزہ ہے | ایک سوال کا جواب  
صاحب نے لکھا ہے کہ :

”قرآن مجید میں یہ بات متعدد مقامات پر بیان ہوئی ہے کہ کفار  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزے کا مطالبہ کرتے تھے اور اس مطالبے کا  
جواب بھی قرآن میں لکھی جگہ دیا گیا ہے۔ ان سب مقامات پر نگاہ ڈالنے  
سے معلوم ہو جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے سوا کوئی  
معجزہ دلیل نبوت کے طور پر نہیں دیا گیا۔ یہ مطلق معجزے کی نفی نہیں  
ہے۔ بلکہ ایسے معجزے کی نفی ہے۔ جس کو اللہ اور اس کے رسول  
نے نبوت کی علامت اور دلیل کی حیثیت سے پیش کیا ہو۔ اور جسے  
دیکھ لینے کے بعد انکار کرنے سے عذاب لازم آتا ہو۔“

رسائل و مسائل حصہ سوم ۱۴۵ھ - اشاعت اول

بحوالہ ترجمان القرآن مارچ ۱۹۶۶ء

(تبصرہ) مودودی صاحب کا یہ نظریہ کہ قرآن کے علاوہ کوئی معجزہ  
دلیل نبوت کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیا گیا۔

مکین حدیث کے نظریہ کے مطابق ہے۔ چنانچہ :

(۱) حافظ محمد اسلم جیل جیوری نے لکھا ہے : کہ  
”قرآن نے تصریح کے ساتھ کہا کہ خاتم النبیین کو عقلی معجزہ  
قرآن کریم دیا گیا۔ جس کو اہل بصیرت قیامت تک دیکھ سکتے  
ہیں نہ کہ دیگر انبیاء کی طرح حسی معجزہ“

(مقام حدیث اول ص ۱۴۹)

(۲) چوہدری غلام احمد پرویز نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ :  
”گذشتہ صفحات میں جو تصریحات آپ کے سامنے آچکی  
ہیں۔ ان سے یہ حقیقت واضح ہو گئی ہوگی کہ قرآن کریم نے کس  
شدت اور نکار سے اس کی صراحت فرمادی کہ نبی اکرم کو کوئی حسی  
معجزہ نہیں دیا گیا۔ اور خصوصاً کا معجزہ صرف قرآن ہی ہے۔“

(معائن القرآن جلد ۳ ص ۲۹)

مردودی صاحب کو یہ حقیقت کون سمجھائے کہ انبیاء کرام علیہم السلام  
کو معجزہ دلیل نبوت کے طور پر ہی دیا جاتا ہے۔ ورنہ معجزہ ظاہر کرنے سے  
کیا فائدہ ؟ امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

ووجه دلالة المعجزة على صدق الرسول ان كل ما عجز عنه البشر  
لم يكن الا فعلا لله تعالى فمهما كان مقرونا بتحدى النبي  
صلى الله عليه وسلم ينزل منزله قولاً صدقت -

(احیاء العلوم جلد اول ص ۹۰)

یعنی معجزہ اس لئے انبیاء کی صداقت کی دلیل ہوتا ہے کہ جس فعل سے انسان عاجز ہو جائیں وہ صرف اللہ تعالیٰ کا ہی فعل ہو سکتا ہے اور جب اس کے ساتھ نبی کی تحدیٰ پہنچ جائے تو گویا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرما دیا کہ تو سچا ہے۔“

یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ تحدیٰ یعنی چیلنج کے لئے صرف نبی کا دہیٰ رسالت ہی کافی ہے۔ اس کی تشریح معجزہ شق القمر میں آ رہی ہے۔  
(ج) مندرجہ عبارت میں مودودی صاحب کا یہ بھی لکھ دینا کہ :  
”جسے دیکھ لینے کے بعد انکار کرنے سے عذاب لازم آتا ہو تبلیس پر مبنی ہے۔ کیونکہ ہر معجزہ کے انکار کے بعد عذاب آخرت لازم آتا ہے۔ اگر کوئی اسی انکار پر مر جائے۔ اور اگر دنیوی عذاب مراد ہے تو وہ قرآن کا انکار کرنے والوں کے لئے بھی لازم نہیں ہے۔“

(ج) یہاں مودودی صاحب سے ہمارا یہ سوال ہے کہ اگر قرآن کے علاوہ دوسرے معجزات بطور دلیل نبوت نہیں دیئے گئے تو ان کے ظاہر کرنے میں کیا حکمت تھی۔

**معجزہ شق القمر کا انکار** | مودودی صاحب الشقاق القمر چاند پھٹنے کا واقعہ تو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن اس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ نہیں مانتے۔ چنانچہ سورۃ القمر کی آیت اقتربت الساعة والنشق القمر کی تفسیر میں لکھتے ہیں :-

”تمام ہدایات کو جمع کرنے سے اس کی جو تفصیلات معلوم ہوتی ہیں وہ یہ ہیں کہ یہ ہجرت سے تقریباً ۵ سال پہلے کا واقعہ ہے۔ قمری چھٹے کی چودھویں شب تھی چاند ابھی ابھی طلوع ہوا تھا ایک وہ پھٹا ادا اس کا ایک ٹکڑا اس نے کی پہاڑی کے ایک طرف اور دوسرا محفوظ دوسری طرف نظر آیا۔ یہ کیفیت بس ایک ہی لمحہ رہی اور پھر دو ٹکڑے باہم جڑ گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس دنت مٹی میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا دیکھو اور گواہ رہو۔ کفار نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہم پر جادو کر دیا تھا اس لئے ہماری آنکھوں نے دھوکا کھایا۔“ اس کے بعد لکھتے ہیں :

”یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس واقعہ کی حقیقی نوعیت کیا تھی ؟ کیا یہ ایک معجزہ تھا جو کفار مکہ کے مطالبہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت کے ثبوت میں دکھایا تھا ؟ یا یہ ایک حادثہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے چاند میں پیش آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس کی طرف توجہ صرف اس غرض کے لئے دلائی کہ یہ امکان قیامت اور قرب قیامت کی ایک نشانی ہے۔ علمائے اسلام کا ایک بڑا گروہ اسے



حضور کے معجزات میں شمار کرتا ہے۔ ادا مان کا خیال یہ ہے کہ کفار کے مطالبہ پر یہ معجزہ دکھایا گیا تھا۔ لیکن اس رائے کا مدعا صرف بعض ان روایات پر ہے جو حضرت انس سے مروی ہیں۔ ان کے سوا کسی صحابی نے بھی یہ بات بیان نہیں کی۔ . . . . سب سے بڑی بات یہ ہے کہ قرآن مجید خود بھی اس واقعہ کو رسالت محمدی کی نہیں بلکہ قرب قیامت کی نشانی کے طور پر پیش کر رہا ہے۔ البتہ یہ اس لحاظ سے حضور کی صداقت کا ایک نمایاں ثبوت ضرور تھا کہ آپ نے قیامت کے آنے کی جو خبریں لوگوں کو دی تھیں یہ واقعہ اس کی تصدیق کر رہا تھا۔

(ترجمان القرآن مئی ۱۹۷۶ء ص ۲۲)

(تبصیح کا) (۱) مندرجہ عبارت میں موصوفی صاحب نے تصریح کر دی ہے کہ چاند کا دو ٹکڑے ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ نہ تھا۔ اور یہ مانتے ہوئے کہ علمائے اسلام کا ایک بڑا گروہ اسے حضور کے معجزات میں شمار کرتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو ناقابل اعتبار قرار دے دیا۔ محض اس لئے کہ وہ اس وقت بچے تھے۔ لیکن قابل غور بات ہے کہ جو ان ہو کر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بلا ثبوت یہ کیوں فرمایا کہ مشرکین کے سوال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معجزہ دکھایا تھا۔ یہ کوئی قیاسی بات تو ہے نہیں۔ حضرت انس دس سال نہ ہو کر صلی اللہ علیہ وسلم کے

خادم خاص رہے ہیں انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت ابن مسعود وغیرہ ان صحابہ کرام سے یہ بات سنی ہوگی۔ جو اس واقعہ کا مشاہدہ کرنے والے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب کا عنوان ہی یہ لکھا ہے:

”سوال المشرکین بنی یحییٰ البنی صلی اللہ علیہ وسلم آیا“

فَاَ مَا هَذَا شِقَاقُ الْقَوْمِ - یعنی مشرکین کے سوال پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معجزہ دکھایا تھا۔

(ب) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں اَشْهَدُ وَاِشْهَدُ وَا (گواہ رہو۔ گواہ رہو) کے یہ الفاظ بھی اس پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس معجزہ پر مشرکین مکہ کو گواہ بنا رہے ہیں۔ اور پہلے وہ اس کا مطالبہ کر چکے تھے۔ ورنہ اگر ایسا نہ ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اَشْهَدُ وَاِشْهَدُ وَا کے ساتھ یہ بھی تفرغ فرما دیتے کہ یہ قرب و وقوع قیامت کی دلیل ہے۔

(ج) اس واقعہ کو قرب قیامت کی نشانی ماننے سے بھی اس کے معجزہ ہونے کی نفی لازم نہیں آتی۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور تشریف آوری بھی تو قرب قیامت کی ایک بڑی علامت ہے۔ اور تعجب ہے کہ خود مودودی صاحب اس خاتمِ مادتِ عظیم الشان واقعہ کو حضور کی صداقت کا ایک نمایاں ثبوت تسلیم کر رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی اس کو معجزہ قرار نہیں دیتے۔

(ح) سائنس کی حیرت انگیز ترقیات کے اس دور میں جبکہ امریکی خلا باز دوسرے چاندیں اُتر چکے ہیں اور اس کی مٹی اور پتھر بھی زمین پر لا چکے ہیں۔ دور رسالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کفار کے سامنے چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا۔ اور کفار کی طرف سے اس کو حضور کا جادو تسلیم کرنا۔ اور حضور کا ان کو اس پر گواہ بنانا ان سب باتوں کے تسلیم کرنے کے باوجود جو شخص اس کو معجزہ محمدی نہیں مانتا وہ یا تو بہت زیادہ کوتاہ بین اور کم عقل ہے اور یا بدہ الحاد و زندقہ کا مرید ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح جادو گروں کے مقابلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزہ عصا لاٹھی کا سانپ بن جانا، اور ماہر طبیبوں کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معجزہ احیاء موتی (مڑے زندہ کرنا) عطا کیا گیا تھا۔ اسی طرح امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے علاوہ معراج سماوی اور شوق القمر چاند ٹکڑے کرنے کے معجزات بھی عطا فرمائے گئے تاکہ قیامت تک کے سائنسدان باوجود تحیر العقول ترقیات کے معجزات محمدیہ کے سامنے عاجز رہ جائیں۔ مگر آج امریکی کفار چاندیں اُتر کر اس کی مٹی اور پتھر اپنے ساتھ زمین پر لے آئے ہیں تو کیا ہوا۔ آج سے صدیوں پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چاند کو دو ٹکڑے کر کے زمین پر بھیج دیا تھا اور قیامت تک کے تمام ماسند ان ایسا کرنے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عاجز ہیں واللہ علی کل شیء قدير۔

علمائے اُمت کا عقیدہ | علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

وقد كان هذا في زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم كما ورد في الاحاديث المتواترة الصحيحة ..... وهذا امر متفق عليه بين العلماء ان الشقاق القهر قد وقع في زمان النبي صلى الله عليه وسلم وانه كان احدى المعجزات الباهرات ۲

(تفسير ابن کثیر جلد ۴ ص ۲۶۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند پھٹنے کا یہ واقعہ صحیح متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ ..... اور اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہو چکا ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن ترین معجزات میں سے ایک معجزہ تھا اور یہ بھی ملحوظ ہے کہ معجزہ کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ پیغمبر کفار کو زمان سے چیلنج دیں بلکہ اس کے لئے دعویٰ رسالت ہی کافی ہے۔ چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ معجزہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے تصریح فرماتے ہیں کہ :

”ليس الشرط الاقتران بالتحدي بمعنى طلب الاتيان بالمثل الذي هو المعنى الحقيقي للتحدي وإنما المراد انه يكفي جواز المصالة“

(المواقف والجواهر جلد اول)

یعنی مجوزہ کے ساتھ تعدی و جلیغ، اپنے حقیقی معنی میں ضروری نہیں ہے کہ کفار سے یہ کہا جائے کہ تم بھی ایسا کر دکھاؤ بلکہ تعدی و جلیغ کے لیے صرف پیغمبر کا دعویٰ رسالت ہی کافی ہے، مجوزہ کی اس قرینہ کی بنا پر تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ دور رسالت میں چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا حضور خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم الشان مجوزہ تھا۔

**لاہوری مرزائی کافر نہیں** | جمہور علمائے اسلام کا اجماعی فتویٰ ہے کہ قادیانی مرزائی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں اور لاہوری مرزائی جو مرزا قادیانی کو نبی تو نہیں مانتے مگر مجدد مانتے ہیں دونوں کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بوجہ دعویٰ نبوت کے کافر ماننا ضروری ہے۔ چہ جائیکہ اس کو مجدد اور مصلح تسلیم کیا جائے۔ لیکن مودودی صاحب لاہوری مرزائیوں کو کافر نہیں مانتے۔ چنانچہ ایک خط کے جواب میں مودودی صاحب کی ہدایت کے مطابق مک غلام علی صاحب نے ۱۰/۱۰/۱۳۸۷ھ کو لکھا ہے کہ آپ کا خط ملا۔ مرزائیوں کی لاہوری جماعت کفر و اسلام کے درمیان معتق ہے یہ ذابک مدعی نبوت سے بالکل بائٹ ہی ظاہر کرتی ہے کہ اس کے افراد کو مسلمان قرار دیا جاسکے نہ اس کی نبوت کا صاف اقرار ہی کرتی ہے کہ اسکی تکفیر کی جاسکے۔ دستخط، خاکسار غلام علی معاون خصوصی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

یہ جواب میری ہدایات کے مطابق ہے۔ (نکٹا، ابوالاعلیٰ مودودی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## جماعت اسلامی پاکستان

نمبر ۲۵۰۷

حوالہ 227  
تاریخ 12 9.1.68

۵۔ سید لارپاک چھو لاپور

محترمی و مکرمی السلام علیکم ورحمة الله  
آپ کا غلط ملا۔ مرزا یون کی لاهوری جماعت  
کفر و اسلام کے درمیان معلق ہے۔ یہ نہ ایک مذہبی  
نبوت سے بالکل برأت ہی ظاہر کرتی ہے کہ اس کے افراد  
کو مسلمان قرار دیا جا سکے۔ نہ اس کی نبوت کا صان  
انوار ہی کرتی ہے کہ اس کی تکفیر کی جا سکے۔

خاکسار

نرم علی

معائنہ خصوصی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی  
یہ جواب میری ہدایات کے مطابق ہے

واللہ اعلم

(تبصرہ) (۱) لاہوری مرزائی پارٹی کا لٹریچر بھی موجود ہے۔ غیر مالک میں ان کے مشن بھی قائم ہیں۔ مرزا قادیانی کی تجدیدیت پر وہ دلائل بھی پیش کرتے ہیں اگرچہ وہ غلط ہیں۔ برعکس اس کے کتاب و سنت کی روشنی میں ایک مدعی نبوت کو دجال۔ کذاب اور کافر مانا بھی ضروری ہے پھر تعجب ہے کہ مودودی صاحب اس پارٹی کی تکفیر میں متردد ہیں۔

(ب) ابوالاعلیٰ صاحب کا یہ عقیدہ کہ لاہوری مرزائی نہ کافر ہیں اور نہ مسلمان۔ اہل السنۃ الجماعت کے بالکل خلاف اور معتزلہ کے موافق ہے۔ کیونکہ اہل سنت کفر اور ایمان کے مابین کوئی درجہ اور واسطہ نہیں مانتے۔ اور معتزلہ درمیانی درجہ تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ خلد مودودی صاحب نے معتزلہ کا مذہب یہ لکھا ہے کہ :

”خوارج اور مرجیہ کے درمیان کفر و ایمان کے معاملہ میں جو جدال برپا تھا اس میں انھوں نے اپنا فیصلہ یہ دیا کہ گناہ گار مسلمان نہ مومن ہے نہ کافر بلکہ یہ بھی کی ایک حالت پر ہے۔“

(خلافت و ملکیت ص ۲۱۹ اشاعت اول اکتوبر ۱۹۶۶ء)

(ج) اگر پاکستان میں اسلامی نظام حکومت قائم ہو جائے تو مودودی صاحب لاہوری پارٹی کو مسلم اکثریت اور غیر مسلم اقلیت میں سے کس کھانہ میں درج کریں گے ؟

قادیانی پارٹی کیلئے چور و زارہ  
قادیانی پارٹی مرزا غلام احمد قادیانی  
کو نبی مانتی ہے اور اس بنا پر

علمائے اُمت کا ان کی تکفیر پر اجماع ہے۔ لیکن مودودی صاحب نے اپنی جماعت اسلامی کے منشور میں ان کو اسلام میں داخل کرنے کے لئے ایک چوردمازہ نکال لیا ہے۔ چنانچہ آئینی اصلاحات کے عنوان کے تحت دفعہ ۱۱ میں لکھا ہے کہ :

”جو لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کو نبی مانتے ہوں اور اس کی نبوت پر ایمان نہ لانے والوں کو کافر قرار دیتے ہوں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ کیونکہ ان کو مسلمان تسلیم کرنے کے معنی یہ ہیں کہ پاکستان کے مسلمان غیر مسلم اکثریت ہیں۔“  
(مودودی منشور ص ۳)

(تبصرہ) یہاں بھی مودودی صاحب نے قیاس سے کام لیا ہے اور یہ قید لگا کر کہ :

”اس کی نبوت پر ایمان نہ لانے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں“  
قادیانی فرقہ کے لئے رہا وجودیکہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں (اسلام میں داخل کرنے کی گنجائش نکال لی ہے۔ کیونکہ اگر قادیانی مرزائی تسلیم کر لیں کہ وہ مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان نہ لانے والوں کو کافر نہیں قرار دیتے (جیسا کہ سہ ۳۷ کی تاریخی تحریک ختم نبوت کے بعد تحقیقاتی عدالت میں مرزا بشیر الدین محمود آنجہانی کے کیل نے اپنے بیان میں تسلیم کر لیا تھا)، تو مودودی صاحب کی مندرجہ عبارت کے تحت وہ مسلمانوں میں ہی شمار ہو سکتے ہیں حالانکہ وہ مرزا قادیانی کو نبی ماننے



کی بنا پر کافر ہیں خواہ وہ مرزا قادیانی کی نبوت پر ایمان دہانے والوں کو مسلمان ہی تسلیم کر لیں۔

**لاہوری مرزا میوں کا شکریہ** | لاہوری پارٹی نے اپنے ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۶۰ء میں مودودی صاحب کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :

”مودودی صاحب نے جن لوگوں کو اپنے منشور میں غیر مسلم اہلیت قرار دینے کا ذکر کیا ہے وہ اپنے عقائد کی وجہ سے کہ حضرت مرزا صاحب کو نبی اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں، اس کے مستحق قرار دیئے گئے۔ اور یہ امر موجب غوشی ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور اس شق میں شامل نہیں ہو سکتی۔ اس بارے میں مودودی صاحب کا رویہ قابل تعریف ہے۔“

بحوالہ ہفت روزہ شہاب لاہور ۹ اپریل ۱۹۶۰ء

یہ ہے مودودی صاحب کا وہ سیاسی اسلام جس کے اصول حکمت عملی کے تحت بدلتے رہتے ہیں اور ان کے اسلام میں ایمان و کفر کی کوئی جامع و مانع تعریف نہیں ہے۔ جس کی بنا پر کفر و اسلام کی حدود کی تعین کی جاسکے۔ مودودی صاحب اور ان کے اندھے متقلدین اس بات سے بہت برا فروختہ ہوتے ہیں۔ کہ علمائے حق ان کو اہل سنت

والجماعت میں شمار نہیں کرتے۔ لیکن ان کے عقیدہ کی خرابی اسی موقع سے معلوم ہو سکتی ہے جو انہوں نے قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے متعلق اختیار کیا ہے۔

**اسلامی منشور اور مودودی منشور میں فرق** | علاوہ ازیں ان کے اہل سنت ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے منشور میں اہل سنت والجماعت کا لفظ نہیں لکھا۔ حالانکہ پاکستان میں مسلمانان اہل سنت کو تقریباً ۹۸ فی صد عظیم اکثریت حاصل ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر جمعیت علمائے اسلام نے اپنے ”اسلامی منشور“ میں اہل سنت کے تحفظ کے لئے ”نظام حکومت“ کے عنوان کے تحت دفعہ نمبر ۱ میں یہ تصریح کر دی ہے کہ :

”صدر مملکت کا مسلمان ہونا اور پاکستان کی ۹۸ فی صد مسلمان اکثریت اہل سنت کا ہم مسلک ہونا ضروری ہوگا۔“

(ب) مودودی منشور میں گو حکومت پاکستان کا مقصد ان الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔ کہ :

”قرآن و سنت کے اتباع کی پابند اور خلافت راشدہ کے نمونے کی پیروی ہو۔ جس میں اسلام کے اصول و احکام پوری طرح کارفرما ہوں گے۔“

لیکن خدشتہ راشدہ کو انہوں نے بطور محبت و معیار (کسوٹی) تسلیم نہیں کیا۔ اور خلافت دہلویت کا مصنف خلفائے راشدین کو بالخصوص خلیفہ ثالث حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ کو حجت و معیار حق تسلیم نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس نے یہ تصریح کر دی ہے کہ حضرت عثمان کے دورِ خلافت میں ملکیت شامل ہو گئی تھی۔ اور نعوذ باللہ حضرت عثمان کی پالیسی خطرناک اور فتنہ انگیز ثابت ہوئی۔ لیکن برعکس اس کے جمعیت علمائے اسلام کے اسلامی منشور میں دفعہ ۵ کے تحت یہ تصریح کر دی گئی ہے کہ :

” خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ادا پر حکومت و آثار کو اسلامی نظام حکومت کے جزئیات متعین کرنے کے لئے معیار قرار دیا جائے گا۔“

نیز مسلمان کی قانونی تعلیم ان الفاظ میں کی گئی ہے کہ:

” وہ قرآن و حدیث پر ایمان رکھتے ہوئے ان کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و اسلاف رحمہم اللہ اجمعین کی نشریات کی روشنی میں محبت سمجھے۔ اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی نبوت کا اور نہ کسی (نئی) شریعت کا قائل ہو۔“

اور خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو معیارِ حق اور حجت ماننا اس لئے ضروری ہے۔ تاکہ کتب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور معلوم ہو سکے۔ در نہ قرآن و سنت کے نام سے اسلام میں ملحدین زمانہ ہر قسم کا الحاد و زندقہ داخل کر سکتے ہیں۔ خود رسول اعظم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو مَآئِدًا عَلَیْہَا

و اَصْحَابِی کی کسوٹی عطا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ”آخرت میں نجات پانے والا وہی ایک گمراہ ہوگا جو میرے اور میرے اصحاب کے طریق پر چلنے والا ہوگا۔“

(مشکوٰۃ شریف)

**ایصالِ ثواب گنہ گاروں کے لئے نہیں** | اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ میت

کو نفی عبادات اور صدقات وغیرہ کا ثواب پہنچایا جاسکتا ہے۔ اور عالم برزخ (قبر) میں اس کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے۔ میت خواہ نیک ہو یا گنہگار۔ چنانچہ رد المحتار شامی جلد اول باب صلوٰۃ الجنائز میں یہ لکھا ہے کہ :

”وَذِیْقَرَّ لَمْ یَسِّرْ لِمَا دَرَدَ مِنْ دَخْلِ الْمَقَابِرِ فَقَرَّ لَیْسَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنْهُمْ یَوْمَئِذٍ النِّحْمُ : (اور سورۃ لیس پڑھے۔ کیونکہ (حدیث میں) وارد ہے کہ جو شخص قبرستان میں داخل ہوا اور سورۃ لیس پڑھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے عذاب میں تخفیف کر دیتے ہیں)“ لیکن مودودی صاحب نے سورۃ النجم کی آیت لَیْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى کے تحت یہ لکھا ہے کہ :

”جو لوگ اللہ کے ہاں صالحین کی حیثیت سے مہمان ہیں۔“

ان کو تو ثواب کا ہدیہ یقیناً پہنچے گا۔ مگر جو ہاں مجرم کی

حیثیت سے حوالات میں بند ہیں انہیں کوئی ثواب پہنچا تو قع

نہیں ہے۔ اللہ کے ممالک کو ہدیہ تو پہنچ سکتا ہے۔ مگر

امید نہیں کہ اللہ کے مجرم کو تحفہ پہنچ سکے۔ اس کے لئے اگر کوئی شخص کسی غلط کام کی بنا پر ایصالِ ثواب کرے گا تو اس کا ثواب ضائع نہ ہوگا۔ بلکہ مجرم کو پہنچنے کے بجائے اصل عامل ہی کی طرف لوٹ آئے گا جیسے منی آرڈر اگر مرسل الیہ کو نہ پہنچے تو مرسل کو واپس مل جاتا ہے۔“  
(ترجمان القرآن - فروری ۱۹۷۷ء ص ۲۷)

الجواب : (۱) یہ مودودی صاحب کا صرف اپنا قیاس ہے کہ مجرم کو ہدیہ نہیں پہنچتا۔ ان پر لازم تھا کہ کتاب و سنت سے کوئی دلیل پیش کرتے اور اگر وہ آیت کَیْسَ یَلْبِغُ فَاَنْتَ اِلَآ مَا سَخٰی سے اس بنا پر استدلال کریں کہ انسان کو نفع صرف اپنی کوشش سے ملتا ہے تو پھر مجرمین اور صالحین دونوں کو ایصالِ ثواب کا نفع نہیں ملنا چاہیے۔

(ج) عالم برزخ بقرہ میں مودودی شریعت نافذ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت واسعہ کے تحت دارالعمل ختم ہونے کے بعد بھی زندوں کی طرف سے اموات کے لئے نفی عبادات کا ثواب پہنچنے کی رہایت فرمادی ہے۔ لیکن اس مسئلہ میں مودودی صاحب کا نظریہ سرمایہ دارانہ ذہنیت پر مبنی ہے کہ جو پہلے ہی سرمایہ دار ہے اس کے سرمایہ میں تو اضافہ جائز ہے مگر تنگدست اور مفلس کسی امداد کا حقدار نہیں ہے حالانکہ بہ نسبت صالحین کے عالم برزخ میں گناہگار مسلمان ایصالِ ثواب کے زیادہ محتاج ہیں اور اسی بنا پر کتاب و سنت میں اموات کے لئے دوائے

مغفرت ثابت ہے۔ اگر مودودی صاحب کا قیاس صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر مُردوں کے لئے دُعا بھی مفید نہیں ہونی چاہیے کیونکہ دُعا بھی زندوں کی طرف سے ایک تحفہ ہے۔ اور اگر مودودی قیاس کو دست دی جائے تو پھر نماز جنازہ بھی گناہگار مسلمانوں کے لئے مفید نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ موت کے بعد تو وہ عالم برزخ میں حالِ اُتی بن جاتے ہیں۔

راج) اگر خود مودودی صاحب نے یہ بھی تسلیم کر لیا ہے کہ ایصالِ ثواب کی نوعیت محض ایک دُعا کی ہے۔ چنانچہ ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ :

” رہی یہ بات کہ ایصالِ ثواب کو میت کے لئے نافع ہونا یا نہ ہونا اللہ کی مرضی پر موقوف ہے۔ تو اس کا سبب دراصل یہ ہے کہ ایصالِ ثواب کی نوعیت محض ایک دُعا کی ہے۔ یعنی ہم اللہ سے یہ دُعا کرتے ہیں کہ یہ نیک عمل جو ہم نے نیری رضا کے لئے کیا ہے اس کا ثواب فلاں مَرم کو دیا جائے۔ اس دُعا کی حیثیت ہماری دوسری دُعاؤں سے مختلف نہیں ہے۔ اور ہماری سب دُعائیں اللہ کی مرضی پر موقوف ہیں۔“

(ترجمان القرآن فردری ص ۹۶)

(رسائل مسائل ص ۴۶)

مودودی صاحب کی یہ تشریح بھی ان کے اس نظریہ کی تردید کر رہی ہے کہ :-

”امید نہیں کہ اللہ کے مجرم کو تحفہ پہنچ سکے“ کیونکہ

مومن گناہ گار و مجرم کے لئے دعائے مغفرت کا کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ اور قبرستان میں بھی تمام مسلمان اہل قبور کے لئے دعائے مغفرت سنت ہے۔ اس میں صالح اور مجرم کا کوئی فرق نہیں۔ چنانچہ حدیث میں دعا کے یہ الفاظ ہیں : **السلام علیکم یا اھل القبور یعظروا اللہ لنا و لکم انتم سلفنا و نحن ہالاشرا** (اے اہل قبور ! تم پر سلام ہو۔ اللہ تمہیں بھی اور ہمیں بھی بخشے۔ تم ہم سے پہلے چلے گئے ہو اور ہم بعد میں آنے والے ہیں) (مشکوٰۃ شریف)

البتہ کفار و مشرکین کے لئے ان کے مرنے کے بعد دعائے مغفرت ناجائز اور ممنوع ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے :

**مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ مَا كَانُوا أُولَئِي قُلُوبِي مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْغَيْبِ ۝ (پہلے۔ سورۃ توبہ رکوع ۱۶) (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دُعا مانگیں۔ اگرچہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ اس امر کے ظاہر ہونے کے بعد کہ وہ دوزخی ہیں۔“**

(ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ)

(حاشیہ ۱۵۵) جمعیت علمائے اسلام کا اسلامی مشورہ جو حیثیت ایک صحیح اور جامع تناویز ہے اور بندہ نے جمعیت جو مستفی دیا ہے اس کی وجہ اور ہیں مثلاً مشورہ دینی محاذ میں خاکسار پارٹی کی شمولیت و اسلامی مشورہ کی وضع حفاظت نہ کرنا غیر۔ خادماہل سنت

الاحقر قاضی منظر حسین غفرلہ

# مودودی منشور اور معاشی اصلاحات

مودودی منشور میں ”معاشی اصلاحات“ کے عنوان کے تحت  
زراعت کا مسئلہ حل کرتے ہوئے یہ لکھا ہے،

”ایک طویل مدت تک زرعی اہلک کے معاملہ میں نہایت غلط  
نظام رائج رہنے کی وجہ سے جو ناہمواریاں پیدا ہو چکی ہیں ان کو  
ختم کرنے کے لئے شریعت کے قاعدے پر عمل کیا جائے گا کہ  
”غیر معمولی حالات میں ایسی غیر معمولی تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں۔  
جو اسلام کے اصولوں سے متصادم نہ ہوں ہوں۔“ اس قاعدے  
کو ملحوظ رکھتے ہوئے.....

(ب) قدیم اہلک کے معاملہ میں زمین کی ملکیت کو ایک خاص  
حد تک محدود کر دیا جائے گا۔ مغربی پاکستان کے زیر خیز علاقوں  
میں یہ حد زمین کی پیداواری صلاحیت کے لحاظ سے (سو (۱۰۰) اور  
دو سو ایکڑ کے درمیان ہوگی۔

یہ تحدید صرف عارضی طور پر پچھلی ناہمواریاں دور کرنے کے لئے  
کی جائے گی۔ اسے مستقل حیثیت نہیں دی جائے گی۔ کیونکہ مستقل  
تحدید صرف اسلامی قانون وراثت ہی سے نہیں بلکہ متعدد دوسرے  
شرعی قوانین سے بھی متصادم ہوتی ہے۔“ (مودودی منشور ص ۳۳)



**خطرناک تصادمی نظریہ** | ان چند سطروں میں مودودی صاحب اور ان کی شوریٰ نے جس طرح اسلامی شریعت کا مذاق اڑایا ہے اس سے ان کی خود ساختہ جماعت اسلامی کی اصلیت نمایاں ہو جاتی ہے۔

چنانچہ انہوں نے پہلے تو نہایت واضح الفاظ میں شریعت کا یہ قاعدہ لکھا کہ :

”غیر معمولی حالات میں ایسی غیر معمولی تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں

جو اسلام کے اصولوں سے متصادم (یعنی مخالف) ہوتی ہوں۔“

اور اس کے بعد اسی شرعی قاعدے کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ اصلاحی تدبیر لکھی ہے کہ :

”قدیم اطلاق کے معاملے میں زمین کی ملکیت کو ایک خاص حد تک محدود کر دیا جائے گا۔“

اور بعد ازاں خود ہی یہ تسلیم کر لیا ہے کہ ملکیت زمین کی یہ تحدید (حد بندی) اسلامی قانون وراثت اور دوسرے شرعی قوانین سے متصادم (یعنی مخالف) بھی ہے۔ یہ ہے مودودی جماعت کا خطرناک تصادمی نظریہ کہ جس قانون کو وہ شریعت کے مخالف و متصادم سمجھتے اور ملتے ہیں۔ اسی کو وہ اسلام کے نام پر پاکستان میں نافذ بھی کرنا چاہتے ہیں۔ گویا کہ مودودی صاحب کے نزدیک اسلامی حکومت کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ اپنے اختیار سے عارضی طور پر اسلامی شریعت کے خلاف قانون جاری کرے۔

لیکن اس پر پیل اسلامی قانون ہی کا چسپاں کیا جائے گا۔ یہ ہے  
مودودی صاحب کی جماعت اسلامی جو اسلامی قطعی احکام کی خلاف  
ورزی کر کے بھی اسلامی ہی رہتی ہے۔

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں  
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے  
کیا اس سے زیادہ بھی اسلام کے نام پر اسلام دشمنی کی کوئی مثال ہو سکتی ہے  
کہ جان بوجھ کر قطعی نصوص قرآنی کے خلاف قانون بنانے کو بھی شہ نذر  
اسلامی خدمات میں شمار کیا جائے۔ کاش کہ منشور لکھتے وقت مودودی صاحب  
اور ان کے صالحین کو یہ آیت یاد رہتی :

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ  
(سورہ مائدہ) اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے  
وہ یقیناً ظالم ہیں، اور اسی رکوع میں ایسے لوگوں کو فاسق اور کافر  
بھی کہا گیا ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ | ممکن ہے مودودی صاحبان یہ جواب دیں۔ کہ  
قرآن مجید میں مردار اور خنزیر کے گوشت کو  
قطعی حرام دیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود اضطراری حالت میں اس کا  
کھانا جائز بھی ہے۔

الجواب : (۱) قرآن مجید میں مردار اور خنزیر کے گوشت کو  
صرف اس شخص کے لئے جائز قرار دیا گیا ہے جو بھوک سے آملا چار

ہو جائے کہ اگر اس وقت کچھ نہ کھائے تو اس کی جان نکل جائے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ملک میں اگر معاشی ناہمواریاں ہوں تو ملک میں مزار اور خنزیر کا گوشت جائز ہونے کے لئے عام قانون جاری کیا جائے۔ (ب) مودودی صاحبان جواب میں جمعیت علمائے اسلام کے اسلامی منشور کی ایک عبارت بھی پیش کیا کرتے ہیں کہ اس میں بھی زمین کی ملکیت پر حد بندی کو جائز لکھا ہے لیکن یہ بھی ان صالحین کی مغالطہ انگیزی ہے۔ کیونکہ جمعیت کے اسلامی منشور میں زمین کی ملکیت کی حد بندی کے عام قانون کو کسی جگہ بھی جائز نہیں لکھا گیا۔ اس میں تو لغزش کے طور پر یہ لکھا ہے کہ اگر اسلامی حکومت میں کسی خاص شخص کی زمینداری سے عام رعایا کو نقصان پہنچتا ہو تو مجبوری کی حالت میں حکومت اس کی زمین میں تصرف کر سکتی ہے اور سنت سے اس کی دلیل بھی پیش کی ہے۔ اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ نہایت مجبوری کی حالت میں کوئی انسان اپنی جان بچانے کے لئے کوئی حرام چیز کھائے لیکن اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ حرام کھانے کے لئے عام قانون بھی بنادیا جائے۔

مودودی منشور ص ۳۶ پر لکھا ہے کہ :-

اسلامی مملکت کے ۲۲ نکات  
اور مودودی منشور

اس منشور کی ترتیب میں اس

۲۲ نکات کو سمودیا گیا ہے جو ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ (جنوری ۱۹۵۱ء) میں تمام مکاتب فکر کے معتد علیہ ۳۱ علماء نے تجویز کئے تھے۔

لیکن یہ فط کھلا ہے کیونکہ مختلف جماعتوں کے ۳۱ علماء و زعماء نے بالاتفاق ان ۲۲ نکات میں یہ بھی لکھا تھا کہ (۱۲) رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جس کے تین صلاحیت اور اصابت رائے پر جمہور یا ان کے مختلف نمائندوں کو اعتماد ہو۔ اور اس پر ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے بھی دستخط ہیں لیکن موجدہ مودودی منشور میں کسی جگہ بھی یہ نہیں لکھا کہ صدر مملکت مسلمان مرد ہونا چاہیے۔ اور اب وہ ایسا لکھ بھی نہیں سکتے۔ کیونکہ مودودی صاحب نے ہی سب سے پہلے صدر مملکت کے لئے مرد ہونے کی شرط کو توڑا اور دو رایوبی کے صدارتی انتخاب میں مس فاطمہ جناح کے حق میں ملک گیر مہم چلائی۔ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی کھلی مخالفت کی کہ **لَنْ يَصْلَحَ قَوْمًا دَلَّامُوهُمْ مَنَؤًا** (بخاری شریف) یعنی وہ قوم ہرگز کامیاب نہیں ہوگی جو عورت کو اپنی سربراہ بنائے۔“

## بھٹو کے اسلامی سوشلزم کا عظیم فتنہ | ہمیں یہاں سوشلزم یا اسلامی سوشلزم

کی اصطلاحات پر بحث کرنا مقصود نہیں ہے۔ بلکہ صرف یہ بتانا ہے کہ ”اسلامی سوشلزم“ کے نام سے پینلز پارٹی المعروف بھٹو پارٹی اپنے رسائل و مضامین میں جو اصلاحی تدابیر اور معاشی انقلابی نظریات پیش کر رہی ہے وہ اسلام اور قرآن کے بالکل خلاف ہیں۔ چنانچہ

(۱) بھٹو پارٹی کے مرکزی ہفت روزہ نعت لاہور ۱۹ جنوری ۱۹۶۹ء

۱۶ میں ملکیت زمین کی بحث میں بعض قرآنی آیات کا ترجمہ پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :

”زمین اہل کائنات کا مالک اور خالق خدا ہے (۳۷) اور مندرجہ بالا آیات سے ظاہر ہے کہ زمین پر کسی بھی فرد کو لامحدود ملکیت اور جائداد قائم کرنے کا حق نہیں ہے۔ جب زمین کی ملکیت خدا کی ہے تو اس پر قصصی ملکیت قرآن اہل اسلام سے انحراف ہوگی۔“

(۲) اسی مضمون کے مٹا پر یہ لکھا ہے کہ :

”مندرجہ بالا آیات سے غیر مبہم طور پر واضح ہے کہ قرآن کی رو سے مفصل سراسر ناجائز ہے کوئی بھی مسلمان اپنی ضرورت سے زائد ایک پیسہ بھی اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔“

المجاہد ۱، (۱) اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں معاشی نظام پر نظام سرمایہ داروں کا قبضہ ہے اور مزدور کسان وغیرہ عوامی طبقہ بہت زیادہ پسماندہ اور مظلوم ہیں۔ لیکن اس صورت حال کی اصلاح کی صحیح تدبیر صرف یہی ہے کہ نبی کریم رحمت للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کامل اور جامع شریعت کا قانون نافذ کیا جائے جو دو برسالت کے بعد خلفائے راشدین حضرت صدیق اکبر حضرت فاروق اعظم حضرت عثمان ذوالنورین اور شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور خلافت راشدہ میں نافذ رہا ہے۔ انسانوں کے لئے وہی قانون رحمت ثابت ہو سکتا ہے جو ان کے خالق و مالک پروردگار عالم نے انہی کی

فلاح و کامرانی کے لئے تجویز کیا ہے۔ لیکن اسلامی قانون کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اکثر اکی کا فرائض نظریات کو اسلام کے نام پر پاکستان میں رائج کیا جائے۔  
 (ب) نصرت کے زیر بحث مضمون میں انفرادی اور شخصی ملکیت کو جو اسلام اور قرآن کے خلاف ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے یہ خود اسلام اور قرآن سے انحراف ہے۔ کیونکہ اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ کوئی شخص بڑا اور حلال طریقہ سے بھی زمین کا مالک نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی مسلمان ضرورت سے زائد ایک پیسہ بھی اپنے پاس نہیں رکھ سکتا تو پھر قرآن ہی میں جو سورۃ النساء میں میت کے وارثوں کے حصے مقرر کئے گئے ہیں۔ اور حاجا نکوۃ کا حکم دیا گیا ہے۔ ان احکام کی کوئی حیثیت ہی باقی نہیں رہتی بلکہ اگر کوئی شخص ضرورت سے زائد اپنے پاس ایک پیسہ تک نہیں رکھ سکتا۔ تو حج کی فرضیت بھی سرے سے ختم ہو جاتی ہے۔

(ج) خود ساختہ اسلامی سوشلزم کے علمبردار یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کا پیش کردہ نظریہ قرآنی احکامات کے خلاف ہے اس لئے انہوں نے اپنے اس باطل نظریہ کی یہ تائید کی ہے کہ :-

”بعض معترضین یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ اگر قرآن میں انفرادی ملکیت کا کوئی تصور نہیں تو پھر قانون وراثت۔ خیرات و صدقات وغیرہ کے احکامات کیا معنی رکھتے ہیں۔“ ————— یہ احکامات عمرہی دور کے لئے ہیں۔ جب معاشرہ اپنا منزل کی طرف قدم بڑھا رہا ہوتا ہے۔ جب کسی معاشرے میں قرآنی نظم کو مانع کرنا ہوتا ہے تو اس کا اندازہ تدریجی تبدیلی ہوتا ہے۔ جب یہ نظام اپنی کمزوریاں دکھاتا ہے۔ نافذ نہ ہوتا ہے۔

تو پھر عبوری احکامات کی غرض و غایت بھی چونکہ پوری ہونے لگتی ہے اس لئے ان پر عمل کی احتیاج باقی نہیں رہتی۔ ان احکامات کی صورت بالکل ویسی ہے جیسی تقیم کی۔ جب پانی میسر آ جاتا ہے تو تقیم کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح جب قرآن کا معاشی نظام اپنی پوری تابانی سے قائم ہو جاتا ہے۔ تو پھر ان عبوری احکامات پر عمل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔“

(نصرت لاہور ۱۹ اگست ۱۹۶۷ء ص ۱۹)

یہ تاویل نہیں بلکہ قرآن کی معنوی تشریحات ہے۔ نعوذ باللہ! اگر تسلیم کیا جائے کہ وراثت اور زکوٰۃ و زکوٰۃ کے احکامات صرف عبوری دور کے لئے ہیں۔ اور جب قرآن کا معاشی نظام قائم ہو جائے تو ان کی ضرورت نہیں رہتی۔ تو پھر اس کا یہ نتیجہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ نعوذ باللہ خود خاتم النبیین رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بھی قرآنی معاشی نظام جاری نہیں کر سکے۔ اور نہ دور خلافت راشدہ میں یہ قائم ہوا۔ بلکہ آج تک اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں کسی اسلامی حکومت میں یہ نظام حق جاری نہیں ہو سکا۔ اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک امت محمدیہ وضو کی بجائے تقیم ہی کر رہی ہے۔ تو پھر قرآن کیسے لے آیا تھا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا کیا فائدہ پہنچا۔ اس قرآنی معاشی نظام کو کون نظام حق تسلیم کرے گا۔ جو العیاذ باللہ چودہ سو سال تک قائم ہی نہیں ہو سکا۔ اور آج بھڑپارائی کی کوششوں سے قائم ہو جائے گا نہیں

نہیں۔ کچھ دور رسالت اور دور خلافت لاشدہ میں قرآنی معاشی نظام پوری پوری پوری تنہائی سے قائم رہ چکا ہے۔ اور جو لوگ اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے وہ اسلام اور قرآن کے دشمن ہیں ۔

**خدا نے انسان کو بھی مالک بنایا ہے** | بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق و مالک ہے لیکن اس

نے امتحاناً و اختتاماً انسان کو بھی مالک بنایا ہے۔ قرآن مجید میں ہے :

(۱) اِنَّا خَلَقْنَا لِحَمْدِ مِثْلَ مَا هَمَلْتُ اَيُّدِيْنَا اَنْعَامًا مِّنْهُمْ لِحَمَا  
مَالِكُوْنَ ۝ وچٹا سورہ یٰس (۴) :

”بے شک ہم نے اپنے دستِ قدرت سے ان (انسانوں) کے لئے  
جافروں کو پیدا کیا ہے۔ پس وہ ان کے مالک ہیں۔“

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جانوروں کا مالک قرار دیا ہے ۔  
(۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اَلَيْسَ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيُّمَانُكُمْ  
رِثًا مِّمَّا تُوْرَثُوْنَ ۝ (سورۃ النور ع ۸)

اے ایمان والو! چاہیے کہ اجازت لیں تم سے وہ لوگ کہ تمہارے  
داجنے ہاتھ ان کے مالک ہوئے ہیں) ان سے مراد شرعی غلام ہیں جن  
کو اپنے مالکوں کے گھروں میں داخل ہونے کے لئے اجازت لینے کا  
حکم دیا گیا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کو دوسرے انسان کا بھی  
مالک قرار دیا۔ اور یہ ملکیت بھی انسانی ہے ۔



(۳) اگر انسان زمین اور مالی و دولت کا مالک نہ ہوتا تو چروا اور لڑا کو وغیرہ کے لئے اتنی سنگین سزائیں کیوں مقرر کی جاتیں۔ مثلاً ہاتھ کاٹنا وغیرہ ؟

**بھنگہ اور ناچ** | بھٹوپارٹی کے جلسوں میں عموماً بھنگہ اور ناچ وغیرہ کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ جیسا اس پر اعتراض ہوا کہ یہ تو غیر اسلامی مظاہرے ہیں تو پارٹی کے اہل تسلم نے اس کو اسلامی ثابت کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ چنانچہ نصرت لاہور شمارہ نمبر ۱۰۳ مورخہ ۲۰ ستمبر تا ۲۲ ستمبر ۱۹۹۷ء میں رحمت اللہ طارق کا ایک مضمون بعنوان ”پیسلن پارٹی اور طربہ رقص“ شائع ہوا ہے جس میں حضرت جعفر طیار شہیدؒ کا رقص (ناچ) بھی ثابت کیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ :

”حضرت جعفرؒ اٹھے اور ایک ٹانگ کو اٹھا کر دوسری

ٹانگ کے سہارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد

چکر کاٹتے ہوئے رقص کرنا شروع کر دیا۔“ (ص ۱۹)

گویا کہ ذوالفقار علی بھٹو کی یہ پیسلن پارٹی صاحب ذوالفقار شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر طیار شہید رضی اللہ عنہ کی اتباع میں بھنگہ اور ناچ کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ العیاذ باللہ!

(۲) اسی مضمون کے مشاعرے پر ایک عنوان یہ دیا ہے: نبی اکرمؐ کا جینڈے استقبال ”تو گویا کہ اس دہریت والحاد کے دور میں جینڈے

یا جوں اور رقص و سرود کی جو فرنگی کا فرانہ تہذیب رائج ہے یہ بھٹوپارٹی کے نزدیک سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل ہے۔ کیا یہ سنت و شریعت کی کھلی توہین نہیں ہے کہ جن فواحش و معکلات کو نبی کریم رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم مٹانے کے لئے تشریف لائے تھے ان کو سنت ثابت کیا جائے۔ یہاں یہ ملحوظ رہے کہ اس مضمون میں جو بعض روایات پیش کی گئی ہیں وہ اس زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں جب کہ ان چیزوں کو گمانے بجانے کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ اور اس روایت میں بھی دقت کا ذکر ہے جس کا مطلب مروجہ بلینڈ بینا خلافت دیانت ہے اور دقت بجانے والی بھی چھوٹی چھوٹی۔ سچیاں تھیں۔

**حقیقت بے نقاب ہو گئی | بھٹوپارٹی کے معاشی نظریہ اور ناچ بھنگ پر پراب بحث کرنے کی چنداں**

ضرورت نہیں رہی کیونکہ موجودہ ملکی انتخابات میں انھوں نے منکیرین ختم نبوت (مرزائی پارٹی) سے انتخابی معاہدہ کر لیا ہے اور متعدد سیٹوں پر ان کو پارٹی کی طرف سے ٹکٹ دیئے گئے ہیں۔ یہ ہے ان کے ”اسلامی سوشلزم“ کا قبیح انجام۔ کاش کہ یہ رگ اتنی جسارت نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس قسم کے خطرناک فتنوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ اور نصرت نمبر ۱۰ مورخہ ۸ نومبر ۱۹۷۷ء میں قرآنوں نے شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی ناچ کرنے والوں میں شمار کر دیا ہے۔ چنانچہ ایک روایت کے تحت لکھا ہے کہ:

”پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد ہوا کہ ”اے علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔“ چنانچہ آپ کے اس نغمہ رسالت پر میں بھی قصص کے آداب بجا لایا۔“ (مسند احمد)

جو روایات اس مضمون میں درج کی گئی ہیں ان کے جواب کا یہاں موقع نہیں ہے۔ باعث عبرت صرف یہ ہے کہ بھڑپاری حضرت جعفر اور حضرت علی المرتضیٰ جیسی جلیل القدر مقدس شخصیتوں کی کیا تصویر پیش کر رہی ہے کاش کہ یہ ناچو پارٹی شیر خدا حضرت مرتضیٰؑ اور جعفر طیار وغیرہ اصحاب و اہل بیت کی نامزدوزہ جیسی عبارتوں کا بھی نمونہ پیش کرتی اور شیر خدا نے اس وقت کے جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے ماننے والوں کے ساتھ جو معاملہ کیا ہے اس سے بھی عبرت پکڑتی +

**مودودی سوشلزم** | اگر مودودی صاحب اور ان کی جماعت بظاہر سوشلزم اور اسلامی سوشلزم کے خلاف ایک محکم چلا رہی ہے لیکن اس قسم کے غیر اسلامی نظریات کی راہ ہمارے کرنے والی خود مودودی صاحب کی تحریرات بھی ہیں۔ مثلاً :-

(۱) ”مودودی منشور میں زمین کی ملکیت کی تحدید سوباد و سوبیکٹ وغیرہ تک کا جو قانون تجویز کیا گیا ہے اور قرآنی احکامات کے خلاف تسلیم کرتے ہوئے بھی اس کو معاشی ناہمواریاں دُور کرنے کے لئے جائز قرار دیا ہے۔ اسی بنا پر سوشلسٹ پارٹیاں بھی انفرادی ملکیت کی فہمی کو بھی جائز قرار دے

سکتی ہیں۔ کیونکہ وہ بھی اپنا مقصد سابقہ معاشی ناہمواریوں دور کرنے ہی ظاہر کرتے ہیں۔ خواہ اس میں عارضی طور پر قرآن کی مخالفت ہی کرنی پڑے۔  
(۷) مودودی صاحب نے اپنی کتاب ”اسلام کا نظریہ سیاسی“ ص ۴۳ پر لکھا ہے کہ :-

ایک طرف اسلام نے یہ کمال درجہ کی جمہوریت قائم کی ہے دوسری طرف اس نے ایسی انفرادیت (INDIVIDUALISM) کا سد باب کر دیا ہے جو اجتماعیت (SOCIALISM) (سوشلزم) کی نفی کرتی ہو۔ یہاں مودودی صاحب نے صاف طور پر ”سوشلزم“ کا لفظ استعمال کر کے یہ بیان کر دیا ہے کہ اسلام کا یہ انفرادیت نہیں ہے جو سوشلزم کے خلاف ہو۔ مگر اسلام میں سوشلزم کی تائید پائی جاتی ہے اس وضاحت کے بعد کیا مودودی صاحب سوشلزم یا اسلامی سوشلزم کا قہر لگانے والوں پر اعتراض کا حق رکھتے ہیں۔

**مودودی اشتراکیت** | اسلامی اسٹیٹ کی تشریح کہتے ہوئے اسی کتاب میں مودودی صاحب نے یہ لکھا ہے کہ:

”یہ مہر گیر اسٹیٹ ہے اس کا دائرہ عمل پوری انسانی زندگی پر محیط ہے۔ یہ تمدن کے ہر شعبہ کو اپنے مخصوص اخلاقی نظریہ اور اصلاحی پروگرام کے مطابق ڈھالنا چاہتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں کوئی شخص اپنے کسی معاملہ کو پرائیویٹ اور شخصی نہیں کہہ سکتا۔ اس لحاظ سے یہ اسٹیٹ فاشسٹی اور اشتراکی حکومتوں سے یک گونہ مماثلت رکھتا ہے۔“ (ص ۳۵)

۴ لیجئے مودودی صاحب نے یہاں اسلامی سیاست ڈیٹیکو اشتر کی حکومتوں سے ایک گونہ مماثلت رکھنے والی قراردادے کر اشتر اکیت کے لئے بھی راہ ہموار کر دی ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ نے اس فتنہ کی نشاندہی کرتے ہوئے کتنا صحیح انکشاف فرمایا ہے۔ کہ :

اسلام کے نام پر بہت سی جماعتیں وجود میں آئیں لیکن یہ جماعت جو جماعت اسلامی کے نام سے ہے ان جماعتوں سے بہت زیادہ خطرناک ہے فرمایا جو حدیث میں امت کے تہر فرقوں کی خبر آئی ہے اور صرف ایک فرقہ کو ناجی اور دوسرے تمام فرقوں کو غیور ناجی فرمایا گیا ہے میں دلائل وبراہین کی روشنی میں پورے شرح صدر سے کہتا ہوں کہ یہ جماعت اسلامی بھی ان ہی غیر ناجی فرقوں میں سے ہے۔“

(شیخ الاسلام نمبر الجھیت دہلی ط ۱۵۹)

مکتوبہ نبی اور مودودی پر پگینڈا | عصمت دنیا کے سلسلہ میں ، مودودی صاحب کی یہ عبارت پہلے پیش کی جا چکی ہے۔ کہ ۱۔

”نبی ہونے سے پہلے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا کہ انہوں نے ایک انسان کو قتل کر دیا۔“

رسائل و مسائل حصہ اول ص ۳۱

طبع دوم جون ۱۹۵۴ء



ہے جس نے ناز نہ پڑنے کی دلیل میں قرآن مجید کی صرف اتنی آیت پیش کی تھی کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ (ناز کے قریب نہ جاؤ) اور بعد کے یہ الفاظ چھوڑ دیئے تھے وَأَنْتُمْ سُكَانَهُ (جبکہ تم نشہ کی حالت میں ہو)

(ب) حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے صورتاً از حقیقتاً گناہ کا فرق واضح کر کے دراصل عصمت انبیاء کا مسئلہ بالکل صاف کر دیا ہے تاکہ کوئی بخت کر انبیائے کرام علیہم السلام کے کسی عمل کی ظاہری تشکیل دیکھ کر ان کو گت ہٹکار نہ سمجھ لے۔

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر

گرچہ باشد در نوشتن شیرِ شیر

(ج) اگر مودودی صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہے تو وہ بھی یہ لکھ دیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حقیقتاً کوئی گناہ نہیں ہوا تھا۔

**عظمتِ مدنی** | بروایت حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری، دامِ مجدہم (کراچی) حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رح نے دارالعلوم دیوبند کے ایک اجلاس میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں یہ فرمایا تھا کہ :- بھائیو اس سے زیادہ میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ میرے علم میں بسطِ ارض پر شریعتِ طریقت و حقیقت کا حضرت مولانا مدنی سے بڑا کوئی عالم موجود نہیں۔ (رشیخ الاسلام نمبر ۲۸) مَا خَدُّ عِلْمَانِ الْحَمْدِ لِلَّهِ الْعَالَمِينَ

خادم الاحقر منظر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال

۳ - رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

مطابق ۴ نومبر ۱۹۹۷ء

# علمی مجاہد

مفتی محمد یوسف صاحب سابق مدرس اکوڑہ خشک (حال راولپنڈی) نے ایک کتاب ”مولانا مودودی پر اعتراضات کا علمی جائزہ“ شائع کی ہے۔ جس میں انہوں نے میری کتاب ”مودودی جماعت کے عقائد و نظریات پر ایک تنقیدی نظر“ کے اعتراضات کا بھی جواب دیدیا ہے۔ جواب الجواب میں بندہ کا ایک مضمون ”مفتی محمد یوسف صاحب کے علمی جائزہ کی حقیقت“ مختصر ترجمان اسلام لاہور میں متعدد قسطوں میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ مضمون کتابی شکل میں شائع کرنے کا ارادہ تھا اور عرصہ ہوا اس کی کتابت بھی ہو چکی ہے۔ لیکن اس دوران میں چونکہ اس کا جواب مفتی محمد یوسف صاحب نے ہفت روزہ آئین لاہور میں قسط مار بعنوان ”یہ اتمام حجت کا آغاز ہے“ شروع کر دیا تھا اس لئے ہم نے اپنی کتاب کی طباعت ملتوی کر دی تا کہ مفتی صاحب کا مضمون مکمل شائع ہو جانے کے بعد اس کا جواب بھی اس کتاب میں آجائے لیکن مفتی صاحب کا مضمون آئین میں مکمل شائع نہ ہوا اور بقیہ قسطیں انہوں نے کسی مصلحت کے تحت روک لیں اس لئے بندہ کی کتاب بھی اسی انتظار میں شائع نہ ہو سکی اب کتاب ”علمی مجاہد“ کے نام سے شائع کی گئی ہے۔ اور اس میں بطلان الحجت کے نام سے مفتی صاحب کی ان قسطوں کا بھی مختصر جواب دیا گیا جو آئین میں شائع ہو چکی ہیں واللہ تعالیٰ اعظم خدا و مراد اہلسنت والا حق نظر حسین غفرلہ مدنی جامع مسجد چکوال



